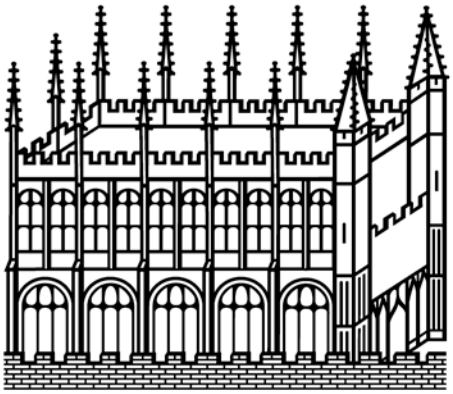


Bodleian Libraries

UNIVERSITY OF OXFORD

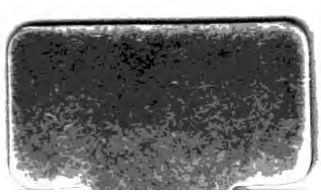
This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks



This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.



16 E 90

INDIAN INSTITUTE

فہرست کتب

اس مرثیہ کی تصحیح سے یقین واثق ہی کہ کوئی غلطی نظر نہ آوے
اس کتاب مین اصول دین اور زیارات ائمہ معصومین اور
اور نجاسات اور طہارت کا صاف صاف بیان ہی اور اعمال
ایام ہفتہ اور اکثر شہور کے لکھے ہین۔

مجموعۂ مرثیہ ہاے میر انیس یہ مجموعہ تازہ کندۂ
غم والم افزایندۂ رنج وماتم ذخیرۂ شیون وشین مصائب
ابی عبداللہ الحسین ہی۔ تمام کوائف وحالات شہدائے کربلا
مبتلاے رنج وبلا کے نہایت سوز وگداز سے ہین اور
سلام ورباعیات جس کے سننے سے اہل مجلس کو سینکڑون
سے غش آتا ہی ایک دریا اشک کا آنکھون سے بہجاتا ہی
مصنف اسکے نامی گرامی مشہور کافہ انام ممدوح خاص وعام
بلاغت انکی ہدم فصاحت انکی جلیس میر میر علی مرحوم متخلص انیس
ہین انکے کلام بلاغت نظام مین وہ تاثیر ہی کہ اگر سنگ خارا
گوش مین صدا پہونچے تو اوسکا بھی جگر پارہ پارہ ہوجاوے
نرالا انداز نیا عنوان ہی جسکا مداح سارا جہان ہی آجتک
فن مرثیہ گوئی مین ایسا نازک خیال شیرین مقال عدیم المثال
باکمال پیدا نہین ہوا۔ اس مجموعہ کی چار جلدین ہین جلد اول
مین ۲۰ مرثیہ ہین جلد ثانی مین ۲۶ مرثیہ جلد ثالث مین
۱۸ مرثیہ ہین جلد رابع مین ۲۲ مرثیہ ہین۔

مجموعۂ مرثیہ میر مونس۔ یہ مجموعہ نادر وگوہر بے بہا رونق
مجمع عزا وسیلہ نوحہ وبکا ذخیرہ شیون وشین جامع مصائب
ابی عبداللہ الحسین علیہ السلام ہی مضمون جگر خراش جس سے
دل انس وجان پاش پاش سوختگان آتش غم گسستگان خنجر
الم ذکر حالات اصحاب واولاد امام ہمام ہی سلطان الاذکرین
ملاذ الشاعرین میر نواب صاحب مرحوم المتخلص بہ مونس
برادر میر انیس کا یہ کلام بلاغت نظام ہی جگا سنورہ نمایان
خیالی وموشگافی ومضمون نگاری از ہند تا روم وشام ہی
اس جلد اول مین ۱۹۔ مرثیہ اور سلام اور رباعیات ہین۔
جلد دوم چھپ گئی جلد سوم بھی فارغ الطبع ہی۔

مجموعۂ مرثیہ ہاے میر زا دبیر۔ یہ مجموعہ بے نظیر دلپذیر
مرغوب دلہاے ہر صغیر وکبیر رونق مجمع عزا وسیلہ نوحہ وبکا حاجی
مصائب شہدائے کربلا حضرت امام حسین ہی تصنیف سلطان الاذکرین
قدوۃ الشاعرین سپہر تحریر مہر تنویر خوش تقریر مرزا سلامت علی
متخلص بہ دبیر ہی یہ نادر مجموعہ دو جلد مین ہی جلد اول
مین ۳۵۔ مرثیہ اور جلد دوم مین ۳۴۔ مرثیہ ہین
مسدس امیر اوج۔ تالیف مرزا محمد جعفر صاحب متخلص باوج
خلف الصدق جناب مرزا دبیر صاحب مرحوم۔ اس مسدس
مین جناب امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام کی نہایت عمدگی
سے مدح کی ہی قابل ملاحظہ مومنین ہی۔

رسالۂ وظائف وادعیہ ماثورہ بروایات صحیح الدرجہ
جسمین مضمون ذیل دعائین ہین بنا بر مذہب امامیہ۔
۱ پنجوقتہ ۲۔ دعاے ماثورہ ۳۔ اعمال عاشورہ
عین البکا معروف بہ دہ مجلس وچہل مجلس حالات کربلاے
معلی وشہادت حضرت امام حسین علیہ السلام۔ اس مقبول
کتاب مین ایسے جگر خراش مضامین مصائب امام ہمام جناب
امام حسین علیہ السلام کے مندرج ہین کہ جنکے سننے کی تاب
سامعین کو مجلس مین نہین رہتی ایک سیلاب آنسو کا
آنکھون سے جاری ہوتا ہی فی الحقیقت یہ کتاب نہایت عمدہ ہی

رسالہ وجیز و تلویض تصنیف اعلم العلماء افقہ الفقہا
عالم ربانی مولانا اخوند محمد باقر مجلسی علیہ الرحمہ ہے ہی قابل دید
ربا علم و ہنر ہی کہ اسد اختصار پر سعد اسمین فوائد ہین۔
حلیۃ العرائس۔ یہ کتاب بزبان اردو فقہ مین اہم باہمی
ہی اسمین عورات کے مسائل فقہیہ جو روزمرہ کے کار آمد ہین
صاف صاف اور شرح لکھے ہین۔ اگرچہ رسالہ مختصر ہی مگر فوائد عظیم
مشتمل ہین جامع عباسی تذکرۃ الصلوٰۃ وغیرہ کتابین اکثر
عورات کو پڑھائی جاتی ہین لیکن بعض بعض باتین اسمین
اوس سے زیادہ ہین اور عبارت عام فہم بعبارت سلیس ہی اور
مسائل بہت عمدہ باسانید صحیحہ اسمین موجود ہین اگر اکثر یہ
کتاب بنظر غور اور خیال مطالعہ کیجاوے اور مضمون خوب ذہن نشین
ہوجاوے تو ضروری مسائل روزمرہ جسکی ضرورت اکثر رہا کرتی
ہی اونسے بخوبی واقفیت ہوجاوے۔ بلکہ عورات کو اسکا پڑھانا
اونکی حق مین اکسیر اعظم ہی مصنف اسکے مولوی امداد علیصاحب لکھنوی ہین
بعد حمد ہندی۔ یہ کتاب مختصر روزمرہ کی بول چال سابق
روش کی نظم ہی اکثر اطفال خرد سال اور عورات کے درس مین
رہتی ہی انسان کا مرنا اور قبر مین منکر نکیر کا سوال جواب کرنا
قیامت کا آنا بہت عمدہ طور سے نظم ہی چھوٹے چھوٹے لڑکے اور
لڑکیان اکثر ازبر یاد کرتے ہین جس سے مسائل مین بھی واقفیت
ہوجاتی ہی اور روزہ و نماز جو کہ اصول مذہب ہی اوسمین اعلا حیت
کامل پیدا ہوتی ہی اور عقائد بھی درست ہوجاتے ہین حرام و
حلال نجس و پاک سے بھی اطلاع ہوجاتی ہی ہر چند کہ چھوٹا سا
رسالہ ہی مگر فائدے بڑے ہین اسی سبب سے ہر مقام پر مروج ہی
اور ہر شخص اسکو تربیت اطفال کے لیے خرید کرتا ہی۔
خلاصۃ المصائب یہ کتاب مصائب اہل بیت علیہم السلام مین
مشہور و معروف ہی تالیفات سے محدث مقبول ذاکر آل عبا مولوی
میرزا ہادی صاحب صلحا مرحوم کی ہی۔ دو مرتبہ پہلے بھی اس مطبع مین
طبع ہوئی تھی اور کئی مطابع مین بھی چھپ چکی ہی اس مرتبہ نہایت
احتیاط سے بکمال صحت طبع ہوئی مصائب سید الشہدا امام حسین
علیہ التحیۃ والثنا کو جناب مولف مرحوم نے اس عمدگی اور ربط
معقول سے ترتیب دیا ہی اور ایسا نادر خلاصہ فرمایا ہی اور
ایسے ایسے مضامین جگر خراش مصائب امام ہمام اور اہل بیت
علیہم السلام کے لکھے ہین کہ جنکے سنے سے سامعین کو غش آتا ہی
ایک حدیا الشوو بکا آنکھون سے یہ جاتا ہی کیونکر مرغوب
اور مقبول نہ ہو کہ اس کتاب کے مولف جناب مولوی
میرزا ہادی صاحب صلحا مرحوم لکھنوی بھی کیسے باکی اور محدث
مقبول تھے کہ جنکو ہر لحظہ علم حدیث و کلام سے کام تھا ویسی ہی
یہ کتاب بھی اونکی مقبول ہی ایک ایک فقرہ سے غم و الم
ٹپکتا ہی جسوقت اس کتاب کو ذاکر مجلس مین پڑھتا ہی سننے
اشک سامعین کی آنکھون سے جاری ہوتا ہی صبر جاتا رہتا
ہی سینہ کوبی سے غش پر غش آتا ہی ذاکر سے بوفور رقت
نہ پڑھا جاتا ہی الغرض یہ کتاب فیض انتساب اس مرتبہ
کاغذ عمدہ پر چھپا و شفاف چھاپی گئی ہی اعلی درجہ کے
خوشنویس سے لکھوائی گئی ہی اور قیمت بھی بغرض رفاہ
عام نہایت ارزان ہی۔
تحفۃ العوام۔ یہ کتاب بھی مسائل اور اعمال مین مستند
ہی کئی بار اس مطبع مین چھپی اور دفعۃ خواہش خریداران
سے دست بدست فروخت ہوئی اس کتاب کو مصباح کنعانی
اور زاد المعاد و سفینۃ النجات وغیرہ سے جہان جہان
خلل تھا درست کیا ہی اور کمال احتیاط سے چھاپا ہی

اور بہ ہزاران ہزار کوشش اور صرف زر کثیر ایسے ایسے عمدہ عمدہ مرثیونکا ذخیرہ جمع کیا کہ جو کسی کو وہم و خیال مین
تھا۔ اور فی الواقع اگر کلام بلاغت انضمام اوس ممدوح کا زیر طبع نہ آتا۔ تو باقیات الصالحات ایسے بالکل کا
اب شائقین کو بشارت ہو کہ جس کلام کا جمع ہونا شمار عدد رمال اور وزن جبال اور کیل بحور کے برابر تھا وہ دُر شاہ
اب کوڑیونکے مول ہو گیا اور اس اہتمام کے ساتھ کہ چار جلدین اس کلام بلاغت انضمام کی معرض طبع مین آ کر
مطبوع خلائق ہوئین اور واسطے صحت ان مرثیونکے اس ہیچمدان قلیل البضاعت پیرو نبی و علی سید تصدق حسین
رضوی کو مالک مطبع موصوف نے مخصوص کیا اور اس کمترین نے بھی حتی الوسع انکی صحت مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نہین کیا اگرچہ سہو و خطا ہر شخص کے آب و گل مین سرشتہ ہے اور جس سے خطا نہو وہ آدمی نہین فرشتہ ہے
لیکن کیا عجب ہے کہ کوئی مصرعہ تک بے معنی اور ناموزون نرہا ہو بآنیہمہ صاحبان ہمم اور والیان کرم سے خواستگار
کہ اگر بسبب اختلاف نقول کہین سہو و خطا ہو گئی ہو تو ذیل عفو و اصلاح سے مستتر فرمائین لِاَنَّ الْعُذْرَ عِنْدَ کِرَامِ
النَّاسِ مَقْبُوْلٌ وَالْعَفْوَ مِنْ اَخْیَارِ ہِمْ مَاْمُوْلٌ چونکہ اس کلام کا ایک زمانہ مشتاق تھا بفور طبع تمام جلدین دست بست
ہدیۂ شائقین ہو گئین اور پھر اوسی طرح اشتیاق خریداران باقی رہا لہذا بار دوم یہ جلد سوم مطبع خیر ترتیب حسب
اشاعت علوم منہل ترویج فنون گوہر اکلیل مروت جوہر معدن فتوت شمع شبستان اقبال
مسند نشین بزم اجلال مشہور نزدیک و دور جناب منشی نول کشور صاحب
لازال بالفرح والسرور واقع لکھنؤ محلہ حضرت گنج مین
بماہ مئی سنہ ۱۸۷۰ عیسوی مطابق ماہ جمادی الاخری
سنہ ۱۲۹۷ ہجری طبع ہو کر رونق بزم عزا و باعث
انبساط ہوئی بتاریخ دہم
فقط

تقریر دلپذیر نوکریز خامۂ معدن علوم و گنجینۂ فنون ثناطراز خامس آل عبا مداح
جگر گوشۂ رسول الثقلین مولوی سید تصدق حسین صاحب سلمہ ملازم مطبع اودھ اخبار

کُلُّ عَیْنٍ بَاکِیَۃٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلَّا عَیْنٌ بَکَتْ عَلَی الْحُسَیْنِ فَاِنَّھَا ضَاحِکَۃٌ مُسْتَبْشِرَۃٌ بِنَعِیْمِ الْجَنَّۃِ ہر چشم بارہ روز قیامت گریہ کنندگان بر مصائب خامس آل عبا و جدنا بر آل ماتم واران جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا کہ جو ہر سال بلکہ ہر ماہ اپنی جان و مال کو صرف کر کے ماتم اہلبیت کو کامل کرتے ہین اور باندک توجہ خاطر ثواب بلا تعد و لا تحصی حاصل کرتے ہین عجب طرح کا وسیلۂ بخشش غم حسین ہے کہ مصداق لفظ تباکی پر بھی حصول جنت فرض عین ہے محتوم المغفرت فقط عاشقان حسین ہین جنکا مدح خود رسول الثقلین ہین - فی الحقیقت سے حسین جان گرامی فدای امت کرد ۔ روا ست امت اگر جان کند فدای حسین ۔ چونکہ رونا رولانا عمدہ ارکان مغفرت ہے اور بغیر ذکر مصائب اہلبیت علیہم السلام ممکن نہین اسواسطے اکابرین نے صدہا کتابین مصائب آل عبا مین تصنیف و تالیف فرمائین اور منجملہ اونکے اگر کتب معرض طبع مین بھی آئین لیکن جو فی زمانہ طریقہ مرثیہ گوئی کا شاعران ذی کمال نے نکالا ہے - اگر بہ نظر انصاف دیکھو تو یہ طرز سب سے نرالا ہے - اگرچہ وادی ناپیدا کنار اور دشت پرخار اس فن خاص مین ہر ایک نے قدم جرأت و ہمت کو آگے بڑھایا - مگر مثل گردش پرکار جہان سے چلے تھے وہین پر پھر آپکو پایا - الا انیس مضمار فصاحت یکہ تازجولانگاہ بلاغت اکمل الکاملین زبدۃ الشاعرین سلطان الذاکرین افسر الناظمین دانای رموز خفی و جلی جناب میر ببر علی صاحب مغفور متخلص بہ انیس اسکندر اللہ بحبوحۃ الفردوس نے اس وادی وحشت خیز اور بیابان ہلاکت انگیز کو بکمال آسانی طے کیا - اور تہ سواران تنگنای ہوس کی کیت عزم کو پے کیا الحق کہ اس فردوسی ہند کا کلام معجز نظام عجب پر تاثیر ہے کہ سامعین کے دلون پر ایک کیفیت وجد کی پیدا کرتا ہے - اسی سبب سے ہر صغیر و کبیر انکے سخن کا دم بھرتا ہے - از انجاکہ ہر شخص اس امر کا متمنی تھا کہ کسی طرح سے اس ممدوح کا کلام یکجا فراہم ہو لیکن ممکن نہ ہوتا تھا کیونکہ اس فراہمی کو صرف زر کثیر اور جد بلیغ درکار تھا پس بموجب اصرار و استدعا و شائقان آبای مطبع فیض مجمع بحر ہمت و عطا ملزم فتوت و اعتلا مقبول اہل شعور جناب منشی نول کشور مالک مطبع اودھ اخبار نے اس امر اہم کا التزام اپنی ذمت والا ہمت پر لیا

۱۱۱

دھاوا دھاوا جب زمین پہ شبیر کرتے ہیں
پروانکی طرح سے حسن گرد پھرتے ہیں

۱۱۲

پانی دیا نہ ہائے نبی کے نواسے کو
جلاد ذبح کرنے لگا بھوکے پیاسے کو

۱۱۳

حیران ہوں کیوں زمین کا طبقہ اول گیا
سب پیشتر رہے سر شبیر کٹ گیا

۱۱۴

اس بیکسی میں کام نہ بھائی کے آئیں
لی ہو تم تو قبر سے اور گھر میں جاؤ نہیں

۱۱۵

کرتا تھا جب نگاہ تن چاک چاک پر
دل بھی سر پٹکتا تھا جھک جھک کے خاک پر

۱۱۶

خنجر چلا گلے پہ شہ مشرقین کے
ہے ہے یتیم ہو گئے بچے حسین کے

۱۱۷

ہے ہے موند نکال کے میدان کو تکتے تھے
ہیں جیتی تھیں تو بچے بلکتے تھے

۱۱۸

بندا نکھیں کر لو سب کز مین تھرتھراتی ہے
بیٹی علی کی بھائی کو لاشہ پہ آتی ہے

۱۱۹

پیری کا بیان مزا نہ جوانی کا لطف ہے
روضہ پیشہ کے مرثیہ خوانی کا لطف ہے

۱۰۵

۱۱۲

۱۱۵

۱۱۰

۱۱۴

۱۱۷

۱۱۱

۱۱۳

۱۱۶



خالی گھر اس فضا سے دیکھا نجائیگا
رونا بہن کا بھائی سے دیکھا نجائیگا

زخمونسے خون گرم کے شعلے نکل گئے
تن ناریونکے تیغ کے پانی سے جل گئے

مانند دیو گر قد و شمن بلند تھا
بجلی سی بس چلی کہ جدا بند بند تھا

ہمت کو دیکھ اور مری بیکسی کو دیکھ
مدت کے بعد جوہر تیغ علی کو دیکھ

بحر فنا زمین پہ تو برق آسمان پر
سیفی کا سب عروض تھا اوسکی زبان پر

کس کس مزے سے خون عدو چاٹتی تھی وہ
ہر عضو مثل حرف غلط کاٹتی تھی وہ

غل تھا جلال ہے پس و پیش آفتاب کو
پھیرے ہوا اوڑا نہ دے سیر آفتاب کو

ہر معرکہ مین دین کی وہ آگے بڑھی رہی
مرکز کی طرح کف کے سر پہ چڑھی رہی

ٹھیری نہ خود پر نہ زرہ پر نہ زین پر
سیدھی کمر پہ تھی تو کمر سے زمین پر

۹۱

ایدا میں صبر کرنے کا تھا ارشاد جا بجا
قاسم کو دم نہ دینے کی تھی فکر جا بجا
بیوست ہو نہ نیزہ عباس کے جگر میں
تھا یہ خیال حضرت عباس کے جگر میں

مارا نہ دم انھیں کی شفاعت کے واسطے
یہ سب ستم سہے فقط امت کے واسطے

۹۲

یہ وقت تھا کہ خیمہ سے نکلا وہ بے کسی
شبیر نے جو غور سے دیکھا سوئے علی
آتی ہے ذوالفقار جو اس کی طرف چلی
دیکھا تو ہے ذوالفقار علی کے کمر میں بل

سبقت ادھر ہی ہو چکی اب کیا درنگ ہے
ہاں امر علی کی لال یہ ہنگام جنگ ہے

۹۳

ناگاہ دو جوان حسین نامدار کے
دونوں لگے رکاب گلے تھام تھام کے
دیکھا جو ان حسین نے علیہ السلام سے
جلدی وہ سر و قد نے تسلیم جھک گئے

گھوڑے کی باگ تھام کے حضرت بھی رک گئے
اس شکل سے زمین پہ بہت کم ہم آئے ہیں
حکم خدا سے ہو کے مجسم ہم آئے ہیں

۹۴

دونوں کو ہاتھ جوڑ کے شہ نے کیا خطاب
تم کون ہو کہاں سے ہوئے ہو یہاں شتاب
ہم خدمت حسین پہ ہیں مامور با ثواب
دونوں نے ہاتھ باندھ کے عرض کی با ادب

حاضر ہیں جاں نثار ہیں ہم بندگی میں حاضر
ہم آئے ہیں ہم آئے ہیں ہم آئے ہیں

۹۵

دونوں کی وضع ایک سی اور ایک سی چال
چہرے پہ نور و رعب و شکوہ و جلال
آنکھیں تھیں نیلگوں تو ہر اک مو تھا بے مثال
دیکھا جو غور سے شہ ابرار نے انھیں

ہیں دونوں ایک ماں کے جنے ایک باپ کے
ہیں دونوں ایک ماں کے جنے ایک باپ کے

۹۶

بولے کہ تم نے آنے میں کیوں اتنی دیر کی
بس دفعتہً ہوا یہ ہمیں حکم کردگار
دیکھیں ہمارے ہاتھ سے کیا کرتی ذوالفقار
کہنے لگے کہ آپ کے ہمراہ ہو کے آج

منظور زندگی کر تجھے امتحاں پرست ہو
تیری ظفر ہو فوج عدو کی شکست ہو

۹۷

کہنے لگے کہ آپ پہ ہو جب کہ جاں نثار
پھر اس ستم کی فوج سے جنگ و جدل کروں
ہوتا ہوں قتل اب میں کہ دشمن کو قتل کروں
کہتے تھے یہ حسین سے وہ صاحب وقار

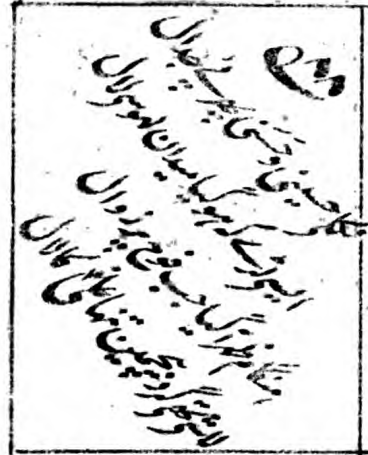
ہاں وقت ذبح فضل کا امیدوار ہوں
میری یہی ہے فتح کہ اوسپر نثار ہوں

۹۸

بولے کہ ابن سعد سے کہہ دو کہ اے پسر
مشکل جو تم پہ ہو تو ادھی سے پہلے حل کروں
بے حکم تیغ تک نہ کبھی اپنی شل کروں
مشتاق ہیں شہادت ہی کے وہ نامور

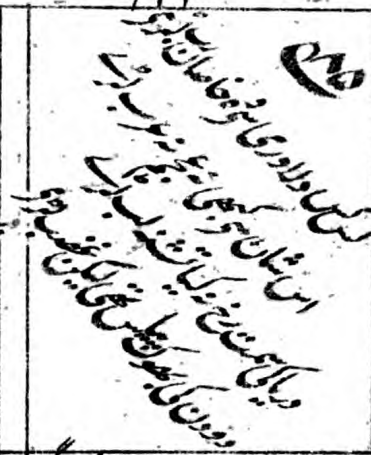
ہاں وقت ذبح فضل کا امیدوار ہوں
میری یہی ہے فتح کہ اوسپر نثار ہوں

۸۴



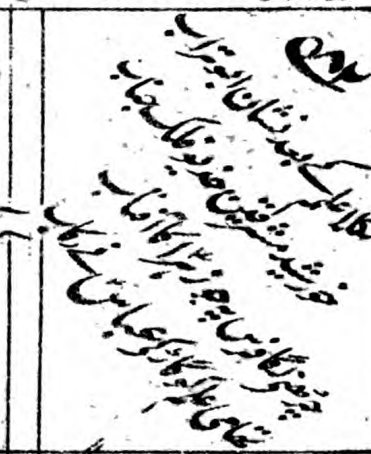
زین روشنی سی خانۂ پر نور ہو گیا
چمکی جو برق حسن فلک طور ہو گیا

۸۵



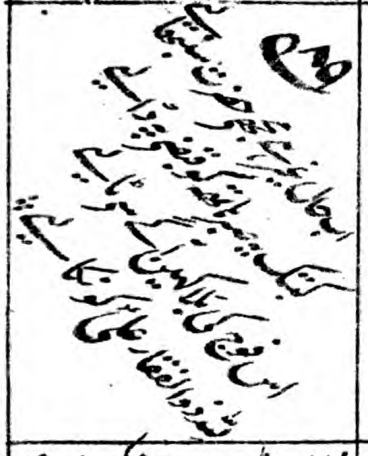
بیدست بھی ہوی تو یہ جوہر دکھا گئے
لوہی کو مثل شیر درندہ چبا گئے

۸۶



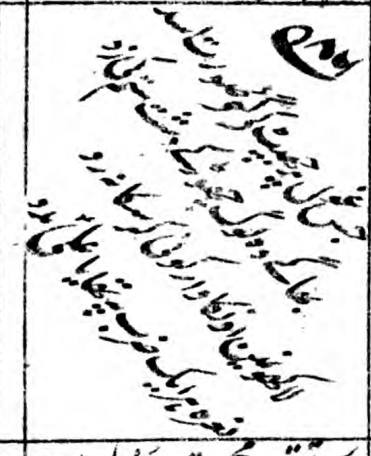
آئی صدا یہ دل سی کہ صدمے بڑی ہوی
ہین خاک پر یکایکے ٹکڑی پڑی ہوی

۸۴



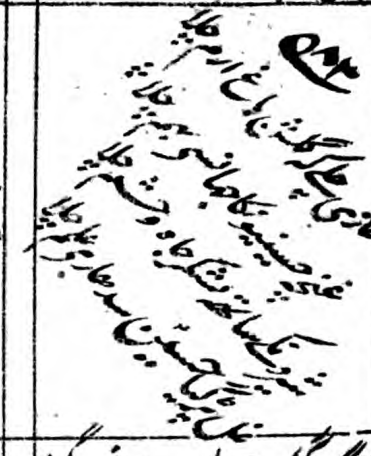
گل گر گئے سفر دل پر داغ رہگیا
واحسرتا بہار گئی باغ رہگیا

۸۵



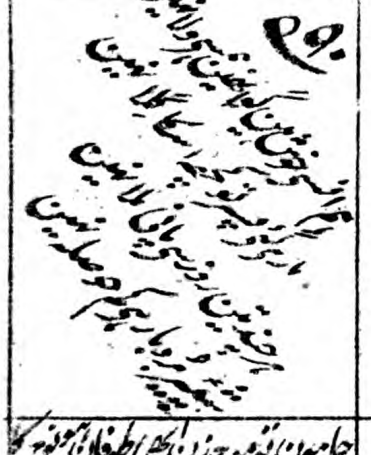
دو کرتے تھے وہ مجمع قدم قہول مین
گھوڑونکو عرض مین تو سوارونکو طول مین

۸۶



فرمایا وہ لڑے جسے جینے کی چاہ ہو
اے دل دعا یہ کر کہ نہ امت تباہ ہو

۸۴



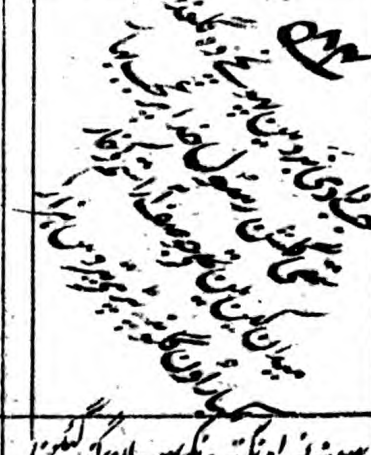
سینونسے اونکی تیرونکی سپر ہان گذر گئین
اوجلی قبائین غازیونکی خونمین بھر گئین

۸۵



سینونمیہ زخم تیغ و سنان کھا کے مر گئے
نقشہ علیؑ کی جنگ کا دکھلا کے مر گئے

۸۶



چاہون تو موج زن ابھی طوفان ہو فوج کا
پر کیا کرون کہ پاس ہی نانا کی روح کا

۴۷

تھا شور تا بہ عالم بالا زمین سے
دیکھو سر آسمان نہ نکالا زمین سے

۴۸

ہشتم سے باب امن و امان بند ہو گیا
پر دیسیو نپہ آب رواں بند ہو گیا

۴۹

در پر کھڑی ہوئی وہ سواری امام کی
سجدے میں وہ تضرع و زاری امام کی

۵۰

گھوڑوں سے سب سنول کے پیادہ ہوا وہ پر
گویا قمر کے ساتھ ستارہ ہوا وہ پر

۵۱

کیا کیا صدا العطش و العطش ہوئی
تڑپی سکینہ پیاس سے یا تک کہ غش ہوئی

۵۲

آگے تو مہتمم تھے ملک آسمان کے
سرنگے اہلبیت تھے پیچھے نشان کے

۵۳

چہروں کی ضو سے چار طرف نور چھا گیا
آئے جو شہ تو چاند ستارو نہیں آ گیا

۵۴

دنیا سے تھا سفر جو شہ مشرقین کا
جیتے کے پیچھے شور تھا ہے ہے حسینؑ کا

۵۵

عباسؑ کھلے دوشہ جسدام چلا پھرا
غل تھا علی کے لال کو سر پر چڑھا پھرا

۶۴

صورت بھری جو خاک میں زہرا کی جایگی
جنگل سے آئی صاف صدا ہائے ہائے کی

ڈر کر سکینہ جان مری آ ہی جاتی ہے
ہر دم یہ کس کے رونے کی آواز آتی ہے

رحم آتا ہے ہمیں کہ نبی کی نواسے ہیں
فاقہ کر کر لوگ صبح سے سب بھوکے پیاسے ہیں

۶۵

کیوں تلخ ہو نہ چشمۂ شیریں حیات کا
طوفاں میں آگیا ہے سفینہ نجات کا

ناناسے سن چکے ہیں زمیں یا نکی پاک ہے
شیشے میں سر بمہر ہے مٹی خاک ہے

اس میں ہمیں ایک قبر کی جا چاہیے ہمیں
دریا پہ کیا ہے قرب خدا چاہیے ہمیں

۶۶

کچھ خود بخود سکینہ کے آنسو نکل پڑے
اصغر بھی ماں کی گود میں کروٹ مچل پڑے

جبریل نے سخن جو کہے تھے وہ یاد ہیں
خوش اور کوئی ہو کہ نہ ہو ہم تو شاد ہیں

پانی کی جستجو میں کوئی تا بہ جو نجائے
پیاسے اگر رہیں تو رہیں آبرو بچائے

۵۹
تھا ماہ جو ضعیف تھی وہ حرارت کا لال ہے
دامن کی زین پہ جھاڑ کے بولے کہ لال ہے
اودی وہ ہو بہو ہے وہ خوبان کا لال ہے
دریا میں ہے یہ نکلے ہے سیمین کا لال ہے

۶۰
ہے ہے حسین کہہ کے جو روئے وہ ماہ رو
دل تھام کر زمین پہ بیٹھی وہ نیک خو
ہر سو ہوا یہ غل کہ ہے ہے حسین تو
دشت و جبل میں ڈھونڈتے پھرتے ہیں کو بکو

۶۱
اودی وہ شب میں اور ترا کالا رمان ہے
دریا میں جو نہیں ہے وہ کالا رمان ہے
یاں ایک ہے جو نہیں ہے وہ کالا رمان ہے
اودی وہ سرزمین میں ترا کالا رمان ہے

۵۸
تھا ماہ جو ضعیف تھی وہ حرارت کا لال ہے
دامن کی زین پہ جھاڑ کے بولے کہ لال ہے
اودی وہ ہو بہو ہے وہ خوبان کا لال ہے
دریا میں ہے یہ نکلے ہے سیمین کا لال ہے

۵۹
ہے ہے حسین کہہ کے جو روئے وہ ماہ رو
دل تھام کر زمین پہ بیٹھی وہ نیک خو
ہر سو ہوا یہ غل کہ ہے ہے حسین تو
دشت و جبل میں ڈھونڈتے پھرتے ہیں کو بکو

۶۰
بستی نظر نہ آتی تھی رستے او جاڑ تھے
یا ریگ گرم راہ میں تھی یا پہاڑ تھے

مطلب ہے کہ تیغ ستم سے گلا ملے
مشتاق ہوں کہ جلد کہیں کربلا ملے

اور مرو کہ تن سے سر کہ او ترے کی جا ہی ہے
اے سالکان راہ خدا کربلا ہے یہ

۴۳

گھبرا کے سر پہ تا بقدم دیکھنے لگی
مونہہ رکھ کے ننھی چھاتی پہ دم دیکھنے لگی

۴۴

قربان جاؤں زیست کا کیا اعتبار ہے
لپٹو ذرا گلے سے کہ مان بیقرار ہے

۴۵

کیوں آج بجھ رہا ہے کیوں رنگ زرد ہے
اماں خدا نخواستہ کیا دل میں درد ہے

۴۶

رو رو کے کہتی تھی جو فریاد کرتے تھے
ماتا حسینؑ روتے تھے اور یاد کرتے تھے

۴۷

ننھے سے دل پہ کوہ الم ناگہاں گرا
گویا زمین الٹ گئی اور آسماں گرا

۴۸

حق حمل سے کہ پہلوئے زہرا پہ در گرا
زندہ تڑپ تڑپ کے شکم سے پسر گرا

۴۹

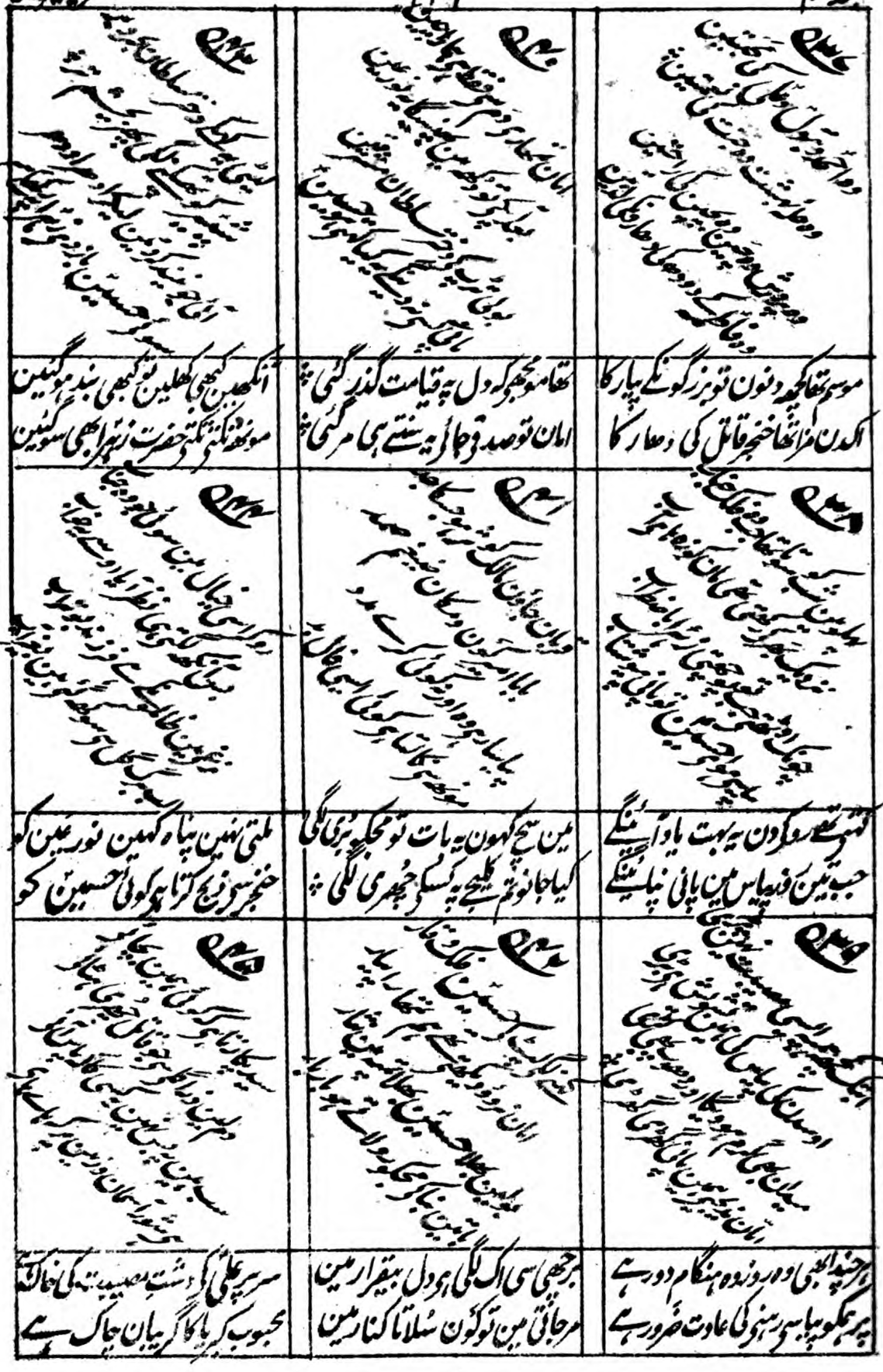
شیر خدا الٰہی کے جو پہلو میں سوتا تھی
راتوں کو ماں کے حجرے میں جا جا کے روتا تھی

۵۰

آفت کا سامنا تھا جدا جب حسنؑ ہوئے
گھر بھی چھٹا حسینؑ غریب الوطن ہوئے

۵۱

باقی رہیں نہ چار حدیں جب تہ کیا رہا
اک مصرعہ مخمس آل عبا رہا



۲۸

الف سے مسمّٰی تھی کہ خدا کی ثنا کا دم
تھا نام میں نہ رفعت و نعت و علا کا دم
اخبار میں خطوط میں نہ نظم و ثنا کا دم
تھا نعت و منقبت کی زباں پر نہ ادعا کا دم
جنباں جو یک بیک طبقات زمین ہوئی
نازل خدا کے حکم سے روح الامین ہوئی

۲۹

اک روز یہ عروج تھا اور یہ وقار تھا
اک دن اور انھیں کے سینے پہ قاتل سوار تھا
سر کٹ کے نیزے پر تھا مگر تن پہ بار تھا
ہر زخم پر لہو کا رواں مشکبار تھا
برج شرف تھی سب کا کمال اس کے واسطے
رحلیں کئی تھیں ایک جمائل کے واسطے

۳۰

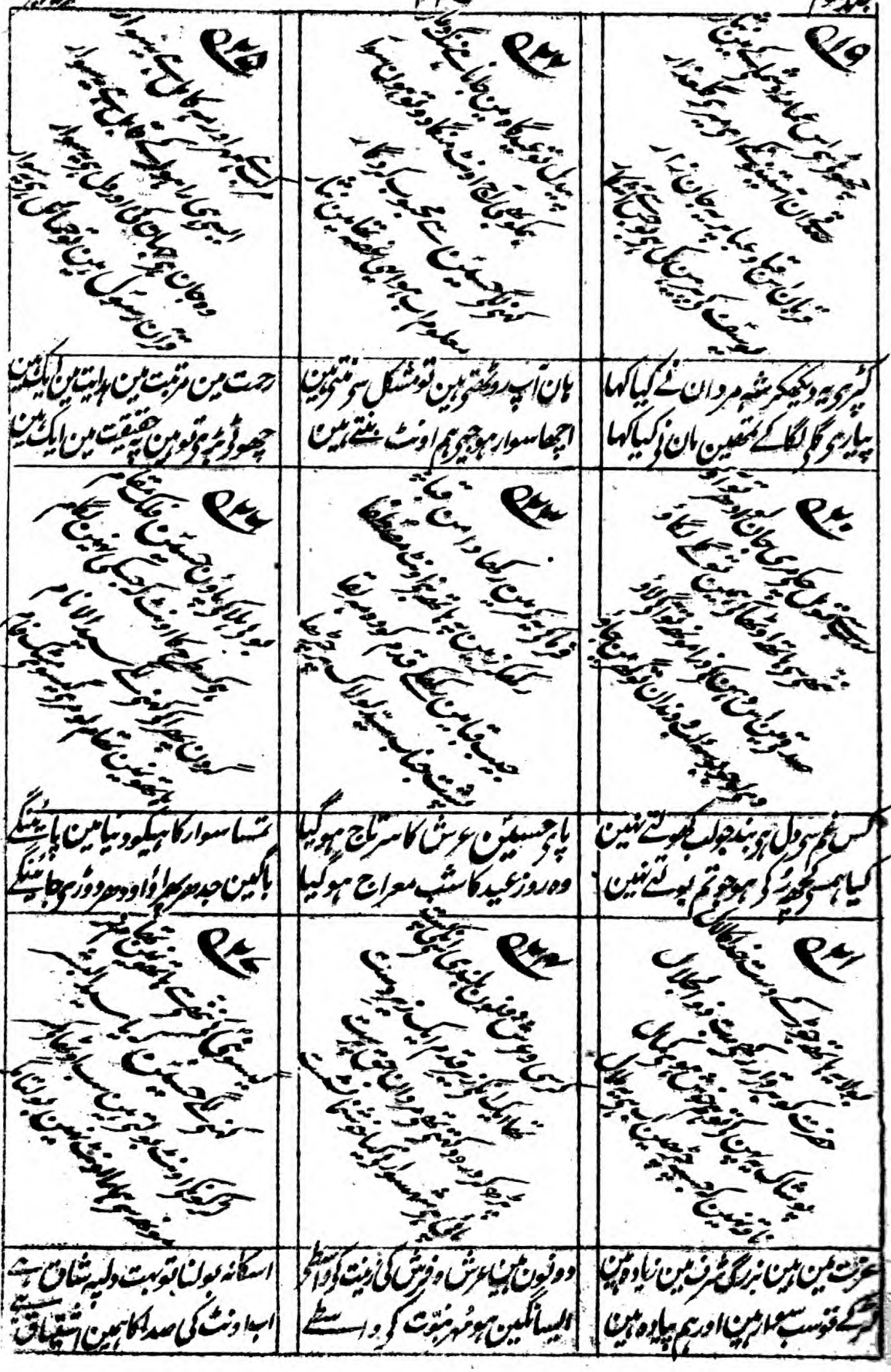
جسم اس کا جب نہ آتش دوزخ جہان میں
دشمن علی کے جائینگے کس کس مکان میں
اس کا ہی ظلم عام تھا ہر اک زبان میں
کس کس نے تیر کھائے ہیں اس امتحان میں
جاتا ہے اور سطر جو ضلالت کی راہ کو
فسق و فجور پر فقط انکی نگاہ ہے

۳۱

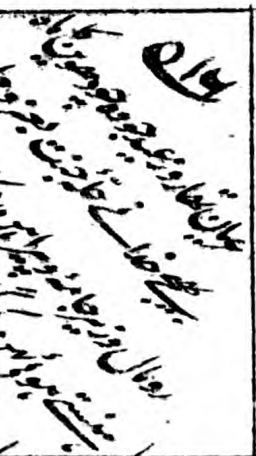
یوسف کی طرح اسکو رکھا آفتاب میں
سونا لٹا کے چاند سا آیا رباب میں
روتی تھی ماں کہ کم ہو نہ اب اضطراب میں
گلتی ہے ہڈی ہڈی مری اس عذاب میں
بانو نے کہا دیکھ کے حالت جناب کی
سونا نہیں ہے بیٹی یہ حالت ہے خواب کی

۳۲

بھوکا غیر کو بھی اوس نے نہ کی بھاگ گئی
گودی میں جسکی ہنس کے گئی جان آگئی

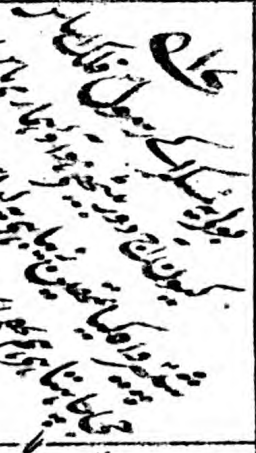


۱۰



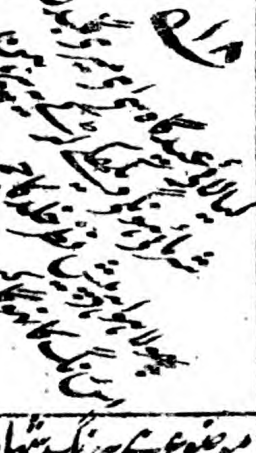
قرب حسینؑ ہے تو خدا سے قریب ہو
آؤ تمھیں شراب طہور النصیب ہو

۱۱



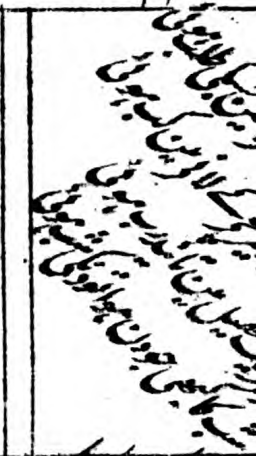
حامی میں قصر گلشن عنبر سرشت کے
پہنو کفن اوتار کے حلے بہشت کے

۱۲



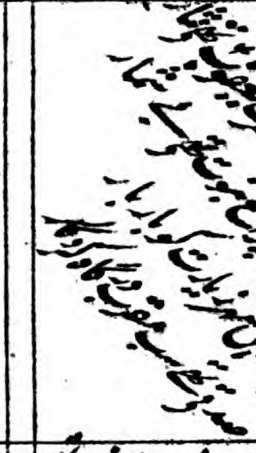
بچپن سے بے نیاز کو نازاں کے بھاتے تھے
جس پھر پہ بیٹھتے وہی جبریل لاتے تھے

۱۳



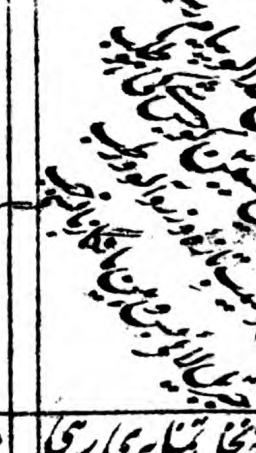
آنکھوں میں اشک بھر کے جو سر کو فرد کیا
روح الامین نے آنکی موتی کو دو کیا

۱۴



نور خدا کے چاہنے والے ہزار تھے
زہرا کا ایک چاند تھا ہالے ہزار تھے

۱۵



ہر وقت شاخ نخل تمنا ہری رہی
میوہ سے انکی گود ہمیشہ بھری رہی

۱۶



رستے سے پھر کے آئے محمدؐ کے سامنے
گردن جھکا کے بیٹھ گئے جد کے سامنے

۱۷



ہر روز عید چھاتی سے لگ جاؤ آن کر
اے میرے جامہ زیب فدا تیری شان کر

۱۸



موضوع ہے یہ رنگ شہادت کو واسطے
جامہ یہ قطع ہے اسی قامت کو واسطے

مرثیہ

روح سخن ثنائے حسینؑ و حسینؑ ہے
آرام جان دلائے حسینؑ و حسینؑ ہے
خورشید نشۂ ثنائے حسینؑ و حسینؑ ہے
بالائے عرش جائے حسینؑ و حسینؑ ہے

چھا گئی شش جہت میں اوجالا ہوا آپکا
پایا مسیح سے بھی دوبالا ہے آپکا

۲ قاصر مری ثنا میں ہے شاہا زبان مری
قطرہ ہے گو یہ بحر سے طبع رواں مری
کچھ جانتے ہیں آپ ہی یہ قدر و شان مری
عاجز ہوں ہوں جو مدح سے حرف بیان مری

امداد دیا امام حجازی ضرور ہے
اے آفتاب ذرہ نوازی ضرور ہے

۳ فردوس میں ہے گلشن کاشانۂ حسینؑ
عرش خدا ہے فرش علو خانۂ حسینؑ
معصوم ہر خلق ہے افسانۂ حسینؑ
میکال و جبرئیل ہیں پروانۂ حسینؑ

شمس و قمر نثار شہ ارجمند ہیں
مجرے کو آسمان تو ستارے سپند ہیں

۴ جب ہاتھ اوٹھائے گرد قمر ہالہ ہو گیا
اک دم میں زندہ مردۂ صد سالہ ہو گیا

۵ قاصر مری ثنا میں ہے شاہا زبان مری
قطرہ ہے گو یہ بحر سے طبع رواں مری
کچھ جانتے ہیں آپ ہی یہ قدر و شان مری
عاجز ہوں ہوں جو مدح سے حرف بیان مری

امداد دیا امام حجازی ضرور ہے
اے آفتاب ذرہ نوازی ضرور ہے

۶ کس چشم کو فروغ تجلی کی تاب ہے
بس اے زبان خموش شتاب آگے حجاب ہے

۷ کچھ بات کی تو غنچۂ امید کھل گیا
بخشے گناہ جسکے بہشت اوسکو مل گیا

۸ عالم میں تا ابد عمل نیک و زشت کے
مالک ازل سے ہیں یہی آقا بہشت کے

۹ سب خلق فیض پاتی ہے نزدیک و دور سے
عالم میں روشنی ہے اوسی ایک نور سے

۱۰ دم بھر کسی کا کام معطل رہا نہیں
عقدہ وہ کونسا ہے جسے حل کیا نہیں

۱۱ ہر سو فراز جسکے قدم سے نجات
عصیاں فیض و قاب جح کو یوم نجات
بخشش مقدمہ و فرخ نجات

عثمان بن محمد دیوان

۱۵ گویا بلن شطا حرا غازی کا لاکھ دین
۱۶ قلب دشمن ہو گیا نور خدا کے سامنے
۱۷ تیر کو بند و الہ ما رمیت یاد آئی سب نے پڑھا کلمہ خدا کے سامنے
۱۸ حشر کے دن ہم سے کہہ دینگے خدا کو
۱۹ دیکھ والا باب اجابت ہاتھ کھولا ہے دعا کے سامنے
۲۰ یوں چلا تیر جفا چھید کے پیکر کی طرف
۲۱ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۲۲ حشر میں ہاتھ کٹے جسم پہ ظاہر
۲۳ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۲۴ لعنت اللہ علی القوم الظالمین
۲۵ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۲۶ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۲۷ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۲۸ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۲۹ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۳۰ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۳۱ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۳۲ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۳۳ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۳۴ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۳۵ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے
۳۶ ہے یہ بھائی کے گلے کا ہار کہدا کے سامنے

فتح کا نقارہ مخالف میں بجا نقارا
علی اکبر نکلے ہوا شیر خدا کا پیارا
بس نہیں بس نہیں کہو یاں کا ہے کو یارا
غیر ہے دن ہو گیا سینے میں دل بیٹھا جاتا ہے

کس سے اس صدمہ و مصیبت کا بیان ہو سکتا ہے
آنکھیں روتی ہیں قلم روتا ہے دل روتا ہے

۱ سلام
اک سلامی یوں اتارے کہ بلا کرے سلامی
ہو حسین جس طرح قصر ولا کے سامنے

۲ رباعی
واہ حسرت کے چھوڑ دنیا میں کیا ہمارا نیک
ہاتھ خالی ہے ہمارا اپنے خدا کے سامنے

۳ رباعی
کل ہے یہ دن کہ جائے گی دل میں شاہ کے لاکھ
ہم یہ دیکھیں کیا جائے گی خدا کے سامنے

۴ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

۵ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

۶ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

۷ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

۸ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

۹ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

۱۰ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

۱۱ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

۱۲ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

۱۳ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

۱۴ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

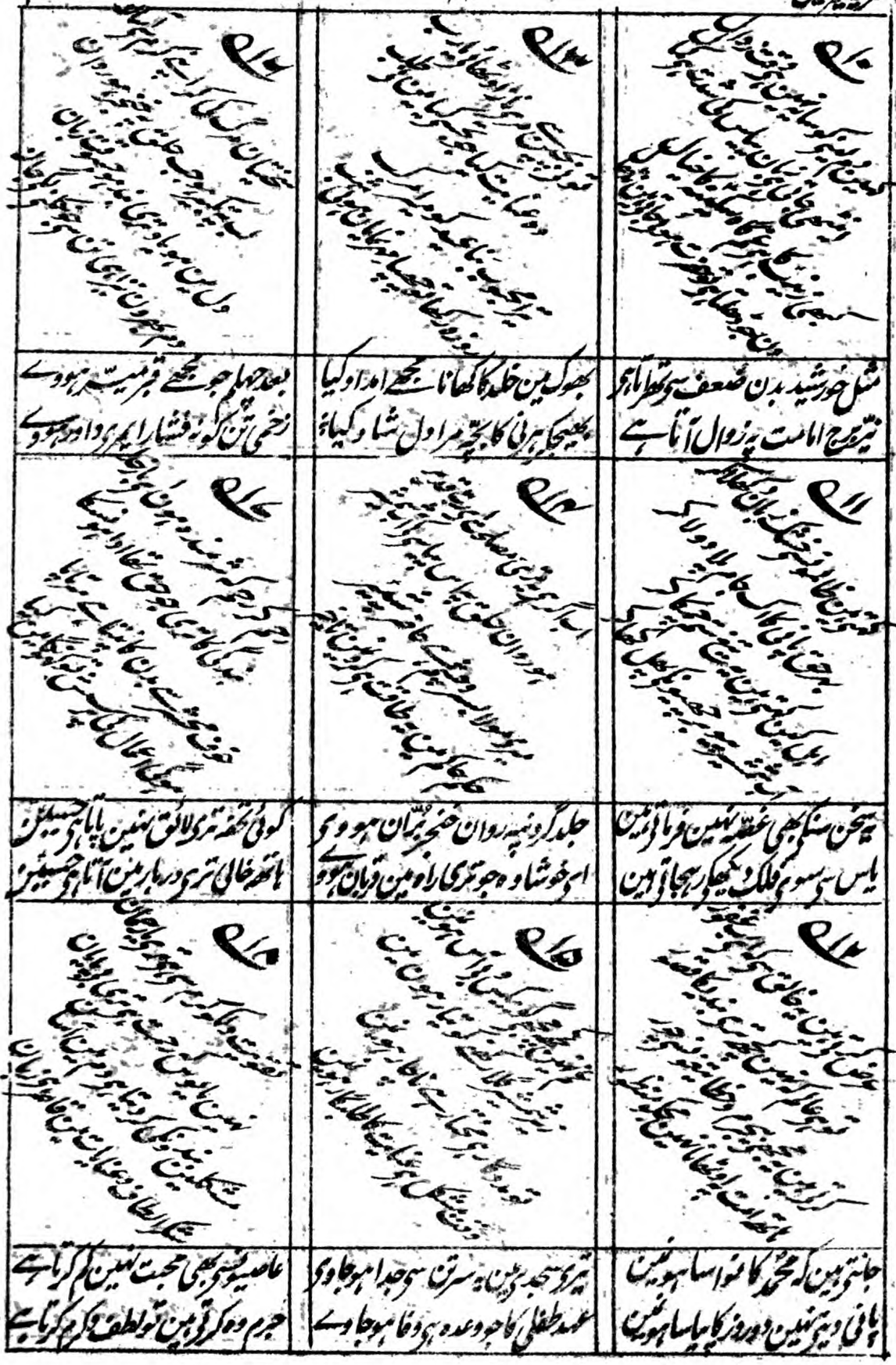
۱۵ رباعی
دیکھا کسی نے یہ بھی کہ ہو کر شہید دختر
لاشہ پدر کا دیکھ رہی ہو خدا کے سامنے

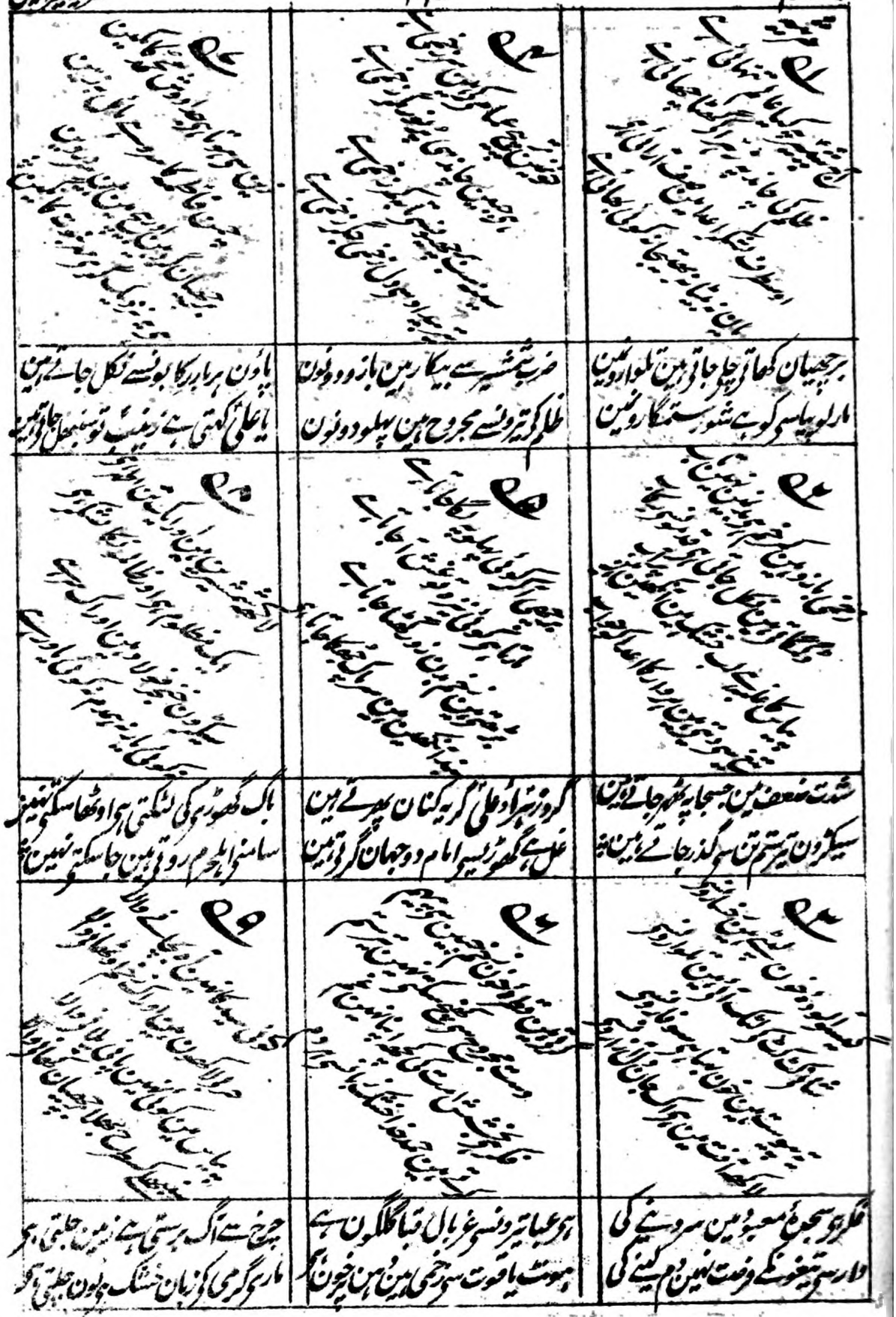












رباعی

تلوار جو ہاتھ میں لی حیدر نے
ہر وار سے کی زمین لرزاں
ہر ضرب پہ یہ صدا ہوئی تھی
حیدر کا پسر حسین قرباں

رباعی

ہر وار پہ یہ صدا ہوئی تھی
حیدر کا پسر حسین قرباں
ہر ضرب پہ یہ صدا ہوئی تھی
حیدر کا پسر حسین قرباں

رباعی

ہر وار پہ یہ صدا ہوئی تھی
حیدر کا پسر حسین قرباں
ہر ضرب پہ یہ صدا ہوئی تھی
حیدر کا پسر حسین قرباں

۵۵

تلواریں پڑینگی تو نہ گھبراؤنگی بھائی
میں آپکو خیمے میں اٹھا لاؤنگی بھائی

۵۶

تھامی ہیں کئی بی بیاں اوس خستہ جگر کو
اس صدمے سے غش آگیا زہرا کے پسر کو

۵۷

جسوقت جدا ہوگیا سر تیغ سے کٹ کر
خم ہوگیا قبلہ کیطرف جسم اولٹ کر

۵۸

یا جسکے صفدر تھے امداد کو پہونچے
بھائی کا گلا کٹتا ہے فریاد کو پہونچے

۵۹

خنجر کو رکھا شہ کے گلے پر جو لعیں نے
تکبیر کہی کھول کے آنکھیں شہ دیں نے

۶۰

غیر از غم شبیر کوئی غم نہ ذرا دے
یارب مجھے تو قید تفکر سے چھڑا دے





جس طرح پانی پر چلی برچھی تھی تھم کے
سرگرم تھی مانند تگرگ اہل ستم کے

آئی جو ہوا سب پہ شہ تشنہ دہان کو
لٹکا دیا پانی پہ نظر کر کے زبان کو

حضرت کی طرح پانی سے بیزار ہوں آقا
میں بھی نہ پیونگا کہ وفادار ہوں آقا

کیا جائے کوئی سبط پیمبر کے برابر
اک برق نکل جاتی ہے دو لشکر کے برابر

اور میں تو کبھی پانی سے لب تر نہ کرونگا
پیاسی مری عباس میں پیاسا ہی مرونگا

پانی سر ابھی حلق نہ تر کیجیے حضرت
گھر لٹتا ہے ہاں جلد خبر کیجیے حضرت

تو جانفدا ضربت دست شہ دیں ہے
گر شبہ بھی تڑپے تو نظر آتے تھے میں ہے

اب دل کو مرے ساغر کوثر کی ہوس ہے
اور حلق کو آب دم خنجر کی ہوس ہے

بی تیغ دو دم ہاتھ میں گھوڑے پہ سنبھل کر
خیمے کو لگے دیکھنے دریا سے نکل کر

۲۸

اے بھائی دکھادوں کسی تنہائی تمھاری
تھا گر کہا کا آج یہ ان جائی تمھاری

لب تشنہ کئی دن شہ مظلوم رہے ہیں
پر شیر سے میدان میں کھڑے جھوم رہے ہیں

تم وہ ہو کہ تصویر ہمیشہ کی مٹا دی
میں وہ ہوں کہ جسنے تمھیں بخشش کی دعا دی

۲۹

ترتیب نے رکھا ہاتھ رکاب شہ دیں پر
شبیر ہوئے جلوہ نما خانۂ زیں پر

آئینہ ہر گردن تو صراحی سا گلا ہے
حضرت کا بدن نور کے سانچے میں ڈھلا ہے

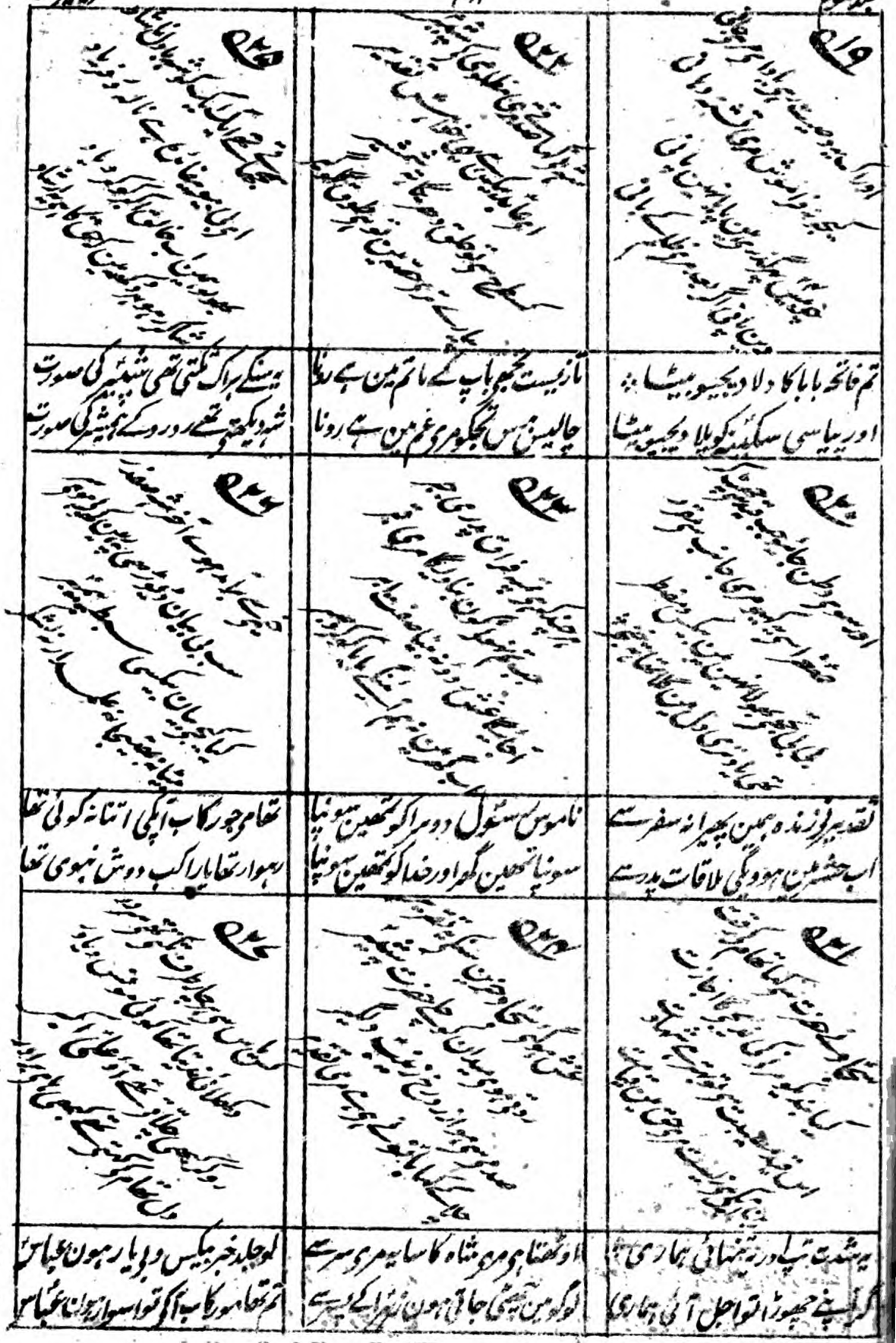
مہمان کو بھی ایذا کہیں دنیا میں ملی ہے
پانی نہیں دیتے ہو یہ کیا بے ادبی ہے

۳۰

کیا رعب تھا کیا دبدبہ تھا ابن علی کا
تیور کی طرف دیکھ نہ بڑھتا تھا کسی کا

میں سرور و ان چمن شیر خدا ہوں
واللہ ذوالفقار و مجھ میں شمشیر خدا ہوں

دم بند ہوا تیغ سے بیداد گروں کے
ہر چار طرف چھا گئے بادل سپروں کے



۱۹
اور اک وہ وصیت ہے جو اوداع کی تھی
کہتے تھے کہ اے بیبیو جب میں مروں
چھوٹی سی جو بچی ہے وہ بیٹی ہے میری
دیں بانو کے ہاتھ اس کو بھتیجے کے میرے

تم فاتحہ بابا کا دلا دیجیو بیٹا
اور پیاسی سکینہ کو پلا دیجیو بیٹا

۲۰
تازیست تجھے باپ کے ماتم میں ہے رونا
چالیس برس تجکو مری غم میں ہے رونا

یہ سنکے برابر تکتی تھی شبیر کی صورت
شہ دیکھتے تھے رو رو کے ہمشیر کی صورت

۲۱
اور سمت وطن جانبِ یثرب جو پھرے وہ
منظور اسے دیکھنا بھولا نہیں یہ ضعف

بابا کی جو بیٹی کی طرف دل میں نظر تھی
تھی یاد مری دل میں مرے یاد پدر تھی

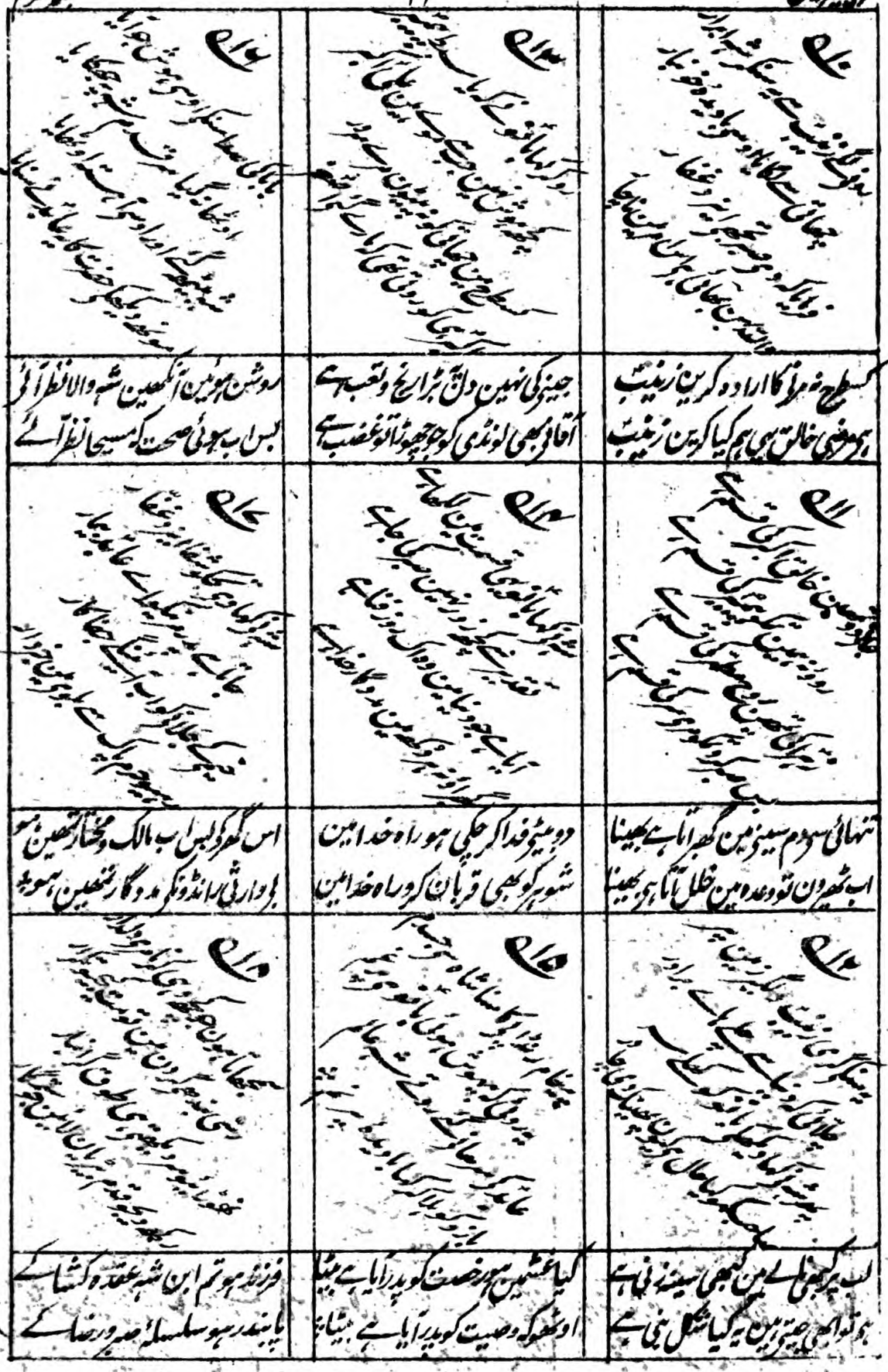
تقدیر نے زندہ ہمیں پھرنا نہ سفر سے
اب حشر میں ہوگی ملاقات پدر سے

۲۲
ناموس رسول دوسرا کو تمھیں سونپا
سونپا تمھیں گھر اور خدا کو تمھیں سونپا

تھا مرجع و کاب آپکی اتنا نہ کوئی تھا
رہوار تھا یا رکب دوش نبوی تھا

۲۳
یہ شدت تپ اور یہ تنہائی ہماری
گر آپ نہ چھوڑا تو اجل آئی ہماری

لو جلد خبر میکس و یار ہوں عباس
تم تھامو رکاب آکے تو اسوار ہوں عباس



مرثیہ

جب جنگ میں حضرت کو شہنشہ دوسرا نے
چلائی سکینہ سب بیکس یہ پدر سے
حضرت کو جو ناموس کی غیرت نظر آئی
دوڑے کہ کیا ہم نے ستم اصغر و اصغر پر

لو بی بیو شہ پیر جہاں سے سفری ہے
اب فاطمہ کا لال چراغ سحری ہے

ماتم میں مرے نالہ و فریاد کریگی
بھلا بیو جسدم وہ مجھے یاد کریگی

کچھ میری بھی ہے فکر جو سر دیتے ہو بھائی
ہے ہے مجھے مرنے کی خبر دیتے ہو بھائی

یا ور کوئی خبر بیکسی و یاس نہیں ہے
اصغر بھی نہیں تم ابتو کوئی پاس نہیں ہے

کون اوسکی بھلا ناز اوٹھائیگا مرے بعد
چھاتی پہ اوسے کون سولائیگا مرے بعد

تنہا تمہیں شمشیر و تبر کھانے نہ دونگی
مرجاؤنگی پر آپکو میں جانے نہ دونگی

کس کو کہوں جو ہجر غریبانہ کا قلق ہے
دل تھام کر ہی سینے میں کلیجہ مرا شق ہے

ہمیہات گلا باندھیگا جب شمر رسن میں
لاشہ مرا صدمے سے تڑپ جائیگا بن میں

ہر شہر میں سر ننگے میں دل خستہ پھروں گی
صدقے گئی در در میں رسن بستہ پھروں گی

رباعی

عمران سرخاکون زمین سے ابتک
ناموس پہ ایذا و کمی سہتے ابتک
تھا جسکے بین دن خاک اوڑا و بارو
پیتے کی لاش بیکفن سہتے ابتک

رباعی

غائب کہتے تھے اوکیا چارہ ہے
یہ لاش امام وطن اوارہ ہے
جو آج کہیں انھیں تو فرزان ہو جائے
دیوانہ بھی ہوش کی پارہ ہے

رباعی

ہے ہے شہ دین کے پسر قتل ہوئے
مظلوم ہوئے ستم کے سر قتل ہوئے
بیکس بے وطن غریب بے یار و مدد
بے آب و طعام و بے خبر قتل ہوئے

رباعی

اب کوئی نہیں پاس نہ غمخوار رہا
جنکو سب سے عزیز جانتے تھے وہ نہ رہا
آرام ابھی قبر میں کرتا ہے کہاں
اک دن نہ ہوا کہ ذبح ہو کر نہ رہا

رباعی

بیکس لب تشنہ جو گئے دنیا سے
بانی بھی ہوئے نہ کچھ لئے دنیا سے
دنیا پہ سدا فرد کو اوتر نہ رہا
جو آئے گئے ضرور اس دنیا سے

رباعی

کس بیکسی سے جاں بحق ہو کے گئے
کچھ کھا نہ سکے نہ پی سکے رو کے گئے
جنکو کہ سدا رہنا تھا دنیا میں
اک دن نہ ہوا کہ ہو نہ کر کے گئے

۹۱

ہے خوش یہ بیان شہ دیں کا کلی فرقہ نثار
ہیں بوسہ کسو و قبلہ جھکا خاک پہ ہر بار
دیکھے جو کوئی حلق پہ خنجر کو ستمگار
ہاتھوں کو اوٹھا کر یہ دعا کرتے تھے سرکار

حل کر اسے یارب کہ یہ مشکل کی گھڑی ہے
فریاد کو مادر مری سر ننگے کھڑی ہے

۹۲

مقبول ہوئی شہ کی دعا حامل ایجاد
اک پھول سے اک بند بدن پر کیا ایجاد
کونین میں ایسا نہ ہوا ہے نہ ہوگا داد
تا روز جزا ہیں یہ تلک نام سرور

روئی کسی یوں خلق بتا ئی کوئی ہم کو
ہر سال اگر ہی تو ترقی اسی غم کو

۹۳

۱ سلام
سد اسے فگار و قلب حزیں ان حزینوں کو
۲ ہم سر آسمان سے لائے ہیں ان زمینوں کو
۳ پڑھیں درود بیکسوں دیکھا حسینوں کو
۴ خیال ضعف صانع بے چون و چند کو

خنجر کے تلے حال نہ پہنچے غیر ہو میرا
کیجے یہ دعا خاتمہ بالخیر ہو میرا

۹۴

۵ قائم جو ہے مرکز خلق پہ خنجر کو چلانا
۶ جز شکر خدا لب پہ کسو کے نہ تھا آنا
۷ یہ سن کے حسین ابن علی ہوتے تھے گویا
۸ دولت ہے شہادت کی کرو اس کی تمنا

اس رنج و اوٹھائی کا صلہ یا مرے مولا
خالق سے گنہگار و نکو بخشا کریں ان کو

۹۵

۹ بھلا ہوں مضامین نو کا بندھا انبار
۱۰ جز ذکر و مدح خسرو دیں کے نہ تھا کار
۱۱ پہلے تھا یہ نعت نبی پھر حمد کردگار
۱۲ جب ہو چکا ایسا کہ اوٹھی پھر یہ للکار

جب ہو چکے ایسا کہ اوٹھی پھر یہ للکار
کر دوست کو راضی یہ ہے دشمن کو ہے آزار

۱۳ بھلا ہو اس پیر کا اس آئے اللہ بھی حسین کہا
۱۴ کر دوست کو راضی یہ ہے دشمن کو ہے آزار
۱۵ حسین ابن علی ہیں بہتر و سید ابرار
۱۶ پڑھا ہے شہ نے اوس میں کیا حامل

بھلا ہو اوس پیر کا اوٹھا ہے جس سے
علی کا بیٹا علی کا پوتا علی کا نواسہ



مست مے نخوت جو وہ مغرور ہوئے تھے
شیشوں کی طرح کاسہ سر چور ہوئے تھے

غم میں ترے رو رو کے جو فریاد کرینگے
ہم بھی ترے شیعوں کو بہت شاد کرینگے

سب خلق محمدؐ کی قبا لال ہوئی تھی
چھاتی کا یہ عالم تھا کہ غربال ہوئی تھی

اب رحم کرو تیغ شرر بار کو روکو
پامال ہوئے جاتے ہیں رہوار کو روکو

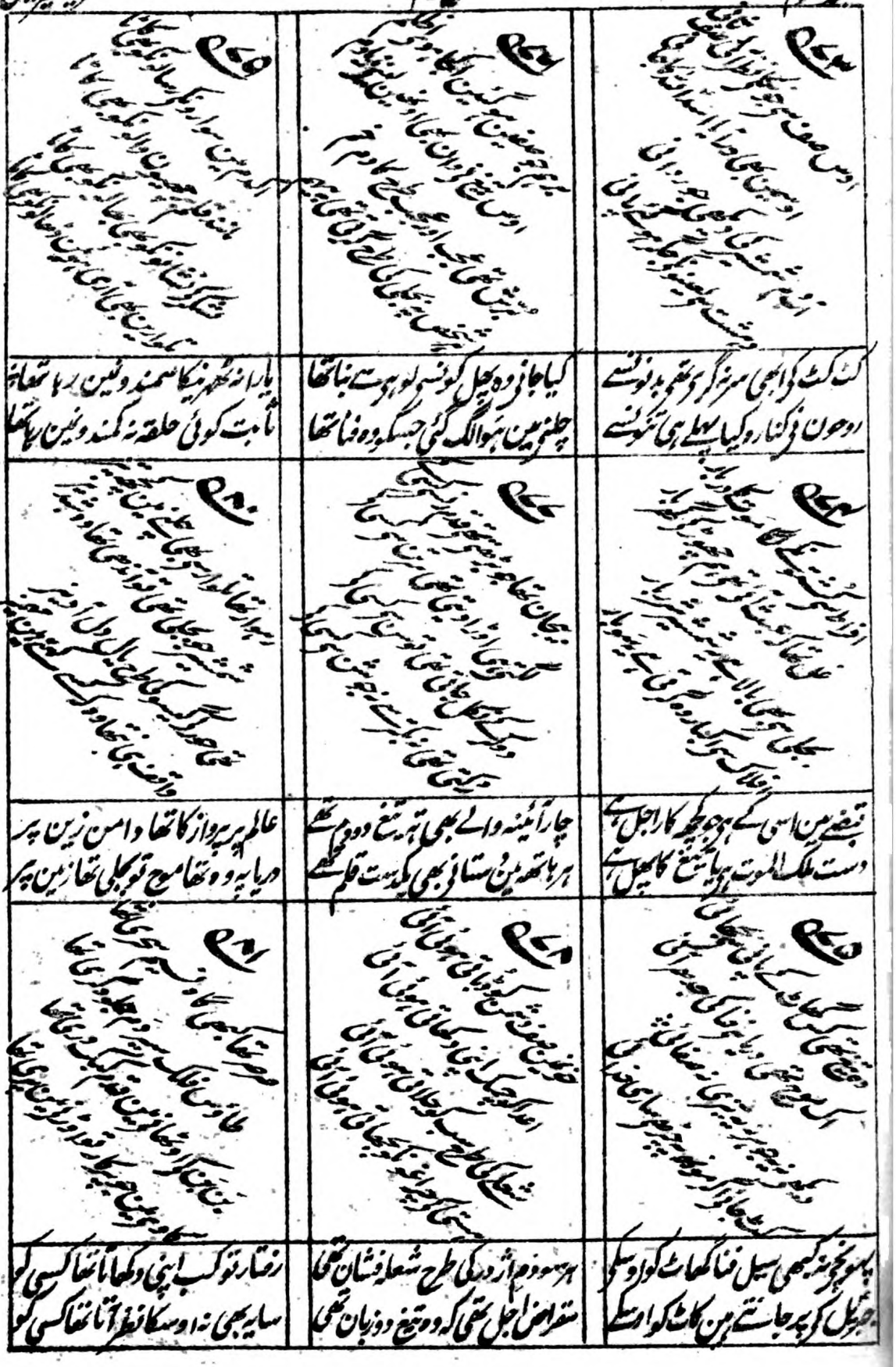
اس خلق پہ صدقہ احمد مرسل کا ملا ہے
عرصہ نہ کریں ذبح میں حاضر یہ گلا ہے

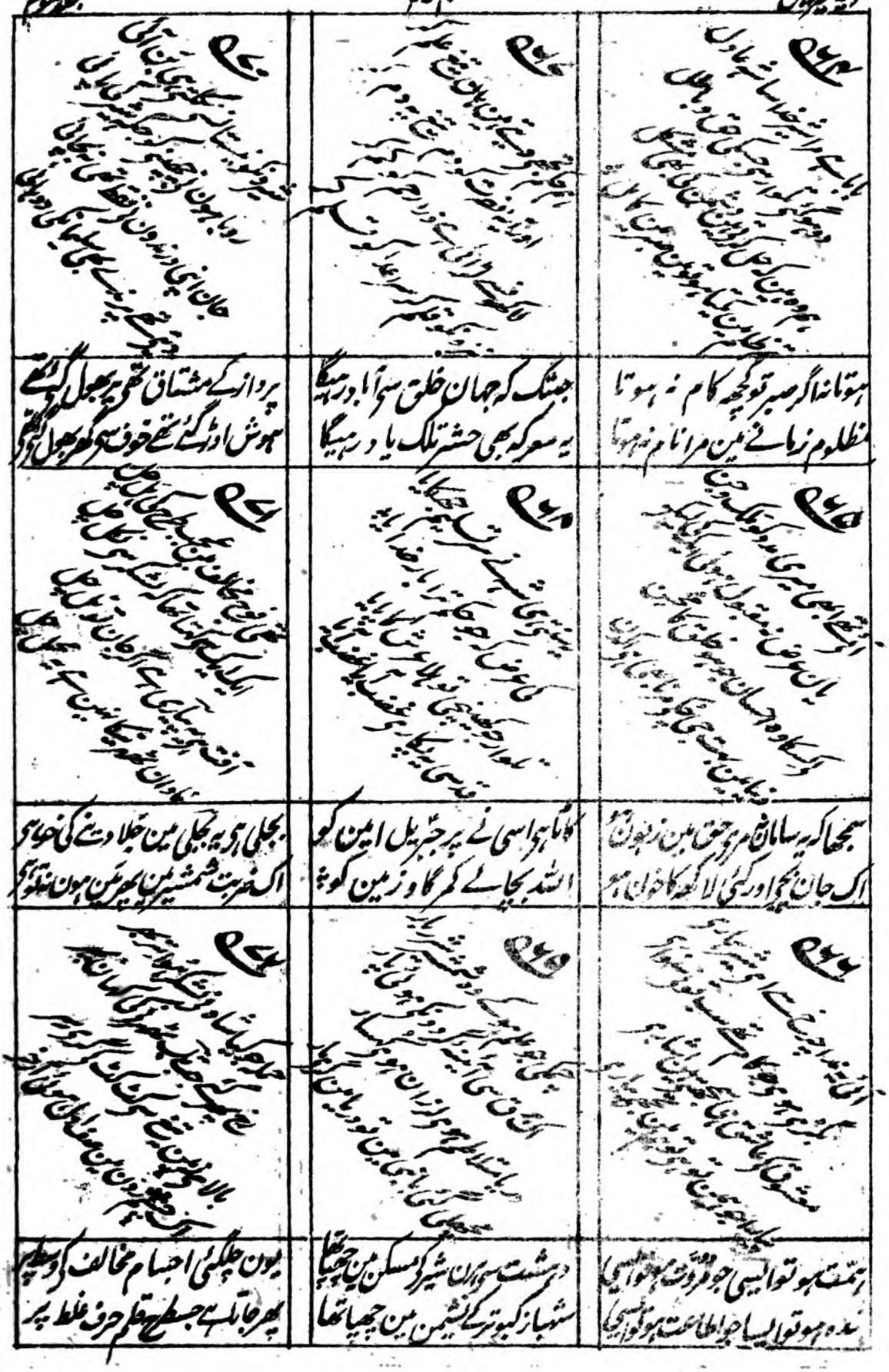
روتی تھی سکینہ پہ بجا سکتے تھے حضرت
ہر زخم میں خیمے کی طرف تکتے تھے حضرت

ہر وقت شہادت کا شجاعت کا نہیں ہے
ہم انس سمجھ لینگے قیامت بھی قریں ہے

میر ابھی اور امت کا بھی مطلب نکل آئے
جلدی کریں ایسا نہ زینب نکل آئے

واں تو وہ مسافر ہے یہاں اپنا سفر ہے
شبیر کے احوال کی کیا اور کسو خبر ہے



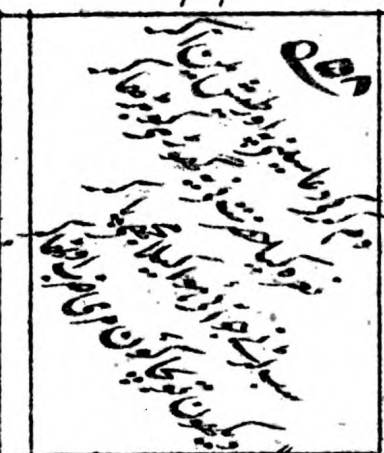


۵۵



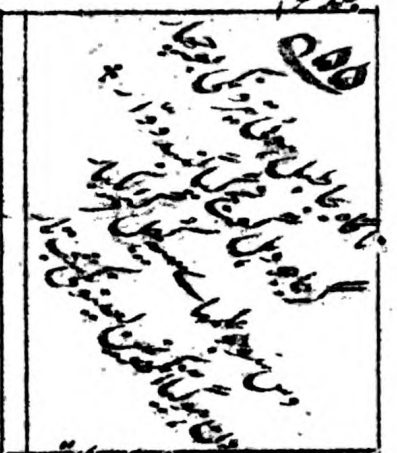
تلوار دو سو دان برق بھی شرمائی ہوئی تھی
اڑنے سے پھریرے کے گھٹا چھائی ہوئی تھی

۵۶



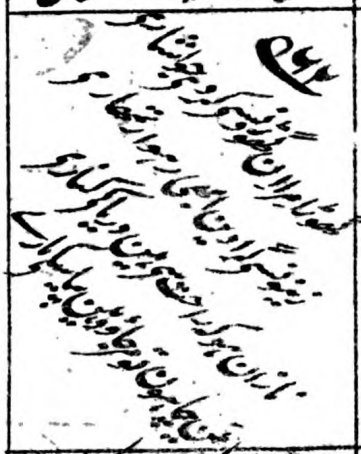
تنہا ہوں مگر فوج کی کثرت پہ نہ بھولو
مجھ سے نہ پڑا ؤ گے شجاعت پہ نہ بھولو

۵۷



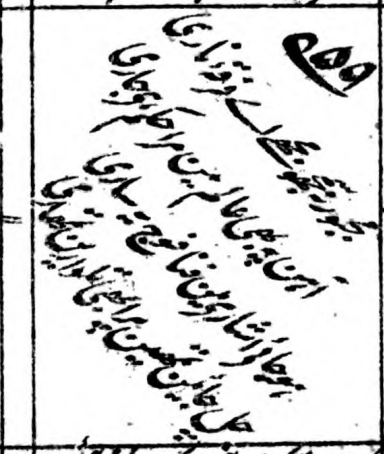
پرواز کریں تیر پرندوں کی طرح سے
پھنس جاؤ گے کافر نہ کمندوں کی طرح سے

۵۸



دنیا میں بد و نیک ہیں کچھ نیک کی خاطر
اللہ یہ انبوہ ہے مجھ ایک کی خاطر

۵۹



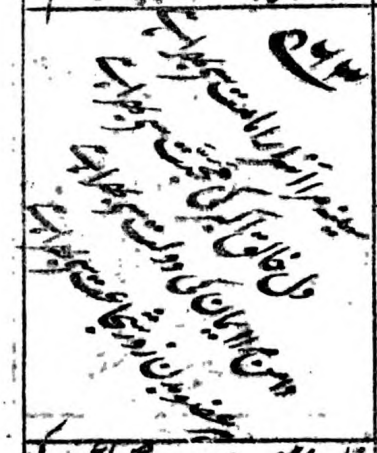
کوسوں تلک اس تن میں کہیں سر نظر آئیں
خنجر جو کریں تن میں تو گلوں پر نظر آئیں نہ

۶۰



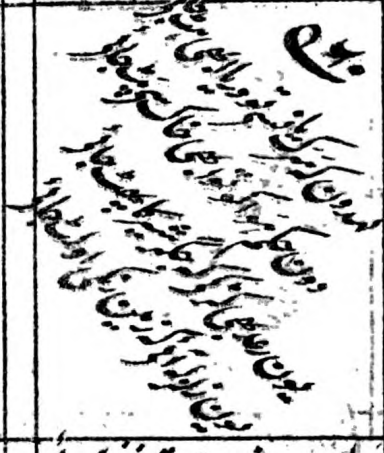
برباد یہ سب خرمن ہستی نظر آئے
باران کی طرح آگ برستی نظر آئے

۶۱

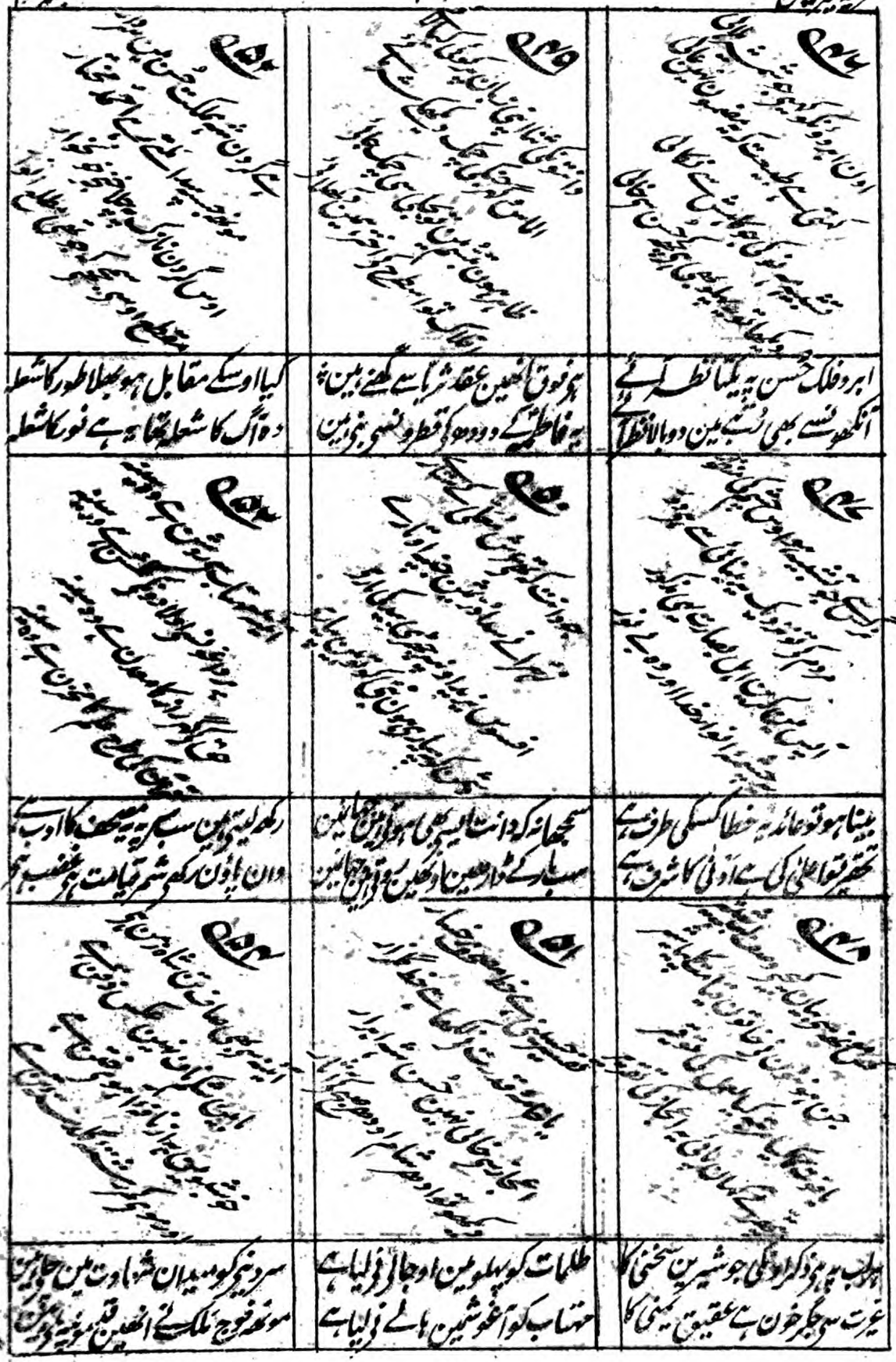


دستِ ستم و جور بڑھائینگے جہاں تک
سب تیر و تبر اک سمت کو چڑھائینگے کماں تک

۶۲



خاموش ہو ان خاطر عاطر سے رسولِ عربی کی
ہاتھ اس لیے روکا ہے کہ امت ہو نبی کی





۲۸

اس فکر میں تھے سب کہ یہ فوج ستمگاری
آگے ہو بڑھے حضرت عباس علمداری
آغوش میں لی سب کو یہ کہہ کر کہ ہماری
ہر سمت سے گھیرے ہیں دلاور ستم آرا

دل میں مرے ارمان بھرے رہ گئے بیٹا
کرنے جو سپہ تھے وہ دھرے رہ گئے بیٹا

۲۹

روکے ہوئے ہر سمت سے لشکر کے ستم ہیں
ہے ہے یہ بھلا وقت برادر کے ستم ہیں
ہاں ہاں یہ ستم ہیں کہ برابر کے ستم ہیں
اٹھے ہوئے ہیں خاک کے یہ خیمہ کے ستم ہیں

قطرے ہیں کہ موتی ہیں پسینے کی یہ کثرت تھی جبین پر
ہر گام پہ گرتے تھے ستارے سے زمین پر

۳۰

مولا کی طرف شاہ زمن قدرت اللہ
تنہا تھے و لیکن تھی بہت فوج سے آگاہ
پیدل تھے و فرماتے تھے ہر سمت کو ناگاہ
ہے ہے ستم و جور کی ہر سمت ہے افواہ

دو نور کے تڑکے تھے یہ راس شہ دیں کی نظر تھی
مر جائیے تنہا یہ کسی کو نہ خبر تھی

۳۱

فرصت کا یہ موقع نہ ملا فوج لعیں کو
اقبال یہ کہتا تھا کہ لیں بال یہاں کو
تیغ و دہن اک بھی تھی لیں بال یہاں کو
جاتا ہے شہ دیں کہ رہا حق یہ جہاں کو

کوسب ہیں یہ پر ہاتھ نہ قبضہ پہ دھروں گا
پیاسا ہوں کئی روز کا پیاسا ہی مروں گا

۳۲

تھا شاہ کے ہمراہ وہ اصحاب کا سردار
جاں باز و وفادار و دلاور علمدار
شاہ شہدا کا تھا وہ بھائی وہ مددگار
حال اس کا سنو ہو گئے جو ہاتھ قلم آہ

کیا ابن علی صاحب مقدور نہیں ہے
امت کی تباہی مجھے منظور نہیں ہے

۳۳

ہے ہے مری شبیر پہ چلائی تھی زہرا
سر پیٹتی ہاتھوں سے چلی جاتی تھی زہرا
ہے ہے مری شبیر پہ چلائی تھی زہرا
سر پیٹتی ہاتھوں سے چلی جاتی تھی زہرا

مارا اونھیں جس جس نے وہ ہر چند یہی ہیں
بھائی ہیں یہی اور مری فرزند یہی ہیں

۳۴

مولا کی طرف شاہ زمن قدرت اللہ
تنہا تھے و لیکن تھی بہت فوج سے آگاہ
پیدل تھے و فرماتے تھے ہر سمت کو ناگاہ
ہے ہے ستم و جور کی ہر سمت ہے افواہ

دو نور کے تڑکے تھے یہ راس شہ دیں کی نظر تھی
مر جائیے تنہا یہ کسی کو نہ خبر تھی

۳۵

فرصت کا یہ موقع نہ ملا فوج لعیں کو
اقبال یہ کہتا تھا کہ لیں بال یہاں کو
تیغ و دہن اک بھی تھی لیں بال یہاں کو
جاتا ہے شہ دیں کہ رہا حق یہ جہاں کو

کوسب ہیں یہ پر ہاتھ نہ قبضہ پہ دھروں گا
پیاسا ہوں کئی روز کا پیاسا ہی مروں گا

۳۶

تھا شاہ کے ہمراہ وہ اصحاب کا سردار
جاں باز و وفادار و دلاور علمدار
شاہ شہدا کا تھا وہ بھائی وہ مددگار
حال اس کا سنو ہو گئے جو ہاتھ قلم آہ

کیا ابن علی صاحب مقدور نہیں ہے
امت کی تباہی مجھے منظور نہیں ہے

۳۷

ہے ہے مری شبیر پہ چلائی تھی زہرا
سر پیٹتی ہاتھوں سے چلی جاتی تھی زہرا
ہے ہے مری شبیر پہ چلائی تھی زہرا
سر پیٹتی ہاتھوں سے چلی جاتی تھی زہرا

مارا اونھیں جس جس نے وہ ہر چند یہی ہیں
بھائی ہیں یہی اور مری فرزند یہی ہیں

۱۹
بانو نے جو دیکھا کہ بچے جب حضرت مقیم
حضرت کی نظر کی طرف رخصت کو تھے یہ
فرمایا کہ ہم بھی ہیں رضا میں رضا جو تیم
منزل ہے بہت دور و مناسب نہیں یہ دم

۲۰
تنہا شہ مظلوم کا یہ حال کہوں آہ
پیاسا بھی بہت تھا کوئی دوست تھا نہ خواہ
بالاسب و ناچار تھا یا سید ذیجاہ
زینب نے یہ کہا کہ جو ٹھہرو شہ والا

۲۱
ظالم کی یہ نیت ہے دل شاہ بھر آیا
اشکوں کو بصد ضبط رخ انور پہ نہ آیا
چھاتی سے لگا کر کہا اے خواہر ناشاد
بیٹھے سے چلا احمد مختار کا جایا

۲۲
رونق تھی ہوئے شیر جو باہر نکل آئے
پیچھے حرم پاک کھلے سر نکل آئے
ہمراہ ہوئے شیر جو باہر نکل آئے
پیچھے حرم پاک کھلے سر نکل آئے

۱۹
دن وصل کے آخر ہوئی فرقت کی گھڑی ہے
شبیر سے مل لو کہ اجل سر پہ کھڑی ہے
ہمراہ ہوئے شیر جو باہر نکل آئے
پیچھے حرم پاک کھلے سر نکل آئے

۲۰
ہمشیر کا ہر اشک پہ دامن ہے گلابی
آنکھوں کو ہے بیتابی سے آل نبی کی تابی
زینب نے کہا صدقے گئی بہر خدا جی
تم پر ہے مری جان سکینہ کی اداسی

۲۱
ظالم کی یہ نیت ہے دل شاہ بھر آیا
اشکوں کو بصد ضبط رخ انور پہ نہ آیا
چھاتی سے لگا کر کہا اے خواہر ناشاد
بیٹھے سے چلا احمد مختار کا جایا

۲۲
رونق تھی ہوئے شیر جو باہر نکل آئے
پیچھے حرم پاک کھلے سر نکل آئے
ہمراہ ہوئے شیر جو باہر نکل آئے
پیچھے حرم پاک کھلے سر نکل آئے

۱۹
دن وصل کے آخر ہوئی فرقت کی گھڑی ہے
شبیر سے مل لو کہ اجل سر پہ کھڑی ہے
ہمراہ ہوئے شیر جو باہر نکل آئے
پیچھے حرم پاک کھلے سر نکل آئے

۲۰
ہمشیر کا ہر اشک پہ دامن ہے گلابی
آنکھوں کو ہے بیتابی سے آل نبی کی تابی
زینب نے کہا صدقے گئی بہر خدا جی
تم پر ہے مری جان سکینہ کی اداسی

۲۱
ظالم کی یہ نیت ہے دل شاہ بھر آیا
اشکوں کو بصد ضبط رخ انور پہ نہ آیا
چھاتی سے لگا کر کہا اے خواہر ناشاد
بیٹھے سے چلا احمد مختار کا جایا

۲۲
رونق تھی ہوئے شیر جو باہر نکل آئے
پیچھے حرم پاک کھلے سر نکل آئے
ہمراہ ہوئے شیر جو باہر نکل آئے
پیچھے حرم پاک کھلے سر نکل آئے

۱۰

دونون غم اکبر مین نہ اک آن چینگی
امان ہی چینگی نہ پھوپھی جان چینگی

۱۱

دنیا سے سوی خلد سفر ہے کوئی دم کو
اکبر کو تو سب دیکھ چکے اب روئینگے ہم کو

۱۲

ہم لوگ تو مجبور رہین مختار وہی ہے
مشکل مین غریبونکا مددگار وہی ہے

۱۳

جو چپ ہوا اثر کرتی ہے فریاد اوسی کی
ایذا ہے اسیری مین رہی یاد اوسی کی

۱۴

اوجھی تھی وہی اوسکو سوا تھا جو بھایا
اس بچے کی ہر ادا پہ دل جان سے صدقے
کیا تھی بھلا سرتاپا وہ ہر بات نرالی
پیغمبر خدا نے بھی بہت پیار سے پالا

۱۵

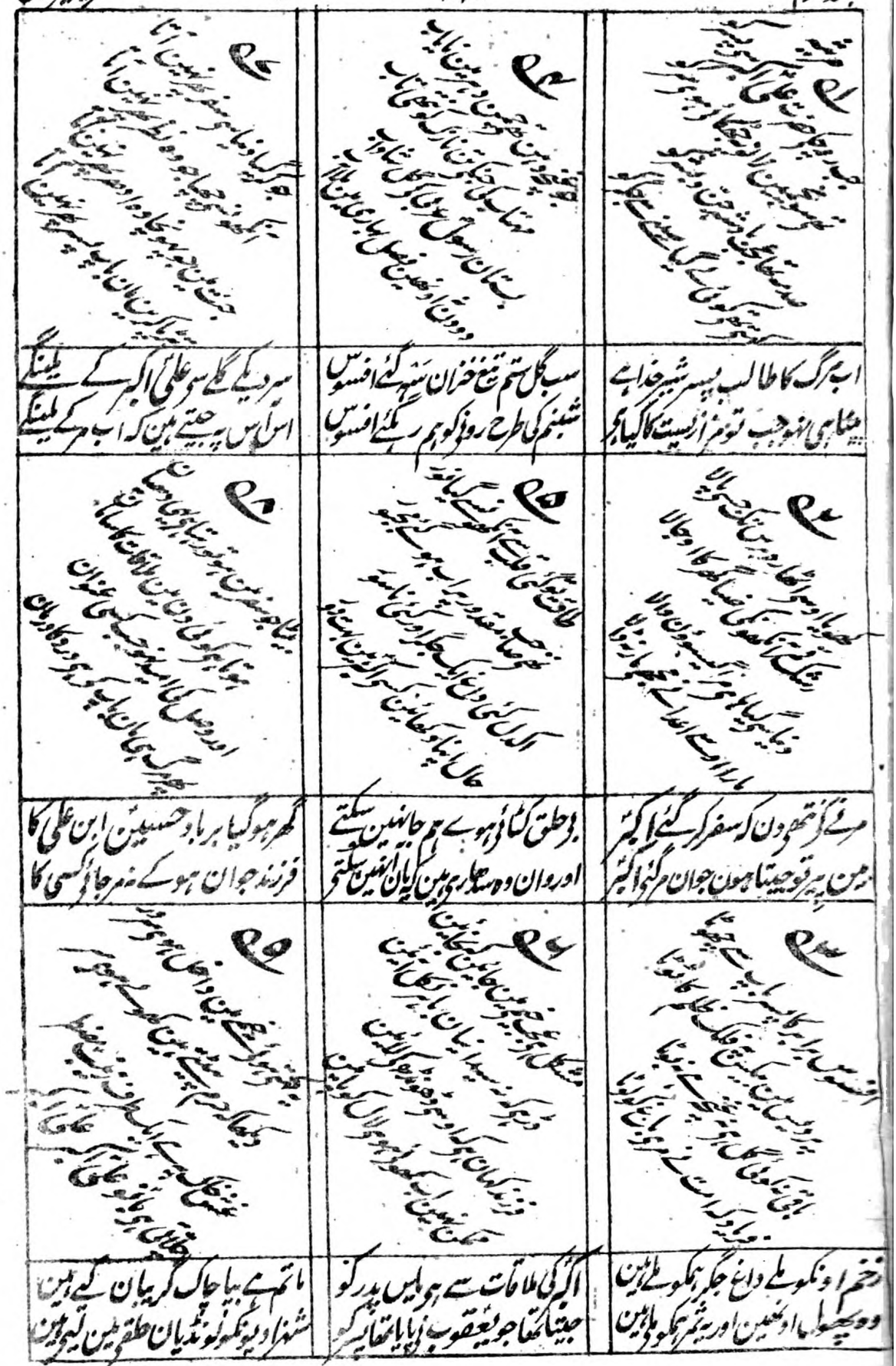
ہم تھے تو محافظ تھے امانت تھی اوسی کی
بخشش تھی اوسی کی یہ عنایت تھی اوسی کی

۱۶

جو اوسکی امانت تھی وہ سب دیکھ چلے ہین
کچھ لیکے نہ آئے تھے نہ کچھ لیکے چلے ہین

۱۷

منزل پہ پہونچ جاؤن جو طے راہ رضا ہو
رستہ دم شمشیر پہ ہو دیکھیے کیا ہو



لہان ایک ذرہ لہان آفتاب
خدا سے ملے مہربان کر دیا

۱۴۱
گھٹا فکر میں جسم بشر قلم
سراپا کو صرف زبان کر دیا

۱۴۲
پھر اک بیت کیوں ابتدا کو مکان کر دیا
مقدس سے ویران مکان کر دیا

۱۴۳
نشیمن بنایا دیکھا دو فردوس میں
خزاں نے ویران مکان کر دیا

۱۴۴ بیت
ہوئے دفن اکبر تو چھالی ماں
اجل نے زمین میں نہاں کر دیا

۱۴۵
بچھائے لگا ہے سو نہ فرش زمرد
انھیں جب خدا نے جواں کر دیا

۱۴۶
جو پوچھی علی اکبر نے نشاں کر دیا
۱۴۷
نزاں بیٹا ہونے نے ماں کر دیا

۱۴۸
نواسے جو نانا سے مدحا ادا کیں
ہر اک زخم گویا زباں کر دیا

۱۴۹ رباعی
اندیشہ باطل ہے کچھ مرا انجام کیا
عقبیٰ کا نباہا ہے کچھ میں نے کام کیا
ناکام آیا جہان میں افسوس نہ بس
کس کام کو یاں آیا تھا کیا کام کیا

۱۵۰ رباعی
لطفاً دیکھی شباب دیکھا میں نے
مستی کو جواب اب دیکھا میں نے
جس گھر میں نہ دولت و نہ دولت دیکھا
جس گھر کو دیکھا سو خراب دیکھا میں نے

۱۵۱ رباعی
ہے کون جو دنیا کو ولے جائے ہیں
اک آن میں بوریا کو تخت کر جائے ہیں
ہر دم ہے بہشت کی ہوا ہر ساعت
جنت میں ملک جا بجا در آئے ہیں

۱۵۲ رباعی
ہے کون جو دنیا کو ولے جائے ہیں
اک آن میں بوریا کو تخت کر جائے ہیں
ہر دم ہے بہشت کی ہوا ہر ساعت
جنت میں ملک جا بجا در آئے ہیں

۱۵۳ رباعی
ہے کون جو دنیا کو ولے جائے ہیں
اک آن میں بوریا کو تخت کر جائے ہیں
ہر دم ہے بہشت کی ہوا ہر ساعت
جنت میں ملک جا بجا در آئے ہیں

۱۵۴ رباعی
ہے کون جو دنیا کو ولے جائے ہیں
اک آن میں بوریا کو تخت کر جائے ہیں
ہر دم ہے بہشت کی ہوا ہر ساعت
جنت میں ملک جا بجا در آئے ہیں

۳۴

علم حق جس میں ہے وہ سینۂ انور ہے یہ
پاؤں تو رکھیو نہ قرآن کے برابر ہے یہ

۳۵

عمر جو یادِ الٰہی میں کٹی جاتی تھی
صاف تکبیر کی ہر رگ سے صدا آتی تھی

۳۶

شور تھا عالمِ امکان میں کہ آفت آئی
لالِ بیجاں ہوا اکبر کا قیامت آئی

۳۷

ہے ہے اکبر ترا ہمسر نہ برابر کوئی
تجھ سا ہوگا نہ کبھی اور نہ اس گھر کوئی

۳۸

کیا سناتا تھا علی اکبر نیلوفر کو
کھا گئی ہائے اجل پھول سے پیغمبر کو

۳۹

رنج و غم آپکے مداح پہ اب طاری ہے
اے مددگارِ جہاں وقت مددگاری ہے

۴۰

حضرتِ شہ نے جو دیکھا کہ ہے اکبر بیکار
بڑھے بیٹے کی طرف چھوڑ کے میدانِ وغا
بیٹے کی لاش پہ آکر شہِ ذی جاہ رکے
عرض کی لاش نے فرزند کی اے شاہِ زمن

۴۱

سلام

۴۲

شہ نے جس وقت کہا بیٹے سے بسم اللہ
ان کے ہونٹوں نے درِ دانۂ گوہر کھولا

۴۳

ضعف نے جس گھڑی کی تیغ زنی سست اے شہ
سب نے یہ جانا کہ تلوار ہے ہاتھوں سے گری

۴۴

کر دیا ہے تجھے کس شاہ نے قربان اے گل
کہ ترے خون سے رنگین ہے گریبان اے گل

۴۵

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۴۶

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۴۷

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۴۸

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۴۹

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۵۰

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۵۱

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۵۲

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۵۳

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۵۴

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۵۵

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۵۶

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۵۷

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۵۸

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۵۹

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۶۰

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۶۱

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۶۲

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۶۳

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۶۴

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۶۵

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۶۶

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۶۷

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۶۸

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۶۹

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۷۰

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۷۱

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۷۲

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۷۳

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۷۴

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۷۵

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۷۶

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۷۷

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۷۸

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۷۹

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۸۰

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۸۱

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۸۲

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۸۳

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۸۴

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۸۵

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۸۶

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۸۷

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۸۸

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۸۹

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۹۰

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۹۱

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۹۲

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۹۳

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۹۴

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۹۵

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۹۶

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۹۷

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۹۸

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

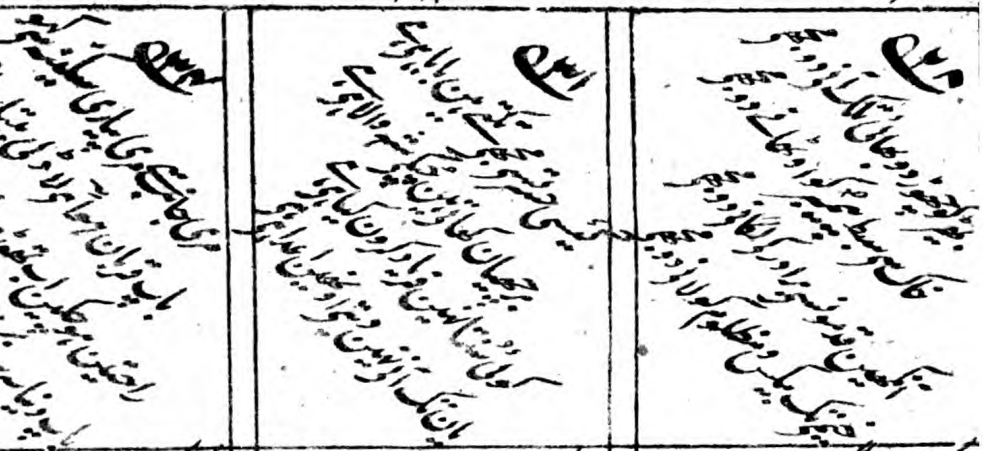
۹۹

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۱۰۰

کس کی تلوار نے کی تجھ پہ جفا اے نوشاہ
کس ستمگر نے ترا خون بہایا ناحق

۲۸



پھر کہاں پائینگی مسرور سی بہن مل لیوی
دم آخر تو برادر سے بہن مل لیوی

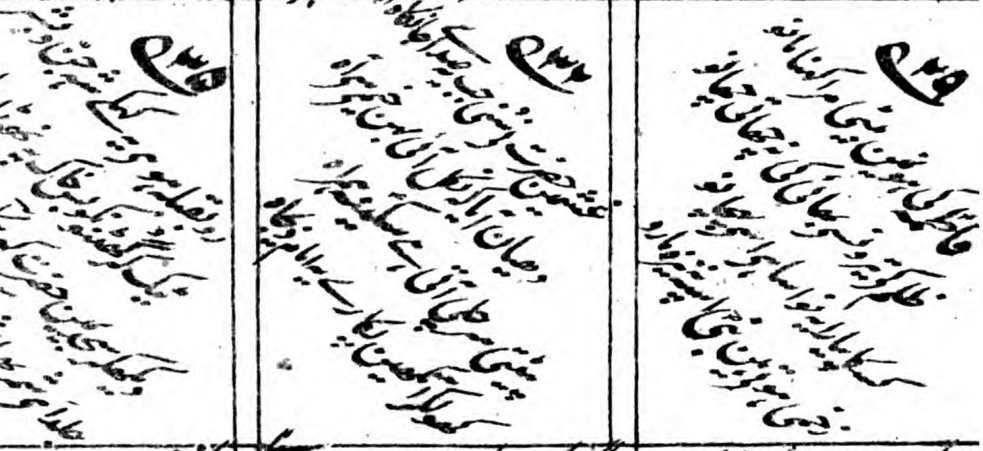
۲۹

اب کہاں زور عبث اہل ستم لڑتے ہیں
ضعف ایسا ہے کہ اوٹھتے ہیں تو گر پڑتے ہیں

۳۰

یاد کر کر کے مجھے رات تو نکو نہ رونا بیٹا
سو چکیں چھاتی پہ اب خاک پہ سونا بیٹا

۳۱



بال کھولے ہوئے ویاں فاطمہ چلاتی ہے
لو سنو نالۂ حیدر کی صدا آتی ہے

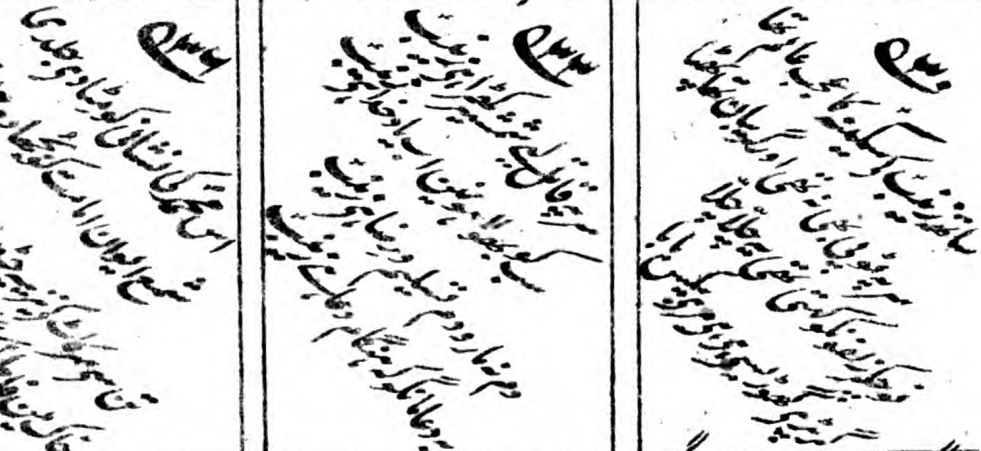
۳۲

گھر سے کیوں نکلی ہو بس دھیان ادھر بٹتا ہے
جاؤ خیمے میں کہ بھائی کا گلا کٹتا ہے

۳۳

خاک زینب جو اوڑا دی تو اوڑانے دینا
سر نہ شبیر کو سجدے سے اوٹھانے دینا

۳۴



جیتی گھر میں جو نہ آئی تو مری جان گئی
بیٹی اس بیکسی مظلومی کے قربان گئی

۳۵

مر مٹا جایا تری راہ میں قربان ہوئی
مشکل ذبح بھی شبیر پہ آسان ہوئی

۳۶

ذبح ہوگا جو پسر فاطمہ چلاوے گی
ڈر نہ جانا جو محمد کی صدا آوے گی

۱۹



پھر کر موکھہ کو جو تکتا ہوں الم ہے مجکو
خاک پر گر نہ پڑیں آپ غم ہے مجکو

۲۰



تیر پڑتے ہیں لگا جاتا ہے بھالا کوئی
آپکا آج نہیں تھامنے والا کوئی

۲۱



یاس و اندوہ سے ہے فرق توانائی میں
کج ہے دنیا سے کسی عالم تنہائی میں

۲۲



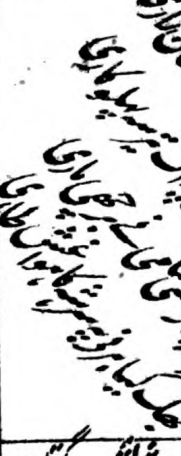
تجھسے بیجرم و خطا اہل ستم لڑتے ہیں
تیر سارے یہ کلیجے پہ مری پڑتے ہیں

۲۳



انبیا آتے ہیں پر سا تجھے دینے کو لیے
چلو آتے ہیں ملائک تجھے لینے کو لیے

۲۴



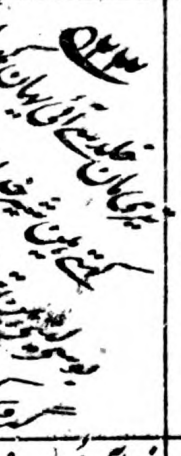
شور تھا مسند شہ عرش نشین گرتا ہے
خاک پر دوش محمد کا امین گرتا ہے

۲۵



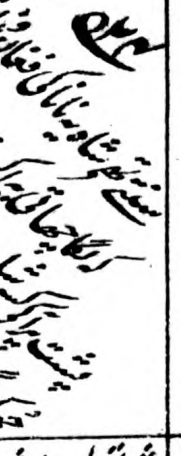
بیٹھنے کا نہ ذرا رنج اوٹھایا تو نے
خاک پر میرے نواسے کو گرایا تو نے

۲۶



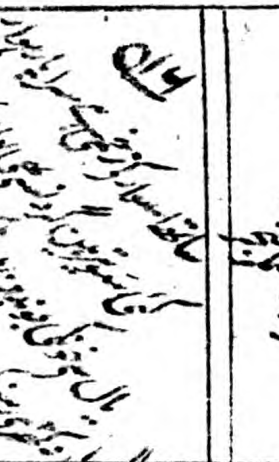
روکے چلاتی تھی زینب کہ یہ کیا کرتے ہو
تن سے کیوں سر مرے بھائی کا جدا کرتے ہو

۲۷



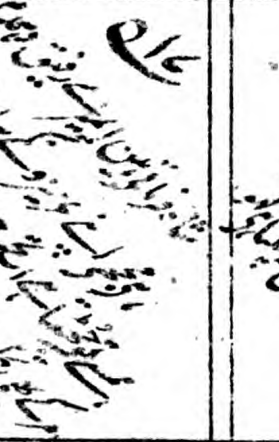
نہ ستم سہ جگر احمد و حیدر کا تو
میرے بھائی کو میں حاضر ہوں مرا سر کاٹو

۱۰



تن جلا جاتا ہے جب گرم ہوا آتی ہے
ریت اڑتی ہے تو ہر ذرّے کے ہر اک زخم میں بھر جاتی ہے

۱۱



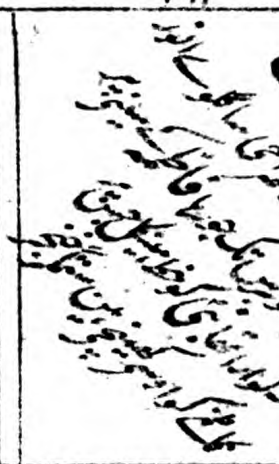
تیغ یوں کھا کھا کے لب خشک جو کھلاتی ہے میں
تیر وہ صرصر سے عوض جرعۂ آب آتے ہیں

۱۲



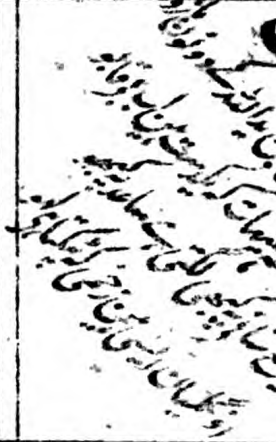
جن کی تلوار سے کٹتی تھی ہوا دم بھر میں
ہے وہی ہاتھ کہ اب ہاتھ سے ہلتا بھی نہیں

۱۳



علم کا گھر ہے جواہر کا خزانہ ہے یہ
ہاتھ تلوار و نسب صدر ہاشم کا ہے

۱۴



پر یہ ہے امت محبوب خدا کی خاطر
زخمی ہاتھوں کو اٹھائے ہیں دعا کی خاطر

۱۵



وار سہتے تھے جو اعضائے بدن کٹتے ہیں
کھیت سے پہلے ہیں شیروں کے قدم ہٹتے ہیں

۱۶

تیر جب لگتا ہے تڑپ کر تو نہیں سکتا ہے
پھر کے سوئے شہ والا کی طرف تکتا ہے

۱۷

خلق سے سوئے عدم کوچ کی تیاری ہے
آخری اب ترے آقا کی یہ اسواری ہے

۱۸

قوت بازوئے خشک جو دکھلاتا ہے
پسر ساقی کوثر کو حجاب آتا ہے



۵ کاٹے اعمال کی بھی رخصت ہوئی
۶ فرض ہوگا حساب بندگی
۷ بعد مرنے کے بھی جلا رہا
۸ جاعلا صلی دعا رہا
۹ پھر جہاں کہ نظر اکیلا رہا
۱۰ گور میں آنکھ بند کر دیکھا
۱۱ ہم کنہا رونکا پردہ رہا
۱۲ پر کی سختی پر فلک پتھر
۱۳ پھر کے کروٹ کا شیشہ پر رہا
۱۴ بھرے ٹھنڈی سانس بجا رہا
۱۵ چھپے کے بر جھکی میں کا
۱۶ ہے خالا دنکا جو لا رہا
۱۷ ظلم سب نفع ہوئی خلا
۱۸ صاحب لشکر اکیلا رہا
۱۹ اوٹھے گا میں سے سارے جا
۲۰ بس فقط آنکھ نکا پردہ رہا
۲۱ سب ہوا میرا بجز کفن فرد
۲۲ قافلہ تب کا پیاسا رہا
۲۳ ہر گھڑی دن ہست غفلت میں تھوڑا رہا
۲۴ سونے گا تک بس لب پر طبیں
۲۵ جھوٹا ل بھی پیاسا رہا
۲۶ اسقدر تھا خشک حضرت کا گلا
۲۷ چل بسے وہ پیاسا رہا
۲۸ کیا لب بنا ہوا دل جلی

۱۴۵

تا کیسہ گردن پہ جو ظالم نے دھرا دی
ٹھنڈا ہوا عمان اور نے لگی زمین
تھرا گئی عمان اور نے لگی زمین
تھا فرش جن کا خلد وہ بستر کی لاش پر

چادر تھی اک ردا کی تن پاش پاش پر
رکھے تھے دونوں ہاتھ سے بھتیجے کی لاش پر

۱۴۶

ظالم نے جس گھڑی کہ کیا تیغ کا چلاؤ
نیزے پہ کی بلند سر سبط مصطفیٰ کا
ہر قطرہ خون کا تھا عیاں اس جبیں پہ یوں
تھا نقش اس ورق پہ کہ یہ ہے کلام کس کا

کل تھا کہ اوٹھ گئی ہر برکت اب جہان سے
قطرے لہو کے گرنے لگے آسمان سے

۱۴۷

بڑھ کر لعین آگے جو بیٹھا تھا تخت پر
ہر چند کی تھی منع کہ ہے ہے نہ کیجیو
جا گاہ تھی شہ دیں کی وہ اس کا تھا وہ مکان
بیٹھا تھا جس پہ شاہ کے سر کا وہ سائبان

سچ ہے یہ طرز خاص کوئی جانتا نہیں
جو جانتا ہے اور کو وہ مانتا نہیں

۱۴۸

کاٹو گلا میں گلا نہ شہ مشرقین کا
محبوب حق کی گود میں ہے سر حسین کا
سمجھو شریک مجلس ماتم رسول کو
سب بلکہ دو حسین کا پرسا بتول کو

۱۴۹

ہاں باشقو حسین کے آؤ بکا کرو
نیزہ کا ساتھ شہ دو سرا ادا کرو
حق مجتبیٰ شہ دو سرا ادا کرو
نیزے پہ ہے حسین نیا ماتم بپا کرو

۱۵۰

گر لٹ گیا بتول کا دنیا اوجڑ گئی
زینب سے شاہ شاہ سے زینب بچھڑ گئی
تھی وان ہماری یاد شہ مشرقین کو
پھر کس کو ہیں ہم جو نہ روئیں حسین کو

۱۵۱

بس اے انیس طول عزا کی نہ ہو مجال
یہ نوحہ اور مرثیہ ہے اب اختصار حال
کہہ کر یہ اس کو نوحہ گری سے کرو ملال
بہتر ہے اس سخن سے جو ہو اہل کار کار

۱۳۷

قاسمؑ نے شبیہ پیمبر کے ساتھ یہ کہا
اب گھر کہاں کہ ہم علی اصغر کے ساتھ ہیں

۱۳۸

کافر بھی ہو کوئی تو نہ ایسا عمل کرے
جا دور ہو خدا ترے ہاتھوں کو شل کرے

۱۳۹

گرتا تمام خون ہے گردن کو بھر گیا
دامن میں شہ کے ہچکیاں لیلے کو مر گیا

۱۴۰

معصوم ہے یتیم ہے اور خرد سال ہے
اے اہل شام یہ زن بیوہ کا لال ہے

۱۴۱

صدمہ ہوا حسنؑ کے دل دردناک پر
بچے کے دونوں ہاتھ گرے خاک پر

۱۴۲

اعدا میں قید زینبؑ عالی صفات ہو
دوزخ سے شیعیان علیؑ کی نجات ہو

۱۴۳

سمجھو غنیمت اس شہ عالی مقام کو
دنیا میں پھر نہ پاؤ گے ایسے امام کو

۱۴۴

اے ہے یتیم کہکے جو ماں بلبلاتی تھی
رو کر حسنؑ کی روح کی آواز آتی تھی

۱۴۵

بیٹھو نہ جب تلک سر شبیرؑ کٹ نہ جائے
زینبؑ تن حسینؑ سے آ کر لپٹ نہ جائے

۱۲۷

کیونکر مناؤں ولی کی بچا نہیں کہ کریں
یہ دکھ ہو غیر پر تو ہم اوسکی مدد کریں

۱۲۸

سچ ہے کسی کا حال کوئی جانتا نہیں
عین کیا کروں ارے مرا دل مانتا نہیں

۱۲۹

تنہا وہ گھر میں کون ہے سب کوچ کر گئے
فاطم دولھن کو چھوڑ کے کیوں آج مر گئے

۱۳۰

جو سیف کربلا ہے پسر اوس ولی کے ہیں
سب ہمکو جانتے ہیں کہ پوتے علی کے ہیں

۱۳۱

پھولے نہ کیوں ریاض خلد میں کسن بان سے
گردن پہ تیر کھاکے سدھارے جہان سے

۱۳۲

چھوڑی یہ ایسے وقت میں کیونکر حسین کو
بھائی یہ صدقے ہو نہ دواس نور عین کو

۱۳۳

موقوف کچھ جوان پہ ہے نہ خرد سال پر
فخر اوسکا جو نار ہو زہرا کے لال پر

۱۳۴

تھرائے ہاتھ پاؤں کلیجہ اولٹ گیا
پھیلا کے دونوں ہاتھ چچا سے لپٹ گیا

۱۳۵

بہنیں ہیں بیقرار پھوپھی بلبلاتی ہے
لو جاؤ گھر میں جاؤ کہ ماں نکلی آتی ہے

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

کروں کنہا کہ آج اسی زمین شور تھے نگے
ہشیار و در سہی تم کہ ہم اب رخصت ہوتے نگے

دل بیقرار رہا تھا جگر پہ دھری ہوے
آنکھیں تو نرگسی مگر آنسو بھری ہوے

اسکا گلا بھی تیر ستم کا ہدف نہو
دیکھو بہن حسن کی نشانی تلف نہو

سرہی کرینگے آج ادا فرض عین کو
بابا ثار صبر کرو اب حسین کو

یعنے پسر ہون بادشہ مشرقین کا
بیٹا حسن کا ہون تو بھتیجا حسین کا

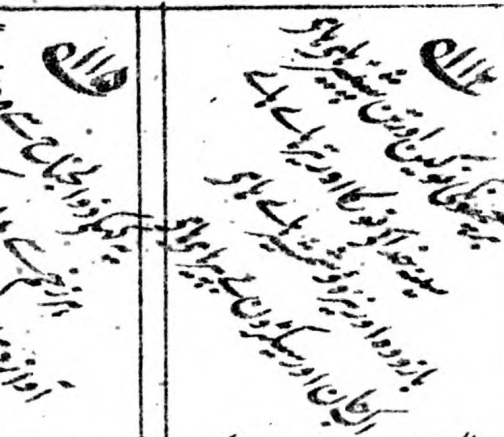
ماں اپنا ہاتھ رکھتی تھی جب دست پاک پر
ہٹ ہٹ کے پہلے پاؤن مچلتا تھا خاک پر

گھر اکے بنت فاطمہ باہر نکل پڑی
بیٹے کے ساتھ ماں بھی کھلے سر نکل پڑی

قاسم گئے بہشت مین اونسے تو یاس ہے
اب آسرا خدا کا ہی یا تیری آس ہے

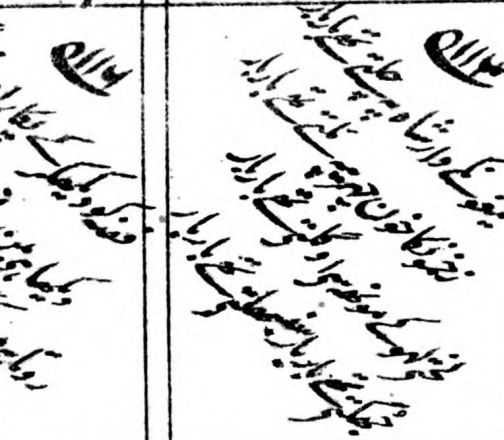
عمکے ساتھ حضرت حیدر مین جائینگے
گر جان جائیگی تو ثواب گھر مین اٹھینگے

۱۰۹



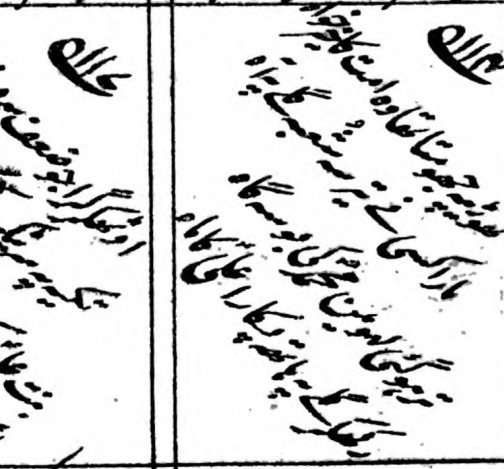
امت کی مغفرت سے ہی مطلب حسینؑ کو
لو اؤ بس شہید کرو اب حسینؑ کو

۱۱۰



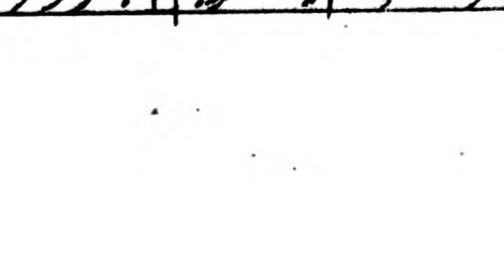
اب عنقریب خلق سے رحلت ہماری ہے
لو ذوالفقار تجھی بھی رخصت ہماری ہے

۱۱۱



سینہ علیؑ کے شیر کا غربال بن گیا
ناوک ہزار ہا جو چلے جسم چھن گیا

۱۱۲



غش آگیا حبیب خدا کے حبیب کو
اتنا نہ تھا کوئی کہ سنبھالے غریب کو

۱۱۳

یہ بیکسی بتول کے آرام جان پہ تھی
لیکن دعا امت عاصی زبان پہ تھی

۱۱۴

اچھا ستاؤ روز عدالت قریب ہے
اے ساکنان شام قیامت قریب ہے

۱۱۵

ڈیوڑھی پہ اہلبیت اور مضطر پہنچنے لگے
سجاد غش سے چونک کے سر پیٹنے لگے

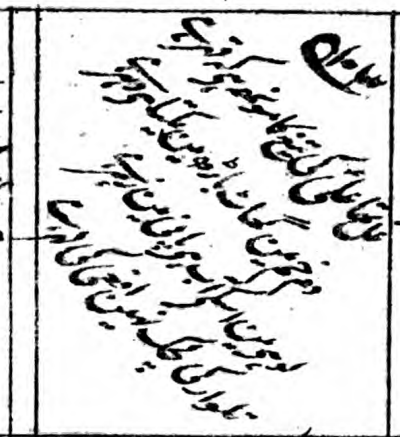
۱۱۶

چلائی وہ کہ آل نبیؐ در پہ روتے ہیں
لٹتا ہے گھر امام امم ذبح ہوتے ہیں

۱۱۷

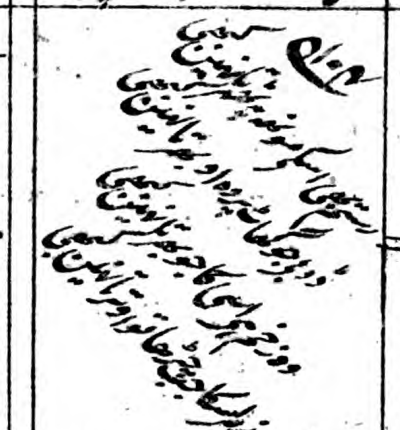
سیدانیوں کے رونے سے بچے بلکتے تھے
پردے سے سر نکال کے میدان تکتے تھے

۹۹



تڑکتا تھا ایک ارنہ دس سی نہ پانچ سے
شعلے پناہ مانگتے تھے اوسکی آنچ سے

۱۰۰



گرکے ریگ گرم پہ پانی تھا کہ تھرکتے تھے
تن سے لہو نہ اوڑتا تھا شعلے بھڑکتے تھے

۱۰۱



سب جنگ گرفتہ تشنہ عذاب تھے
موجین تھین دست و پا کل مضطراب تھے

۹۸

دل کانپتا ہو کون اجل سے دوچار ہو
اسکی ہوا لگے تو کلیجے کے پار ہو

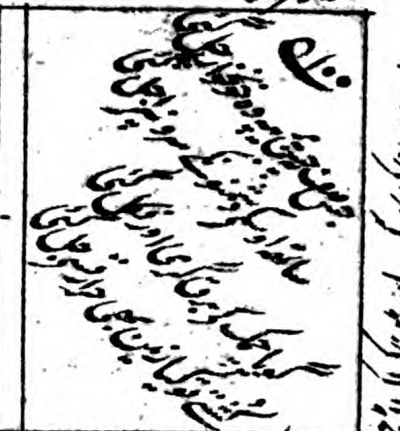
۹۹

جنات اسکے سایہ سے پرہیز کرتے ہین
یہ وہ بلا ہے کہ ساحر بھی ڈرتے ہین

۱۰۰

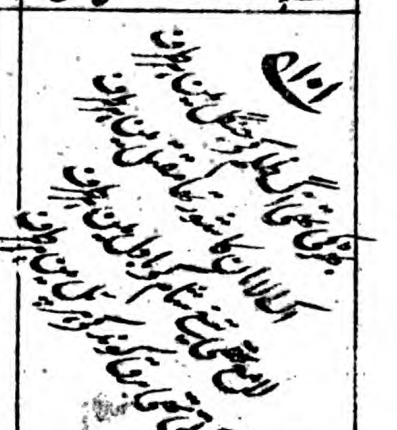
کفلسا دسکا دیکھ لیتی تھی وہ جسمین کھوٹ تھی
تلوار کی بھی چار پہ ہر بار چوٹ تھی

۹۷



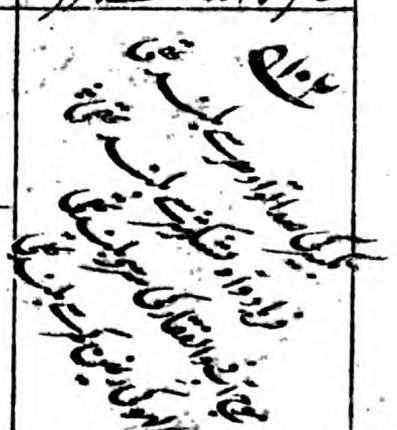
غل تھا خدا کی راہ مین بس دو دل لڑے
یا فاطمہ کا لال لڑا یا علیؑ لڑے

۹۸



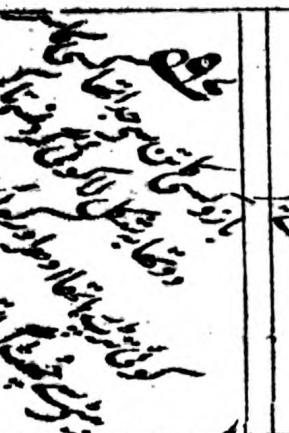
غنچے ظفر کے اور کے ناخن ہی کیا کھلین
ہاتھ ایسے ہون تو جوہر سیف خدا کھلین

۹۹



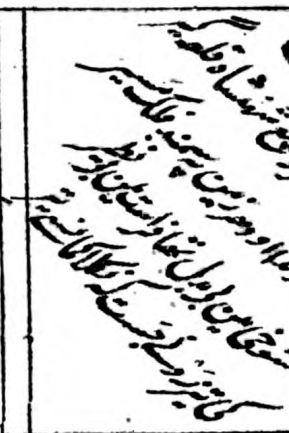
فوجین کٹی پڑی ہوئین تھین روم و شام کی
جنگل مین شور تھا کہ دوہائی امام کی

۹۱



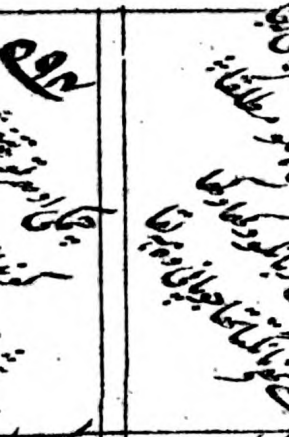
بیڑا جو حمیر کی جوانی کا تھا بحر
مارا کسے جو زینب بیکس کا تھا پسر
بیٹا ہر ایک بی بی کا مانا تھا جان سے
بیٹے کو ماں کے بیچ لڑائی وہ دیتا تھا

۹۲



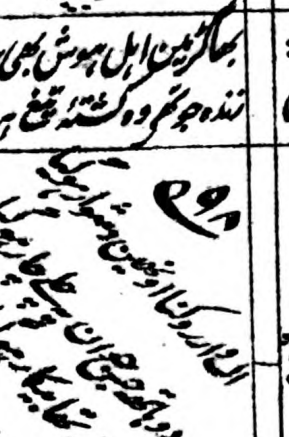
جنگل ارم تھا تیغ شہنشاہ خلد کی
گرمی لڑائی کی تھی جو اس نوجوان سے
شمشیر بن میں برق تھی اور تیر بن میں نور
کی تیز اس نے جس سے کہ نکلا گمان سے

۹۳



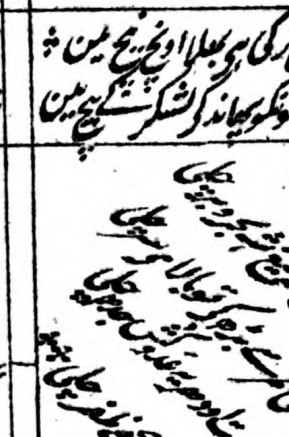
بازو کسی کا تن سے جدا تھا کسی کا سر
دھڑ تھا کسی کا الگ کسی کا جدا تھا سر
کوئی تڑپتا تھا کوئی طپیدہ کوئی تھا غلطاں
یہ تیغ حضرت عباس کا تھا یہ ذوالفقار حیدر کا تھا

۹۴



ہر چند سیونکی گھر سے قسم کھا کے آئے ہیں
گھوڑے سے اوسی کی لاش پہ دوڑا کے آئے ہیں

۹۵



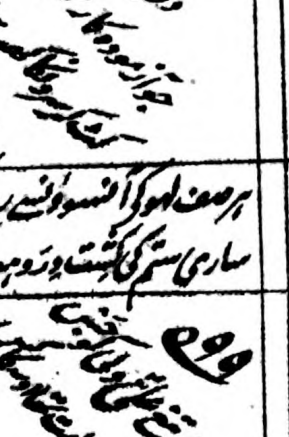
صرصر کبھی نہ رکی ہو بھلا اونچ نیچ میں
اوترا صفوں کو پھاند کے لشکر کے بیچ میں

۹۶



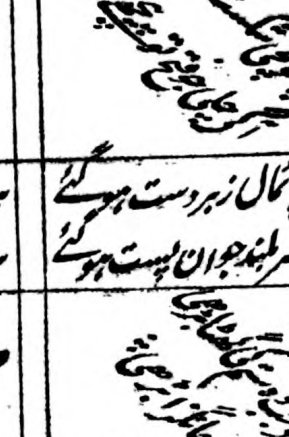
بھاگے زمین اہل ہوش بھی سب بیحواس تھے
تنہا جو تھے وہ کشتۂ تیغ ہراس تھے

۹۷



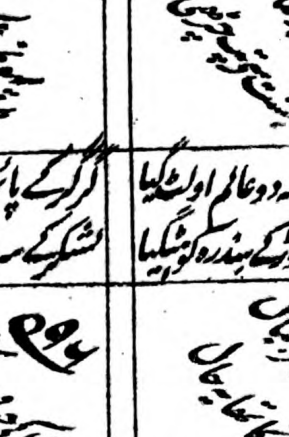
سب کو یقین ہوا کہ دو عالم اولٹ گیا
روح الامین بھی چھوڑ کے بندرہ کو چل گیا

۹۸



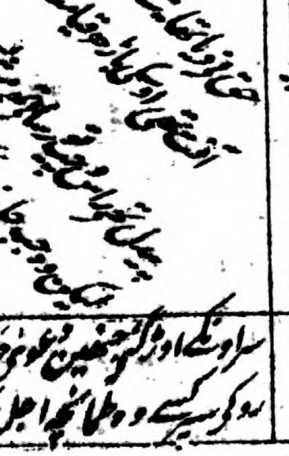
گر گر کے پائمال زبردست ہو گئے
لشکر کے سر بلند جوان پست ہو گئے

۹۹



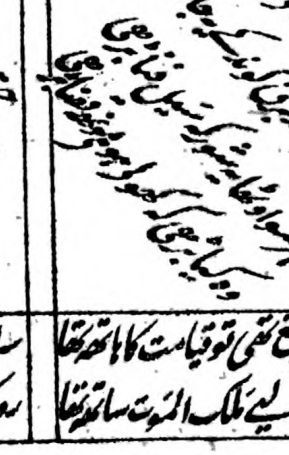
ہر صف لہو کا آنسو اونسے رو کے رہ گئی
ساری ستم کی کشت دو رو ہو کے رہ گئی

۱۰۰



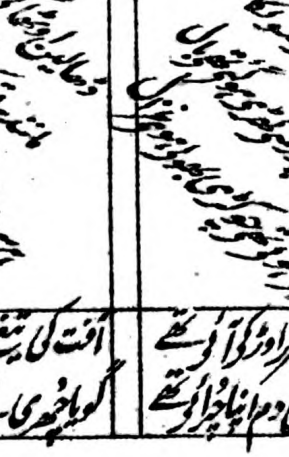
جنگل سے کوہ تک جو شرارے اڑ کے آئے تھے
دہشت سے اڑ کے بھی دم اپنا چرائے تھے

۱۰۱



آفت کی تیغ تھی تو قیامت کا ہاتھ تھا
گویا چھری لیے ملک الموت ساتھ تھا

۱۰۲



سر اونکے اور گلے تھے عدو خنجر جدل کا تھا
رو کر کسی سے وہ نہ بچا جو اجل کا شاہ

۷۱

پھر دم نہ لیگی تیغ علی خون پیر کے
ہیہات قدم ہٹاؤ جو طالب ہو خیر کے

سب مرتضیٰ علی کو چلن اونکو یاد ہین
ایذا مین شکر کرتی ہین فاقونمین شاد ہین

۷۲

مضطر ہین ورثہ دار جناب امیر کے
واللہ مال وزر نہین گھر مین فقیر کے

کچھ قدر مال وزر نہین اونکی نگاہ مین
بیٹونکو صدقے کر دیا خالق کی راہ مین

۷۳

لیتی ہین کچھ تو خالق اکبر سے لیتے ہین
ہم آپ فاقے کرتے ہین سائل کو دیتے ہین

مرسل ہوا امام ہو کچھ مانتے نہین
پتھر ہین قلب رحم کو ہم جانتے نہین

۷۴

نہ تخت سے غرض ہے نہ شاہی سے کام ہے
درویش کو رضائے الٰہی سے کام ہے

۷۵

دنیا کی چیز کیا ہے جسے مانگتے ہین ہم
دو جو ہین دین و فقر کے ہی مانگتے ہین ہم

۷۶

دنیا کی سلطنت پہ نہ ہم جان دیتے ہین
ہم تو فقط رضائے خدا مانگتے ہین

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۹۳

۹۴

۹۵

۹۶

۹۷

۹۸

۹۹

۱۰۰

۱۰۱

۱۰۲

۱۰۳

۱۰۴

۱۰۵

۱۰۶

۱۰۷

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰

۱۲۱

۱۲۲

۱۲۳

۱۲۴

۱۲۵

۱۲۶

۱۲۷

۱۲۸

۱۲۹

۱۳۰

۱۳۱

۱۳۲

۱۳۳

۱۳۴

۱۳۵

۱۳۶

۱۳۷

۱۳۸

۱۳۹

۱۴۰

۱۴۱

۱۴۲

۱۴۳

۱۴۴

۱۴۵

۱۴۶

۱۴۷

۱۴۸

۱۴۹

۱۵۰

۱۵۱

۱۵۲

۱۵۳

۱۵۴

۱۵۵

۱۵۶

۱۵۷

۱۵۸

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

۴۵۵

۴۵۶

۴۵۷

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۴

۴۶۵

۴۶۶

۴۶۷

۴۶۸

۴۶۹

۴۷۰

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۵

۴۷۶

۴۷۷

۴۷۸

۴۷۹

۴۸۰

۴۸۱

۴۸۲

۴۸۳

۴۸۴

۴۸۵

۴۸۶

۴۸۷

۴۸۸

۴۸۹

۴۹۰

۴۹۱

۴۹۲

۴۹۳

۴۹۴

۴۹۵

۴۹۶

۴۹۷

۴۹۸

۴۹۹

۵۰۰

۵۰۱

۵۰۲

۵۰۳

۵۰۴

۵۰۵

۵۰۶

۵۰۷

۵۰۸

۵۰۹

۵۱۰

۵۱۱

۵۱۲

۵۱۳

۵۱۴

۵۱۵

۵۱۶

۵۱۷

۵۱۸

۵۱۹

۵۲۰

۵۲۱

۵۲۲

۵۲۳

۵۲۴

۵۲۵

۵۲۶

۵۲۷

۵۲۸

۵۲۹

۵۳۰

۵۳۱

۵۳۲

۵۳۳

۵۳۴

۵۳۵

۵۳۶

۵۳۷

۵۳۸

۵۳۹

۵۴۰

۵۴۱

۵۴۲

۵۴۳

۵۴۴

۵۴۵

۵۴۶

۵۴۷

۵۴۸

۵۴۹

۵۵۰

۵۵۱

۵۵۲

۵۵۳

۵۵۴

۵۵۵

۵۵۶

۵۵۷

۵۵۸

۵۵۹

۵۶۰

۵۶۱

۵۶۲

۵۶۳

۵۶۴

۵۶۵

۵۶۶

۵۶۷

۵۶۸

۵۶۹

۵۷۰

۵۷۱

۵۷۲

۵۷۳

۵۷۴

۵۷۵

۵۷۶

۵۷۷

۵۷۸

۵۷۹

۵۸۰

۵۸۱

۵۸۲

۵۸۳

۵۸۴

۵۸۵

۵۸۶

۵۸۷

۵۸۸

۵۸۹

۵۹۰

۵۹۱

۵۹۲

۵۹۳

۵۹۴

۵۹۵

۵۹۶

۵۹۷

۵۹۸

۵۹۹

۶۰۰

۶۰۱

۶۰۲

۶۰۳

۶۰۴

۶۰۵

۶۰۶

۶۰۷

۶۰۸

۶۰۹

۶۱۰

۶۱۱

۶۱۲

۶۱۳

۶۱۴

۶۱۵

۶۱۶

۶۱۷

۶۱۸

۶۱۹

۶۲۰

۶۲۱

۶۲۲

۶۲۳

۶۲۴

۶۲۵

۶۲۶

۶۲۷

۶۲۸

۶۲۹

۶۳۰

۶۳۱

۶۳۲

۶۳۳

۶۳۴

۶۳۵

۶۳۶

۶۳۷

۶۳۸

۶۳۹

۶۴۰

۶۴۱

۶۴۲

۶۴۳

۶۴۴

۶۴۵

۶۴۶

۶۴۷

۶۴۸

۶۴۹

۶۵۰

۶۵۱

۶۵۲

۶۵۳

۶۵۴

۶۵۵

۶۵۶

۶۵۷

۶۵۸

۶۵۹

۶۶۰

۶۶۱

۶۶۲

۶۶۳

۶۶۴

۶۶۵

۶۶۶

۶۶۷

۶۶۸

۶۶۹

۶۷۰

۶۷۱

۶۷۲

۶۷۳

۶۷۴

۶۷۵

۶۷۶

۶۷۷

۶۷۸

۶۷۹

۶۸۰

۶۸۱

۶۸۲

۶۸۳

۶۸۴

۶۸۵

۶۸۶

۶۸۷

۶۸۸

۶۸۹

۶۹۰

۶۹۱

۶۹۲

۶۹۳

۶۹۴

۶۹۵

۶۹۶

۶۹۷

۶۹۸

۶۹۹

۷۰۰

۷۰۱

۷۰۲

۷۰۳

۷۰۴

۷۰۵

۷۰۶

۷۰۷

۷۰۸

۷۰۹

۷۱۰

۷۱۱

۷۱۲

۷۱۳

۷۱۴

۷۱۵

۷۱۶

۷۱۷

۷۱۸

۷۱۹

۷۲۰

۷۲۱

۷۲۲

۷۲۳

۷۲۴

۷۲۵

۷۲۶

۷۲۷

۷۲۸

۷۲۹

۷۳۰

۷۳۱

۷۳۲

۷۳۳

۷۳۴

۷۳۵

۷۳۶

۷۳۷

۷۳۸

۷۳۹

۷۴۰

۷۴۱

۷۴۲

۷۴۳

۷۴۴

۷۴۵

۷۴۶

۷۴۷

۷۴۸

۷۴۹

۷۵۰

۷۵۱

۷۵۲

۷۵۳

۷۵۴

۷۵۵

۷۵۶

۷۵۷

۷۵۸

۷۵۹

۷۶۰

۷۶۱

۷۶۲

۷۶۳

۷۶۴

۷۶۵

۷۶۶

۷۶۷

۷۶۸

۷۶۹

۷۷۰

۷۷۱

۷۷۲

۷۷۳

۷۷۴

۷۷۵

۷۷۶

۷۷۷

۷۷۸

۷۷۹

۷۸۰

۷۸۱

۷۸۲

۷۸۳

۷۸۴

۷۸۵

۷۸۶

۷۸۷

۷۸۸

۷۸۹

۷۹۰

۷۹۱

۷۹۲

۷۹۳

۷۹۴

۷۹۵

۷۹۶

۷۹۷

۷۹۸

۷۹۹

۸۰۰

۸۰۱

۸۰۲

۸۰۳

۸۰۴

۸۰۵

۸۰۶

۸۰۷

۸۰۸

۸۰۹

۸۱۰

۸۱۱

۸۱۲

۸۱۳

۸۱۴

۸۱۵

۸۱۶

۸۱۷

۸۱۸

۸۱۹

۸۲۰

۸۲۱

۸۲۲

۸۲۳

۸۲۴

۸۲۵

۸۲۶

۸۲۷

۸۲۸

۸۲۹

۸۳۰

۸۳۱

۸۳۲

۸۳۳

۸۳۴

۸۳۵

۸۳۶

۸۳۷

۸۳۸

۸۳۹

۸۴۰

۸۴۱

۸۴۲

۸۴۳

۸۴۴

۸۴۵

۸۴۶

۸۴۷

۸۴۸

۸۴۹

۸۵۰

۸۵۱

۸۵۲

۸۵۳

۸۵۴

۸۵۵

۸۵۶

۸۵۷

۸۵۸

۸۵۹

۸۶۰

۸۶۱

۸۶۲

۸۶۳

۸۶۴

۸۶۵

۸۶۶

۸۶۷

۸۶۸

۸۶۹

۸۷۰

۸۷۱

۸۷۲

۸۷۳

۸۷۴

۸۷۵

۸۷۶

۸۷۷

۸۷۸

۸۷۹

۸۸۰

۸۸۱

۸۸۲

۸۸۳

۸۸۴

۸۸۵

۸۸۶

۸۸۷

۸۸۸

۸۸۹

۸۹۰

۸۹۱

۸۹۲

۸۹۳

۸۹۴

۸۹۵

۸۹۶

۸۹۷

۸۹۸

۸۹۹

۹۰۰

۹۰۱

۹۰۲

۹۰۳

۹۰۴

۹۰۵

۹۰۶

۹۰۷

۹۰۸

۹۰۹

۹۱۰

۹۱۱

۹۱۲

۹۱۳

۹۱۴

۹۱۵

۹۱۶

۹۱۷

۹۱۸

۹۱۹

۹۲۰

۹۲۱

۹۲۲

۹۲۳

۹۲۴

۹۲۵

۹۲۶

۹۲۷

۹۲۸

۹۲۹

۹۳۰

۹۳۱

۹۳۲

۹۳۳

۹۳۴

۹۳۵

۹۳۶

۹۳۷

۹۳۸

۹۳۹

۹۴۰

۹۴۱

۹۴۲

۹۴۳

۹۴۴

۹۴۵

۹۴۶

۹۴۷

۹۴۸

۹۴۹

۹۵۰

۹۵۱

۹۵۲

۹۵۳

۹۵۴

۹۵۵

۹۵۶

۹۵۷

۹۵۸

۹۵۹

۹۶۰

۹۶۱

۹۶۲

۹۶۳

۹۶۴

۹۶۵

۹۶۶

۹۶۷

۹۶۸

۹۶۹

۹۷۰

۹۷۱

۹۷۲

۹۷۳

۹۷۴

۹۷۵

۹۷۶

۹۷۷

۹۷۸

۹۷۹

۹۸۰

۹۸۱

۹۸۲

۹۸۳

۹۸۴

۹۸۵

۹۸۶

۹۸۷

۹۸۸

۹۸۹

۹۹۰

۹۹۱

۹۹۲

۹۹۳

۹۹۴

۹۹۵

۹۹۶

۹۹۷

۹۹۸

۹۹۹

۱۰۰۰

۷۶

غارت گروں کا غول جو در آنہ آئیگا
اسوقت کون چادر زینب بچائیگا

۷۷

خالی ہوا ہی حسین کی جا بہشت میں
تو میر ہو پاس رات کو ہوگا بہشت میں

۷۸

کیا کیا ہین قصر لعل کے اعلیٰ منے ہوئے
غل ہی حسین آتے ہین دولہا بنے ہوئے

۷۹

سب نقش ہین سموں کی تن پاش پاش پر
گھوڑے پھرا دیے مرے قاسم کی لاش پر

۸۰

ایذا کو دن گذر گئے راحت سے سو گئے
پانچون خدا کے نور سے آج ہو گئے

۸۱

بھڑکی ہی آگ عشق کی لالہ کے داغ مین
سب ڈالیان بھی گر گئین ڈالی ہین باغ مین

۸۲

تجھ پر یہ پیاس کے نہین صدمے گذرتے ہین
خنجر سے اہل ظلم مجھے ذبح کرتے ہین

۸۳

غرقی کھلے ہین فوج ملک کا ہجوم ہے
حوروں کی غول مین تری آمد کی دھوم ہے

۸۴

ڈالی جو سب نے آنکھ شہ ارجمند پر
بیٹھے سنبھل کے قبلۂ عالم سمند پر

۷۵

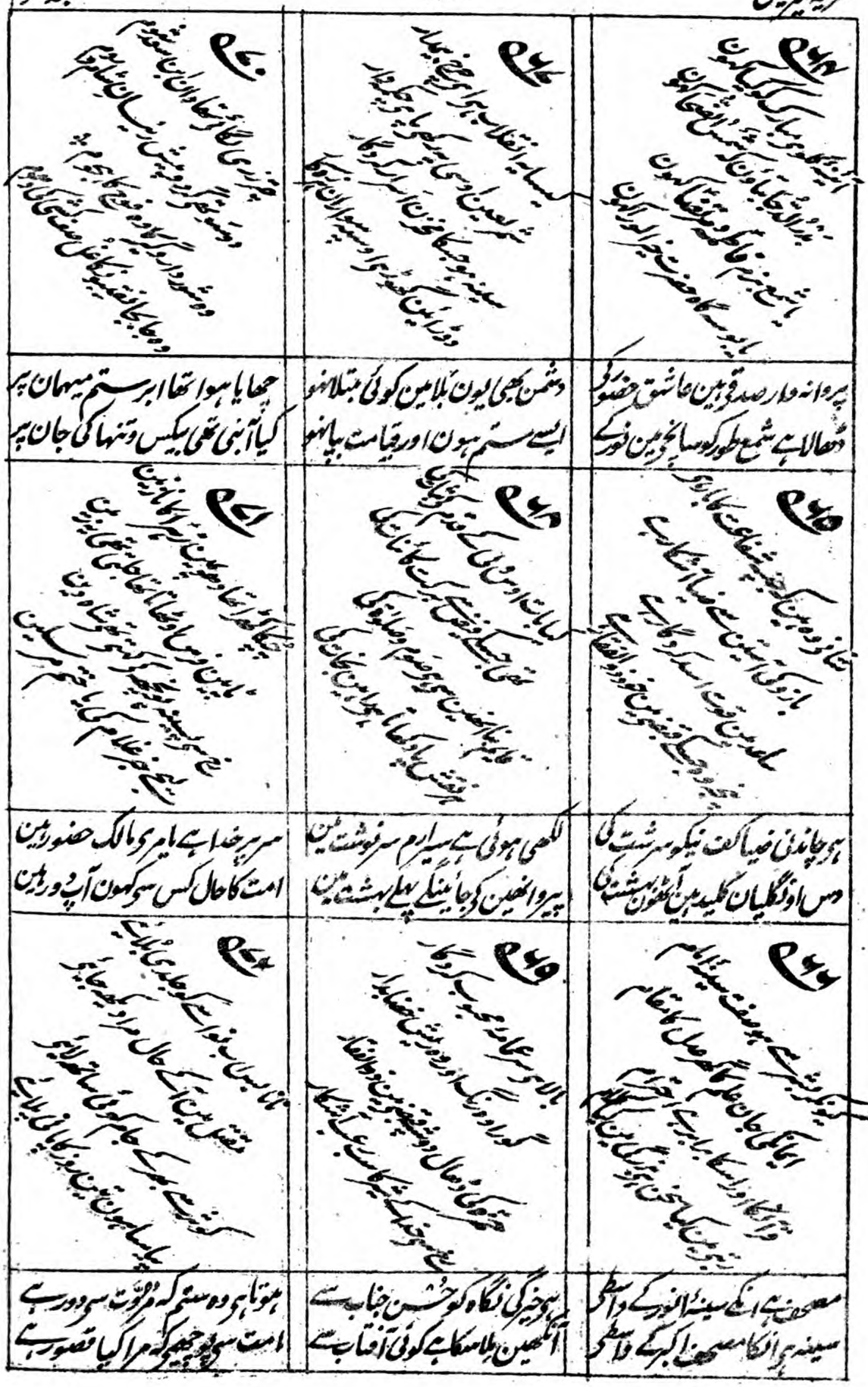
اے صاحب حسن و حسن آموز روزگار
اے یکسوئی و غیرت و ناز و وقار
پیارے میں تجھ پہ ہو گئے صدقے ہزار بار
اب تک نہ تجھ کو آئی ہو گی اے میرے غمگسار

۷۶

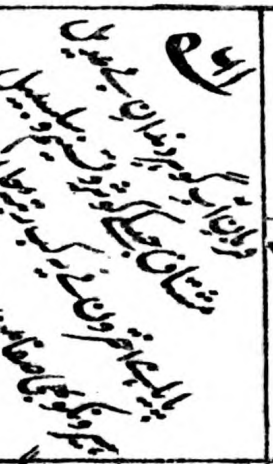
اے ماہ جبیں ہو گئے تجھ پر ہزار دل
ان ماہ پیکرون سے ہزارون ہین تجھ مین مل
کس کس کی لاش کو کوئی دیتا ہے اشک زن
کس کس کی لاش کو کوئی دیتا ہے اشک زن

۷۷

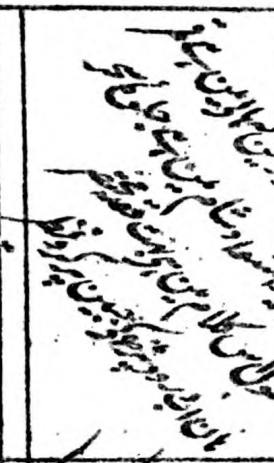
خالی ہوا ہی حسین کی جا بہشت مین
تو میر ہو پاس رات کو ہوگا بہشت مین



۵۵



۵۸



۶۱

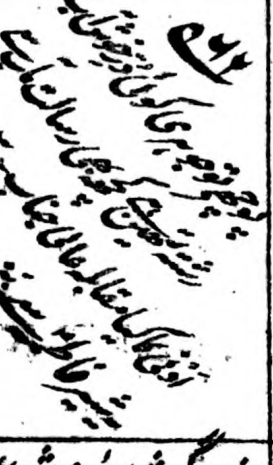


ششدر ملک تھا دیکھکے چہرہ جناب کا
جلوہ تھا ایک چاند مین چار آفتاب کا

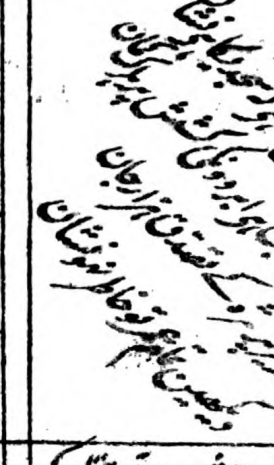
یان کیا فروغ روشنی کوہ طور کو
دیکھو اس آئینہ مین محمدؐ کے نور کو

او سیمین یہ آب و تاب نہ یہ رنگ و دھنک کے
یہ نور کی صدف کی گہر ہین وہ سنگ ہے

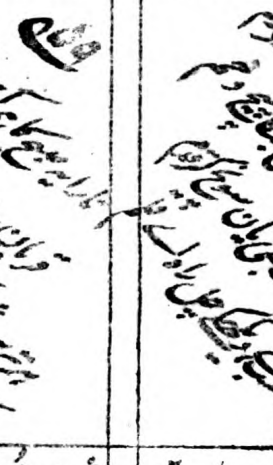
۵۶



۵۹



۶۲

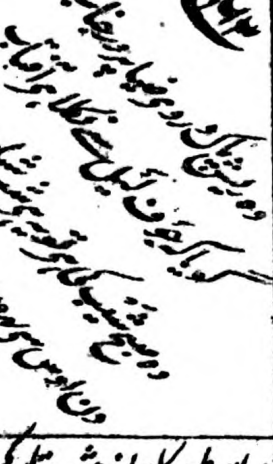


ابرو بے خبر یہ کوہ پہ زلف سیاہ ہے
لغزش نہو کہ بال سے باریک راہ ہے

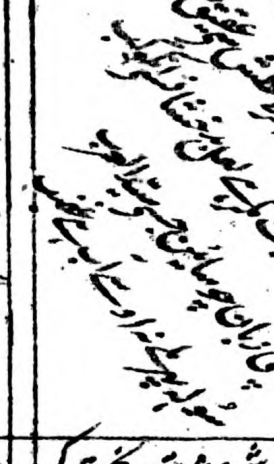
مژگان سنبلہ حسن چشم سے آہو تتار کے
نرگس کے پھول پھینکد و صدقہ اتار کے

یہ زیب گوشوارۂ عرش عظیم ہین
دعویٰ ہے کیا بڑھے ہوئے دُرِ یتیم ہین

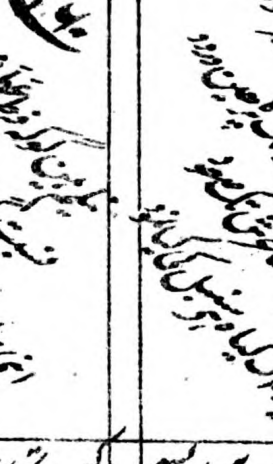
۵۷



۶۰



۶۳



ظلمت سے گیسوؤن کی زمین آسمان سیہ
عنبر مین ایسی بو ہے کہ سارا جہان سیہ

کیسی تھی دشمنی عمر تیرہ بخت کو
وہ کون ہین جو دیتے ہین پانی درخت کو

ہوا سطح کا چاند شب تار کے لیے
ایسی ہو رخ پہ خط مصحف رخسار کے لیے

۴۷	۴۸	۴۹
مطلع ثانی		
مطلع ثانی		
مطلع ثانی		
۵۰	۵۱	۵۲
مطلع ثانی		
مطلع ثانی		
مطلع ثانی		

لن ترانی کے بیان کا شروع ہونا موسیٰ کے طور پر جانے سے



بیٹا نہ ایسے وقت میں بابا کے ساتھ ہو
ہمدم چاہیے کہ مسیحا کے ساتھ ہو

سب اہل جہاں آئے ہیں جانے کے واسطے
پیدا ہوئے ہیں رنج اوٹھانے کے واسطے

تھوڑا تھا ایکدن درخیبر جہان میں
اکروز تھا اونھیں کا گلا ریسمان میں

قابل نہیں ہے ہوش و حواس اور تاب و تواں
کھاتا ہے غش پہ غش کہ ہے بیٹا جوان کا

حکم خدا میں بس ہے نہ مانگا نہ باپ کا
پہنو گلے میں طوق یہ حصہ ہے آپ کا

کردن جھکا دو آج اسی میں فلاح ہے
حکم نبی و وہ تھا یہ ہماری صلاح ہے

ہو اختیار خالق عادل کے واسطے
طلعت گہن کی ہے مہ کامل کے واسطے

بہتر ہے وہ جو مرضی رب العباد ہے
اے نور عین صبر تمہارا جہاد ہے

ناموس مصطفےٰ کے مدار المہام ہو
تم میرے بعد ساری جہانکی امام ہو



۱۹
افضل کمین خلق خدا حسن ابن حسن
اب وارث کہان ہین یہی ہین یہی ہین
پیارے تمھین سب سے یہ ساتھو کسیکو نہ لیگئے
جسدم طلب ہوئی تو اکیلے چلیگئے

۲۰
اماکا صبر بیکسی و بیوسی سے ہو گیا
راضی بقضا ہو ظلم کا کوئی ہدف بنا
پہونچے جو ظالم اسکو نہ دیکھا تڑپ گیا
یان سیکڑون بنی ہوئی مشکلین بگڑ گئین
بہنون سے بھائی بھائی سے بہنین بچھڑ گئین

۲۱
افضل زمانہ جہان مین کوئی نہ تھا سوا
ہے ہے غریب ماتھا ٹھکے عتبہ سے جا بجا
سجدے مین تھا جو جگہ وہ اجابت کی تھی جگہ
کیا کیا سستم ہوئے یہ شکایت ہے فرانکی
آتا نہین وہ پھر کے کبھی جو جدا ہوا

۲۲
ہوتا اگر نہ قرآن نبی کا عمل
اگر نہ ہوتا جنگ قوی کا عمل
یہ بھی ہوا کہ ہو گیا ظالم کا بھی عمل
روئے پدر کے واسطے برسون تو کیا ہوا

۲۳
ہوتا اگر نہ قرآن نبی کا عمل
اگر نہ ہوتا جنگ قوی کا عمل
یہ بھی ہوا کہ ہو گیا ظالم کا بھی عمل
روئے پدر کے واسطے برسون تو کیا ہوا

۲۴
افضل زمانہ جہان مین کوئی نہ تھا سوا
ہے ہے غریب ماتھا ٹھکے عتبہ سے جا بجا
سجدے مین تھا جو جگہ وہ اجابت کی تھی جگہ
کیا کیا سستم ہوئے یہ شکایت ہے فرانکی
آتا نہین وہ پھر کے کبھی جو جدا ہوا

۲۵
اولاد قتل ہو گئی ماں باپ اوٹھ گئے
پھر کون سر پہ ہے جب آپ اوٹھ گئے
سب میری عمر آہ و بکا مین گذر گئی +
امانکا گھر اوجڑ گیا اور مین نہ مر گئی

۲۶
ارچند جانتے تھے کہ تیغ اسکے پاس ہے
فرمایا چل نماز کو کیون بیحواس ہے
آنسو جو تھمگئی ہین اوسی یاد کیجئے
کچھ تو بہن کے باب مین ارشاد کیجئے

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

۱۱۵

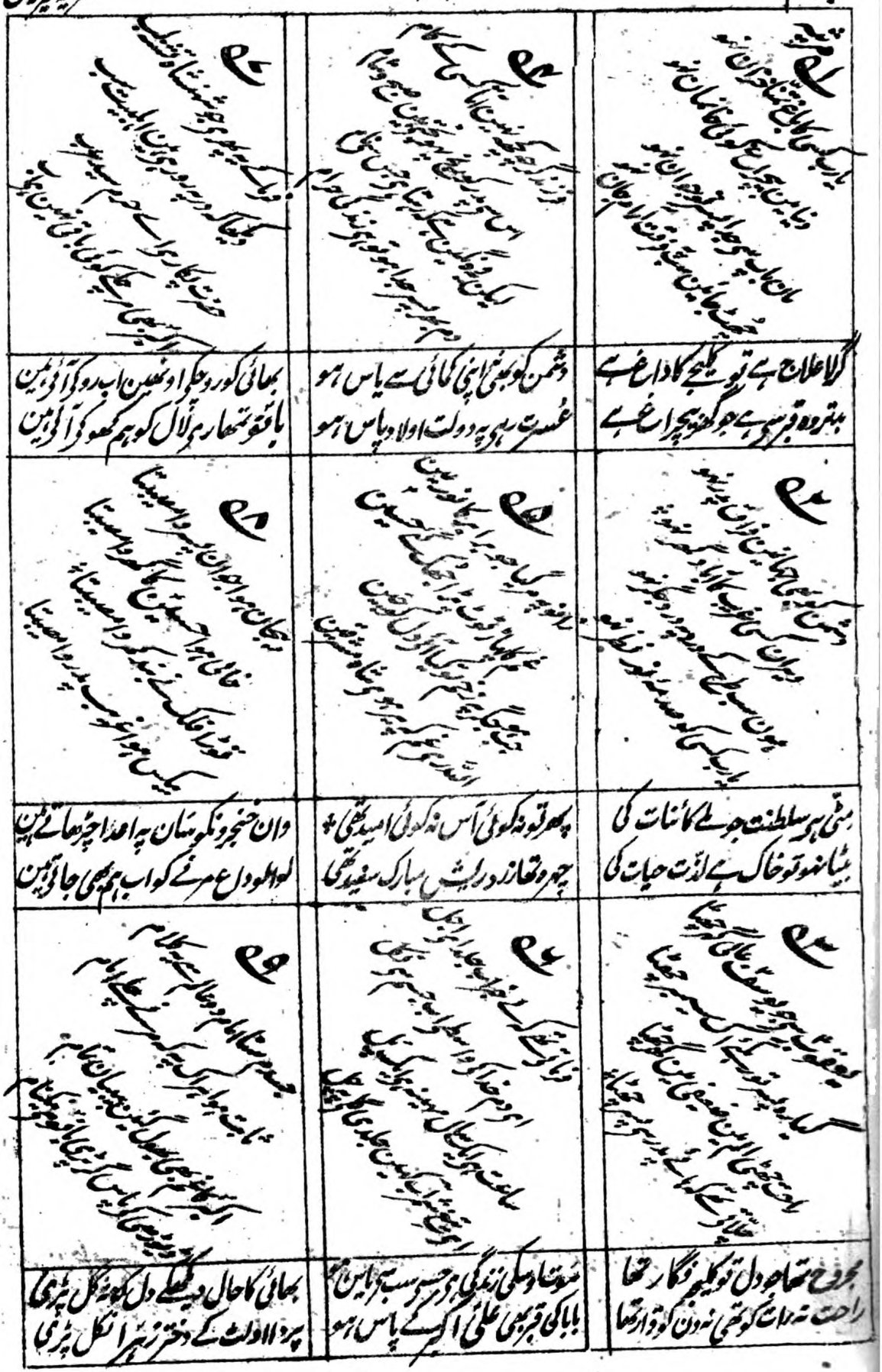
۱۱۶

۱۱۷

۱۱۸

۱۱۹

۱۲۰



مجروح تھا جو دل تو کلیجہ فگار تھا
راحت نہ رات کو تھی نہ دن کو قرار تھا

مرتا تو سلمیٰ زندگی ہر حسن سب ہیں پاس ہو
بابا کی قبر بھی علی اکبر کے پاس ہو

بھائی کا حال دیکھ کے دل کو نہ کل پڑی
پروا الوداع کے دختر زہرا نکل پڑی

۱۵۶

تھی خاکِ سجدہ گاہ جبین پر حسین کی
آنکھیں کھلی تھیں فاطمہ کے نورِ عین کی
ہونٹوں پہ مسکراہٹ شیریں تھی لب بستہ
دانتوں میں تھی دبی ہوئی انگشتِ دست راست
اور دشمنوں کے حق میں یہ نیرنگیِ قضا
یہ شان تھی کہ ہیبتِ حق تھی عیاں سراسر
نظارہ کر رہا تھا یہ عالم جناب سرور

۱۵۷

خنجر گلے پہ سینے پہ قاتل سوار تھا
اس جبر میں بہن مرا کیا اختیار تھا
بیٹی تری شہید برادر کے ساتھ ہوں
تو جا کے ڈھونڈ لاش کو میں سر کے ساتھ ہوں
آئی صدا کہ صبر کا موقع یہ صبر ہے
بیٹی ہے صبر باپ کا صابر پدر ہے

۱۵۸

آنکھوں نے پھیر لی نگہِ التفات بھی
ہونٹوں پہ خشک ہو گئی تھی مہرِ سکوت بھی
بیٹی تری شہید برادر کے ساتھ ہوں
تو جا کے ڈھونڈ لاش کو میں سر کے ساتھ ہوں
آئی صدا کہ صبر کا موقع یہ صبر ہے
بیٹی ہے صبر باپ کا صابر پدر ہے

۱۵۹

آنکھوں نے پھیر لی نگہِ التفات بھی
ہونٹوں پہ خشک ہو گئی تھی مہرِ سکوت بھی
بیٹی تری شہید برادر کے ساتھ ہوں
تو جا کے ڈھونڈ لاش کو میں سر کے ساتھ ہوں
آئی صدا کہ صبر کا موقع یہ صبر ہے
بیٹی ہے صبر باپ کا صابر پدر ہے

۱۶۰

آنکھوں نے پھیر لی نگہِ التفات بھی
ہونٹوں پہ خشک ہو گئی تھی مہرِ سکوت بھی
بیٹی تری شہید برادر کے ساتھ ہوں
تو جا کے ڈھونڈ لاش کو میں سر کے ساتھ ہوں
آئی صدا کہ صبر کا موقع یہ صبر ہے
بیٹی ہے صبر باپ کا صابر پدر ہے

۱۶۱

آنکھوں نے پھیر لی نگہِ التفات بھی
ہونٹوں پہ خشک ہو گئی تھی مہرِ سکوت بھی
بیٹی تری شہید برادر کے ساتھ ہوں
تو جا کے ڈھونڈ لاش کو میں سر کے ساتھ ہوں
آئی صدا کہ صبر کا موقع یہ صبر ہے
بیٹی ہے صبر باپ کا صابر پدر ہے

۱۶۲

آنکھوں نے پھیر لی نگہِ التفات بھی
ہونٹوں پہ خشک ہو گئی تھی مہرِ سکوت بھی
بیٹی تری شہید برادر کے ساتھ ہوں
تو جا کے ڈھونڈ لاش کو میں سر کے ساتھ ہوں
آئی صدا کہ صبر کا موقع یہ صبر ہے
بیٹی ہے صبر باپ کا صابر پدر ہے

نہیں زمین بھی مورد لطف و کرم زمین
یہ سب کے سب صراط پہ ثابت قدم رہیں

ثابت ہوا مجھے کہ اجل اب قریب ہے
کہدو ابھی ہو دور کہ زینب قریب ہے

نانور کہا جو چھاتی پہ زہرا کی جا کی
دہنی طرف سے آئی صدا ہائے ماں کی

اب حشر ہوگا اس جگر پاش پاش پر
سر کھولے زینب آتی ہے بھائی کی لاش پر

بھائی کے مرتے وقت بہن کا گذر نہ ہو
یوں فوج کر مجھے کہ کسی کو خبر نہ ہو

ذرہ قمر سے دست و ازار کو چھوڑ دی
صدقہ نبی کا میری نمازی کو چھوڑ دی

خلعت لے اسپ لے کہ شہا ہوا لے
تن سے سر حسینؑ کو جلدی اوتار لے

خنجر سے فیج جان و دل فاطمہؑ ہوا
جسجا تھی قتل گاہ وہیں خاتمہ ہوا



وعدہ ہے خونبہا نہ بھرنے کا رب قدیر سے
بیتاب بچا نہ مجھے تیغ و تیر سے

برسوں چڑھی پہ دل سے ہوا وار کا نہیں
تقصیر پر بھی آپ نے مارا کبھی نہیں

نکلی رکاب پاے شہ مشرقین سے
گھوڑے پہ اب تھما نہیں جاتا حسین سے

عادل کا سامنا ہے شہ مشرقین کو
مارا ہو گر کبھی تو بجل کر حسین کو

نیزہ لگے جو تن پہ حسین دلیر کے
بستی نجف کی ہل گئی نعرہ سنے شیر کے

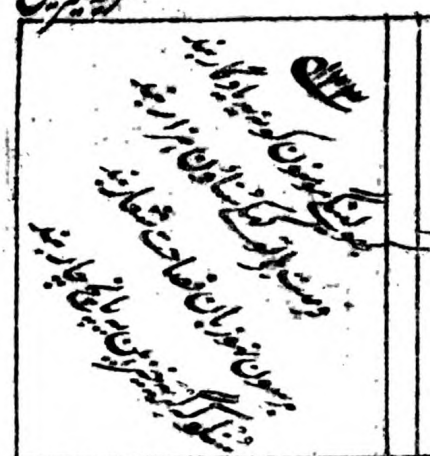
گر پڑتے ہیں زمین پہ کبھی گہ سنبھلتے ہیں
جھک جھک کے موڈھے سے خونکی بوندیں ابلتے ہیں

پھر ایک بار لیجیو پیارا حسین کو
امن و امان و جناح چھوڑ نہ آقا حسین کو

تیغوں سے جسم سبز عمامے کے کٹ گئے
گردن سے دوش و جناح کی جھک کر لپٹ گئے

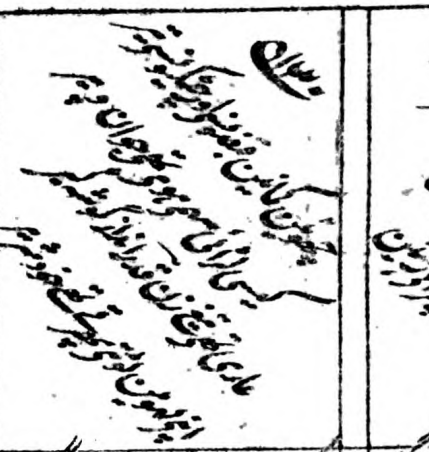
لبتک دہن سے بات بھی دقت سے آتی ہے
طاری ہر ضعف یہ کہ زباں لڑکھڑاتی ہے

۱۳۲



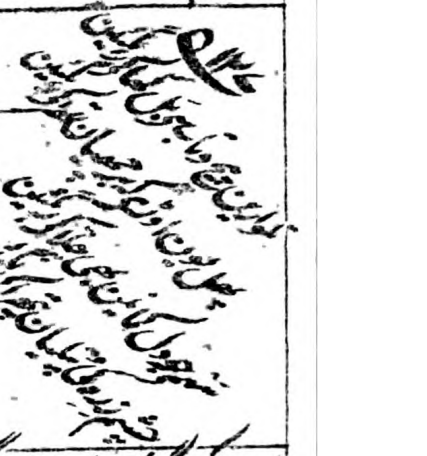
ڈھالوں کے رنگ خون سے کافور ہو گئے
چاروں طرف کے شیشۂ دل چور ہو گئے

۱۳۳



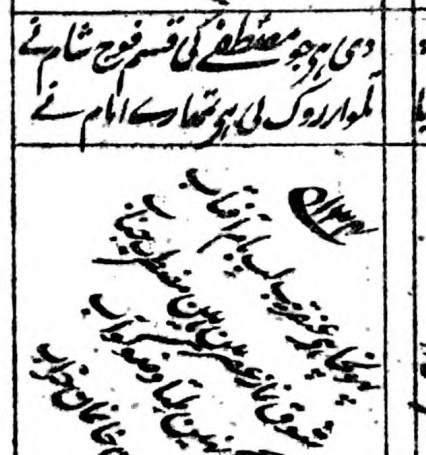
لشکر سیہ پہ خون کا جو پانی ہو گیا
مارے خوشی کے تیغ کا موتھ لال ہو گیا

۱۳۴



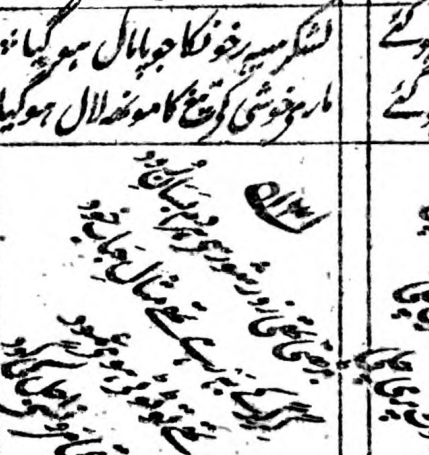
دی ہے جو مصطفےٰ کی قسم فوج شام نے
تلوار روک لی ہے تمہارے امام نے

۱۳۵



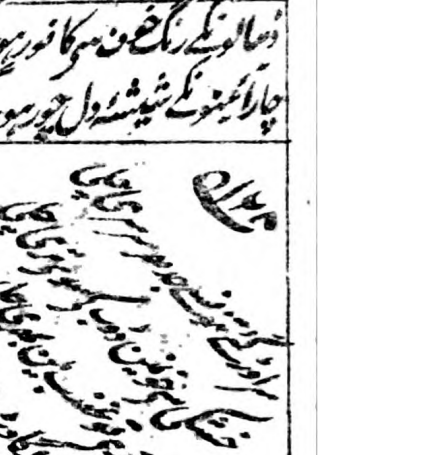
خنجر اوفعیں کے اوڑ کا لہو چاٹنے لگے
دیوانے آپ اپنے گلے کاٹنے لگے

۱۳۶



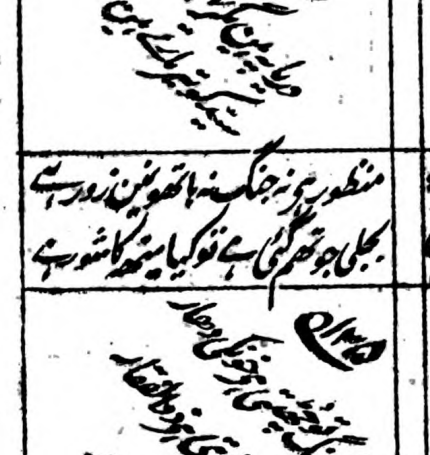
تھمتی تھی جو تیغ شہ مشرقین کی
جنگل میں شور تھا کہ دوہائی حسینؑ کی

۱۳۷



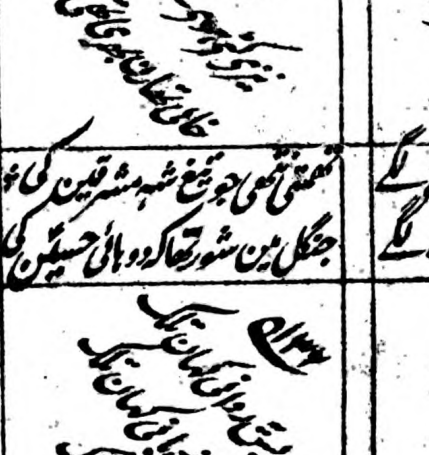
منظور ہے نہ جنگ نہ ہاتھوں میں زور ہے
بجلی جو تھم گئی ہے تو کیا مینھ کا شور ہے

۱۳۸



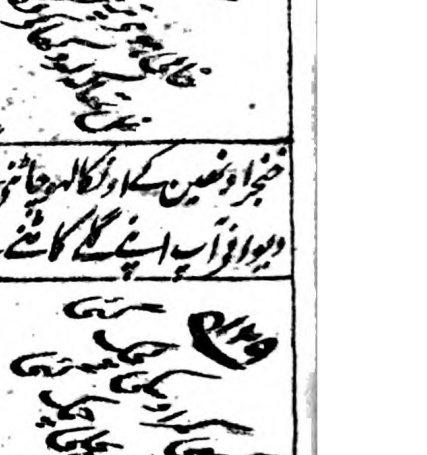
برسو نہ اس ترنگ سے بادل پہاڑ کے
قربان ذوالفقار تری گھاٹ باڑھ کے

۱۳۹



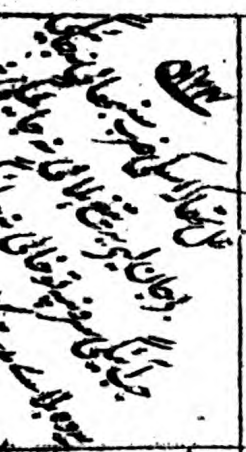
خنجر ہے اور گلو ہے شہ مشرقین کے
خاموش ہو یہ وقت نہیں ہے حسینؑ کے

۱۴۰



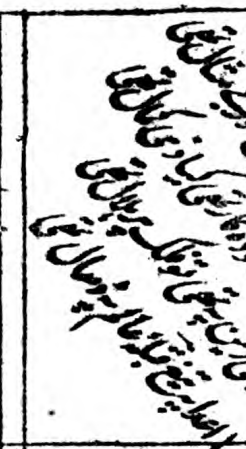
کب تک دغا حسینؑ کا دل دردمند ہے
اے ذوالفقار صبر خدا کو پسند ہے

۱۱۸



خونِ عدو سے کیست کبھی یوں سنچا تھا
سیفی اولٹ پڑی ابھی چلّہ کھنچا تھا

۱۱۹



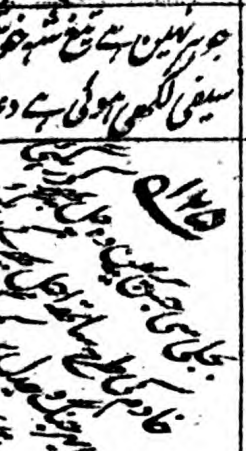
آگے ہی سپر سے بھی کچھ رزم گاہ مین
حمزہ کی ڈھال بھی تھی اوسی کی پناہ مین

۱۲۰



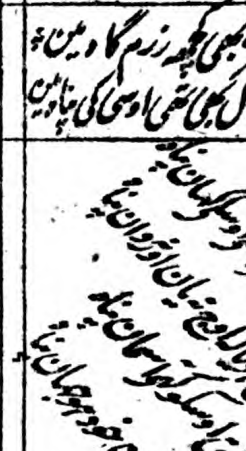
جوہر نہین ہے تیغ شہ خوشخصال پر
سیفی لکھی ہوئی ہے دعاے ہلال پر

۱۲۱



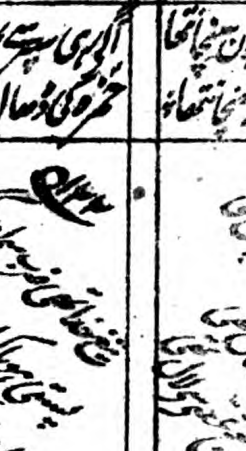
پکڑا گلا تو سانس نہ دشمن سے لی گئی
دریا پہ جسکو پایا لہو اوسکا پی گئی

۱۲۲



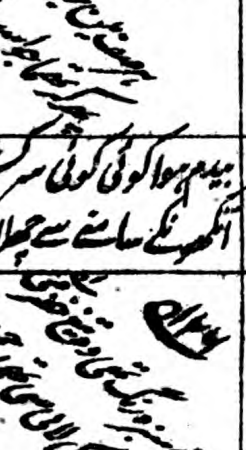
نصرت بھی اک لقب ہے تیغ دوسر کا تھا
برسون سے اوسکی پشت پہ یہ ظفر کا تھا

۱۲۳



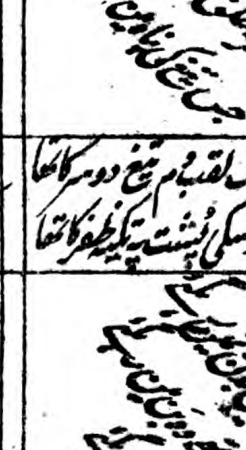
بیدم ہوا کوئی کوئی سرکش کچل گیا
آنکھون کے سامنے سے چھلاوا نکل گیا

۱۲۴



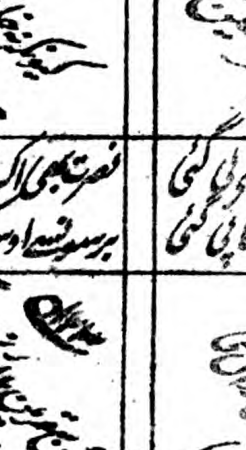
جیتا تو سامنے سے کوئی کم نکل گیا
مونھ اوسکا جسنے دیکھ لیا دم نکل گیا

۱۲۵

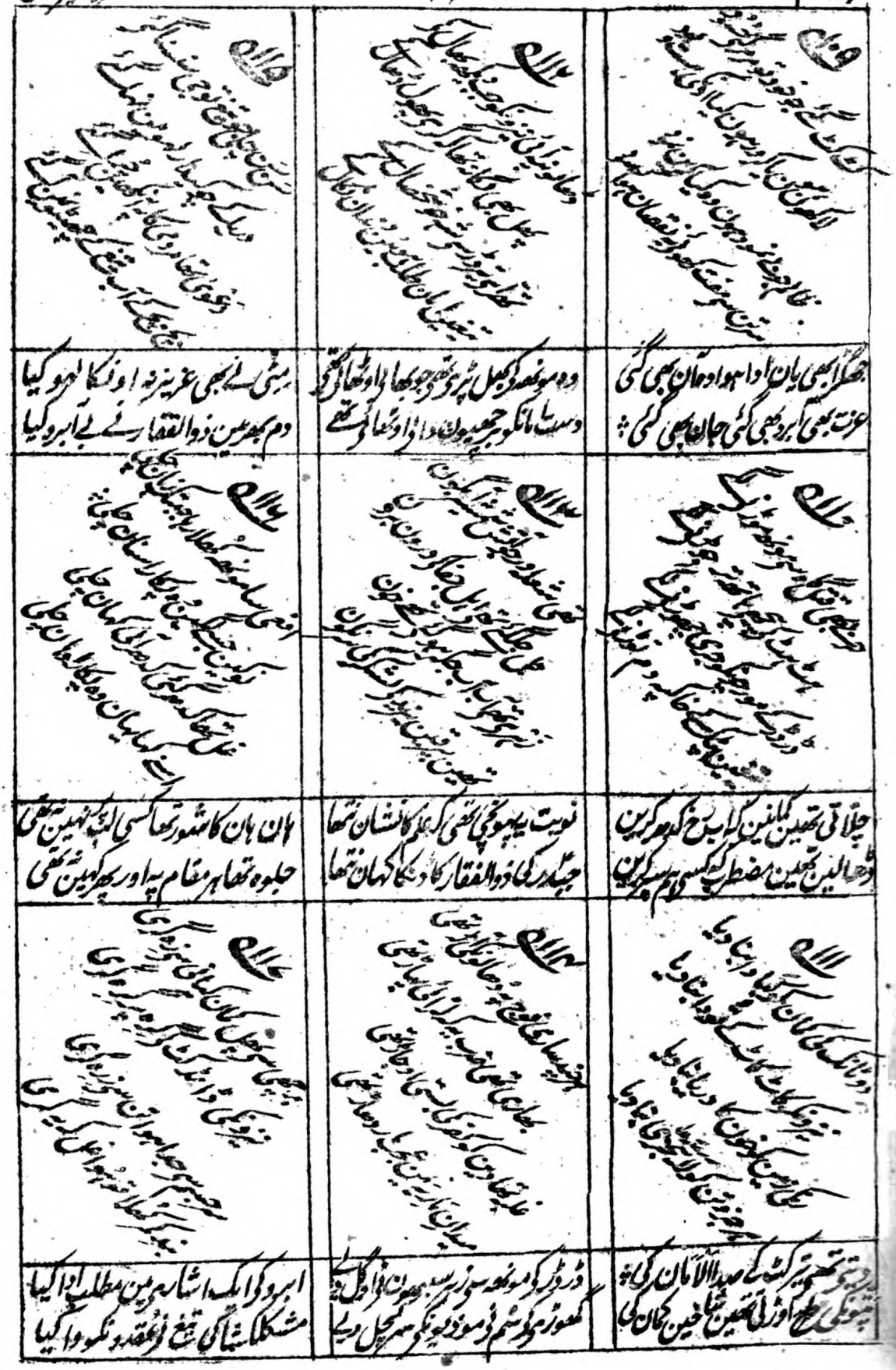


دوزخ مین سر اوٹھا کے کب اژدہا رہے
اسکے دہن پہ تیغ تبر آسوار ہے

۱۲۶



برسون رہی بغل مین شہ مشرقین کی
جھیلے ہوے لڑائیان بدر و حنین کی



اوس تیغ جانستاں سے فقط سر قلم نہ تھے اللہ رے تفرقہ کہ عناصر بہم نہ تھے	سرکش سب اک دم مین نگونسار ہو گئے لشکر سرونکے کھیت مین انبار ہو گئے	صدمہ غضب کا ہوتا ہے دوزخ مین جان پر تلخی اجل کی رہتی ہے برسون زبان پر
اپنا جدا تھا خاک پہ ہر عضو بے خبر ہر ایک تھا قضا کے برابر قضا کے بعد	دل پر جو صدمے تھے وہ ہوئے دل ہی مین فنا ہر زخم کا نشان تھا پیکان کے بعد	لاشے پہ لاش گرتی تھی میدان کربلا مین کیا کیا نہ آج خاک پہ انسان کربلا مین
پیدا ہوئے تھے نار مین جانے کے واسطے اک آگ رہ گئی تھی جلانے کے واسطے	اس نار سے چمکتی ہوئی راس دھج گئی کیا عد کی بساط ہے بجلی تڑپ گئی	اوپر تلے جو کشتے لگے انبار باقی تھی گنتی کو بار بار اجل بھول جاتی تھی
کہتی تھی گر چہ پیٹ کا بھرنا محال ہے ہان پی لو جو ہر وکہ لہو یہ حلال ہے	یون سج کے فوج کین مین حسین ذی حشم گئے دیکھا ہو گر کبھی صف اعدا ہو مین شیر کو	سلطان دین کی پاؤن پہ سر کٹ کے گر پڑا تن مارے ڈر کے چند قدم ہٹ کے گر پڑا

۹۱

فریاد و استغاثہ کو کب مانتی ہیں یہ
سیدکی قاتلوں میں پہچانتی ہیں یہ

۹۲

شمشیر بادشاہ سلیمان بساط تھی
کیا تھمتے کافروں کے قدم وہ صراط تھی

۹۳

پہونچے یہ وان اجل کا بھی جسجا گذر نہو
لوہو کو کھائے یوں کہ زبان کو خبر نہو

۹۴

فریاد و استغاثہ کو کب مانتی ہیں یہ
سیدکی قاتلوں میں پہچانتی ہیں یہ

۹۵

شمشیر بادشاہ سلیمان بساط تھی
کیا تھمتے کافروں کے قدم وہ صراط تھی

۹۶

پہونچے یہ وان اجل کا بھی جسجا گذر نہو
لوہو کو کھائے یوں کہ زبان کو خبر نہو

۹۷

گنہ کہ جواب ہے کوئی دم بند سب کے ہیں
غل تھا کہ ذوالفقار کے قبضہ غضب کے ہیں

۹۸

ڈر ڈر کے جو سوار گرے وہ مرے گرے
صف پر گری جو صف تہ و بالا زبر گرے

۹۹

دریائے خون فرات کے ساحل پہ بہ گئے
وہ پار اور تر گئے یہ اسی گھاٹ رہ گئے

۱۰۰

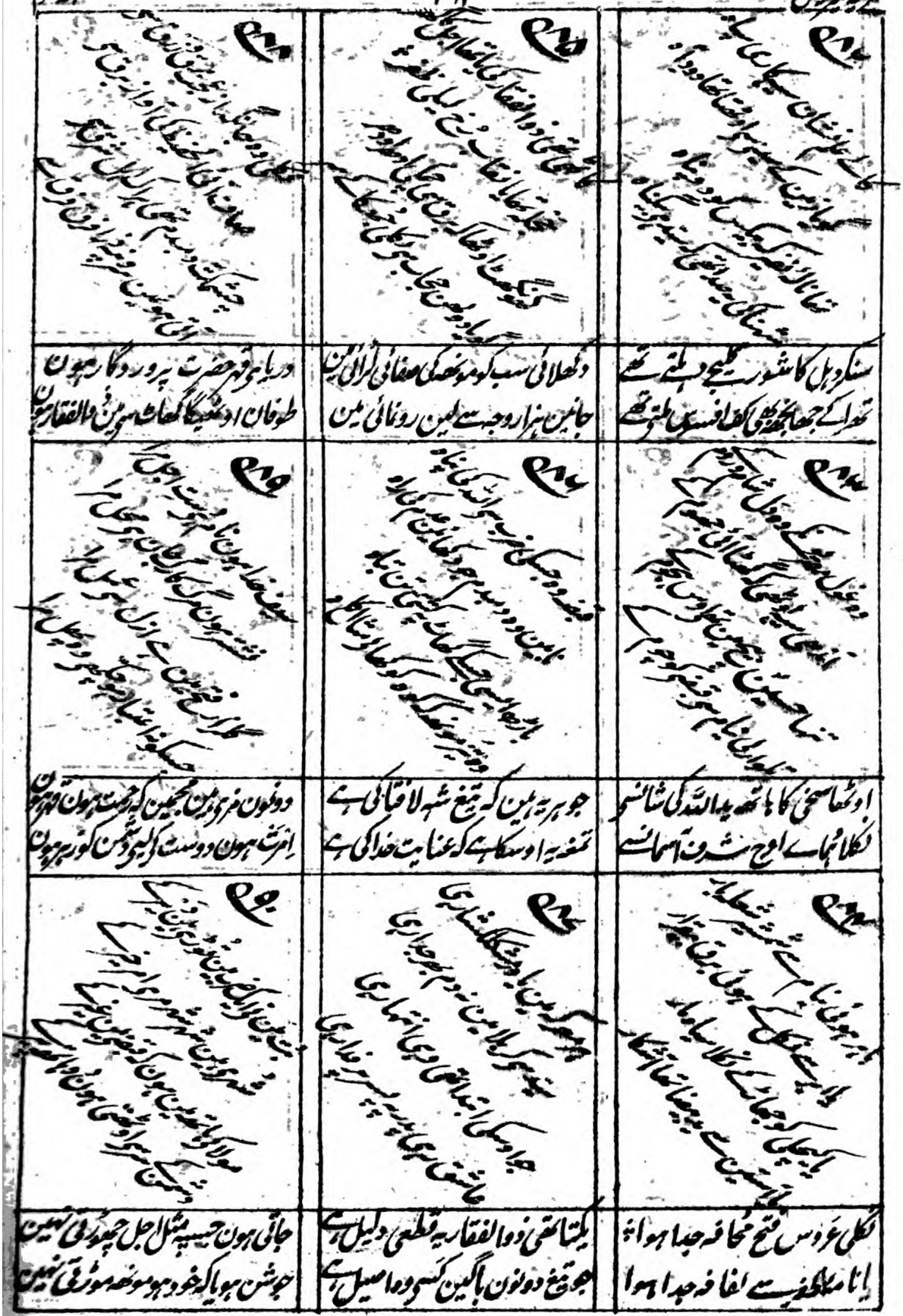
پھر حشر تھا جو رحم نہ آئے حضور کو
یوں فرق سے جدا کیا تھا سر فیل صور کو

۱۰۱

اوچھا بھی وار گر کسی دشمن کو لگ گیا
تن جا رہا ترپ کے الگ سر الگ گیا

۱۰۲

یوں فرق پر چڑھی رہی اہل خلاف کے
مرکز کے جسطرح سے قدم مرد کاف کے



سنکر دہل کا شور کلیجے دہلتے تھے
تھرا کے جھانجھ بھی کف افسوس ملتے تھے

دکھلائی سب کو موضع کی صفائی لڑائی میں
جانیں ہزار وجہ سے لیں رونمائی میں

دریا ہو قہر حضرت پروردگار ہوں
طوفان اور مگیکا گھاٹ سے میں ذوالفقار ہوں

اوٹھا سخی کا ہاتھ ید اللہ کی شان سے
نکلا نمائے اوج شرف آسمان سے

جوہر یہ ہیں کہ تیغ شہ لافتا کی ہے
تمغہ یہ اوسکا ہے کہ عنایت خدا کی ہے

دونوں فریق میں مجھین کہ رحمت ہوں قہر ہوں
اٹرش ہوں دوست کی لیے دشمن کو زہر ہوں

نکلی عروس فتح محافہ جدا ہوا
یا ماہ چودھویں سے لفافہ جدا ہوا

یکتا تھی ذوالفقار یہ قطعی دلیل ہے
جو تیغ دونوں باگیں کسے وہ اصیل ہے

جاتی ہوں جسپہ مثل اجل چھوٹتی نہیں
جوشن ہو یا کہ خود ہو سپر موڑتی نہیں





کچھ دن جو میری پاس رہی مستعار تھے
یہ لال صاحب امانت پروردگار تھے

بجلی سی تیغ کوندتی تھی کس جوان کی
آتی تھی کس طرف سے صدا الامان کی

زہری ہو ہو جواب تھے ایمان کی چاہ کی
آفت لگی کمین سے صدا الاماں کی

بالائے دوش سال تھی قبضے پہ ہاتھ تھا
خیبر میں کون شیر الٰہی کے ساتھ تھا

کیسوں کی مہ رویوں کی دو بائی بھی یاد ہے
صفین میں صفوں کی صفائی بھی یاد ہے

باہر کمین گاہ سے آئے عجب عز و جاہ سے
غل تھا کہ نکلے یوسف صدیق چاہ سے

زور خدا تھا دست علی میں جو حول میں
دو کر دیا تھا عمر کے قامت کو طول میں

لشکر جنوں کا خوف سے بیتاب ہو گیا
دہشت سے آگ کا بھی جگر آب ہو گیا

شعلے رہے نہ سانپ نہ دو اژدہے رہے
دو تین روز چاہ میں کیا جانے کیا رہے

۵۵

جھوٹا کیا پسر کو جناب بتول نے
نافہم خود غلط ہوئے قرآں کو بھول کے

۵۶

سر سے کیا جُدا بدن سے تن ہر رسول کے
تلوار رکھ لیا یزید کے لشکر کی تیز ہیں

۵۷

تن خاک ہو تو ہو پہ محبت نہ جائے گی
تیرے ہی سر چڑھا ہو تو سر بھی قبول ہے

۵۸

جو یاد پسر کو صورت یعقوب رو گئے
غلبہ ہے کس کی فوج کا مغلوب کون ہے

۵۹

قدسی درود بھیجتے ہیں لاکھ شان پر
تن خاک میں زمین پہ سر آسمان پر

۶۰

کیا کیا گل مراد مرے ہاتھ آئے ہیں
باغ جہاں میں آکر یہ پھل کس نے پائے ہیں

۶۱

تن خاک ہو تو ہو پہ محبت نہ جائے گی
تیرے ہی سر چڑھا ہو تو سر بھی قبول ہے

۶۲

مٹی ہو یا کہ خرقۂ ہو تن پاک کے تلے
اللہ آبرو کو رکھے خاک کے تلے

۵۱

کردن جو قبلہ رو تھی رہِ ے نماز میں
ظاہر یہ تھا کہ ذبح ہوے ہیں نماز میں

قوت تمھیں دکھاتا ہوں اس چشم وار کی
گو کوندتی ہے برق غضب ذوالفقار کی

عرصہ فقط ہے چند نفس کا اخیر ہوں
اکبر سا نوجوان نہ رہا میں تو پیر ہوں

۵۲

سایہ کسیطرح کا بجز آسمان نہ تھا
سید کی لاش کا بھی کوئی پاسبان نہ تھا

تو کونسے ہر جھپوٹے مجھے روکتے نہیں
شیر خدا کے شیر کو اب ٹوکتے نہیں

آباد گھر جہاں میں کوئی یوں لٹا نہ تھا
احقر کو دیکھو دودھ بھی جسکا چھٹا نہ تھا

۵۳

کیا غم نہیں ہے کونسا رنج و الم نہیں
صدمے یہ ہیں یہ کیفیت و ماتم نہیں

اک بن کے حقیر ہوں رب غفور کا
موہ سے کبھی نہ نکلے گا کلمہ غرور کا

کھیتی سب اونکی مرنے سے بیضور ہو گئی
رنگ اور گیا گلوں کا ہوا آور ہو گئی

۳۶
کہا اس مین ان نے دنیا کی بقا نہ دین حق
ہوا واضح اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ثابت اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ظاہر اس سے مین اسما کا فوق

لب مسکرا کے کو ہر یکتا دکھاتے ہین
ثمرن در نجف کی سیجا دکھاتے ہین

۳۷
بحر مصطفی کی ہار مین در عدن مین
ہوئے جمع عید پر نبوت کے حسین مین
سجود کبھی نشان پہ پا کے نبی کے
صادق ہین یہ حسین صبیح کے یقین مین

ابرو بھی ہین جھکے ہوئے راز و نیاز مین
بیشک دو رکعتین ہین سحر کی نماز مین

۳۸
کہا اس مین ان نے دنیا کی بقا نہ دین حق
ہوا واضح اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ثابت اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ظاہر اس سے مین اسما کا فوق

فتح و ظفر کو تیغ کے سر مول لیتے ہین
ناخن ہین یا نہون پہ گرہ کھول لیتے ہین

۳۹
عالم آسمان و زمین جسم و روح کا نور
کون و مکان مین محیط بحر کرم کا نور
سمٹا ہے آسمان و زمین جس کے قدم کا نور
دیکھا ہے کس نے کس کی ابد تک کا نور

عکس رخ جناب ہی سب فیض یاب ہین
ذرے ہی چمک کے کہتے ہین ہم آفتاب ہین

۴۰
کہا اس مین ان نے دنیا کی بقا نہ دین حق
ہوا واضح اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ثابت اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ظاہر اس سے مین اسما کا فوق

دل اسطرح ہی سینۂ شاہ شہید مین
یاسین جسطرح ہے کلام مجید مین

۴۱
کہا اس مین ان نے دنیا کی بقا نہ دین حق
ہوا واضح اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ثابت اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ظاہر اس سے مین اسما کا فوق

خنجر سے وہ گلو ہی مبارک جو کٹ گیا
حیرت ہی کیون ورق سے زمین کا الٹ گیا

۴۲
کہا اس مین ان نے دنیا کی بقا نہ دین حق
ہوا واضح اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ثابت اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ظاہر اس سے مین اسما کا فوق

قرآن سا مجید بخلف سے مبارکا
صندوق علم جس مین گیا حلم کا مقام
قرآن مین ہے ذکر ابراہیم کا کلام
لازم ہے سب کو محفل اسما مین احترام

دل اسطرح ہی سینۂ شاہ شہید مین
یاسین جسطرح ہے کلام مجید مین

۴۳
کہا اس مین ان نے دنیا کی بقا نہ دین حق
ہوا واضح اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ثابت اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ظاہر اس سے مین اسما کا فوق

پہلے ثنائے چاہ ذقن لور قمر کرین
زمزم سے غسل کر کے طواف حرم کرین

۴۴
کہا اس مین ان نے دنیا کی بقا نہ دین حق
ہوا واضح اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ثابت اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ظاہر اس سے مین اسما کا فوق

یہو بچا خیال بات خفی بھی جلی ہوئی
سانچے مین نور کے ہین شمعین ڈھلی ہوئی

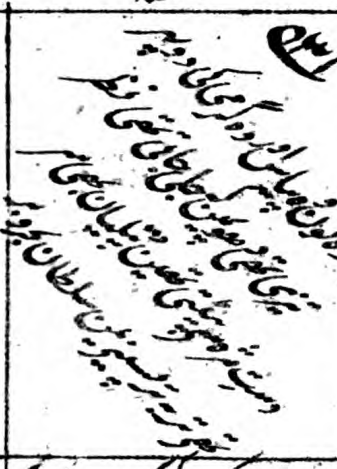
۴۵
کہا اس مین ان نے دنیا کی بقا نہ دین حق
ہوا واضح اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ثابت اس سے مین اسما کا فوق
ہوا ظاہر اس سے مین اسما کا فوق

انصاف کا مقام ہے اے خنجر خدا مدار
دو صدر پاک ظلم کے آگے ہون ذبح ہو نثار
جب سر کٹا کے اور ہو تن بے سر کا وار
سینہ پہ کیون نہ ہو ستم و جور کا شکار

گرمی مین مان بچا ہے جسے تن کی بھاپ سے
دو پسلیان شکستہ ہون گھوڑون کی ٹاپ سے

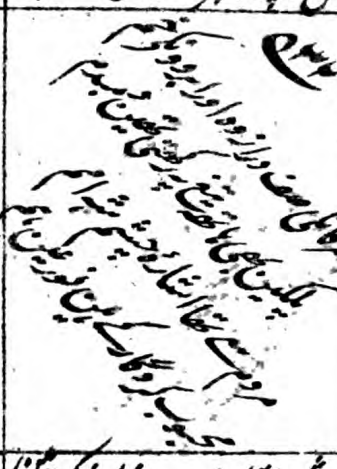
۱ شطوط یعنی کاشت
۲ اوطوان سی توڑا
۳ + + + +

۲۸



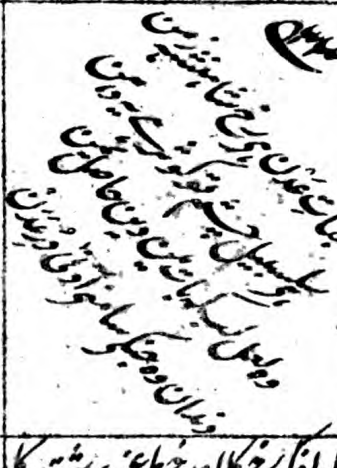
تھا سب پہ اوج دوش نبی کے سوار کو
تولی ہوئی تھے مثل علی ذوالفقار کو

۲۹



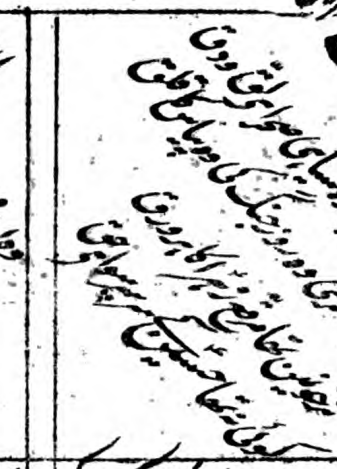
ابرو کو خم کو دیکھ کے تیغیں بھی تھک گئیں
پتلی ادھر ملی کہ صفیں واں الٹ گئیں

۳۰



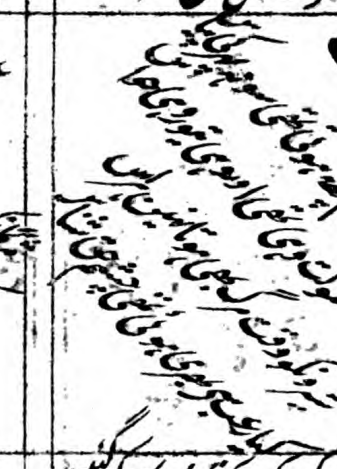
بجلی جو کوندجاتی ہی چہرے کے نور سے
حوریں نثار ہوتی ہین ہنسنے کے طور سے

۳۱



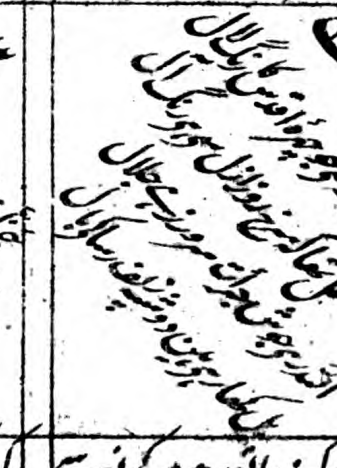
قطرہ عرق کے دیکھکے رو ہی جناب پر
غل تھا پڑی ہی اوس گل آفتاب پر

۳۲



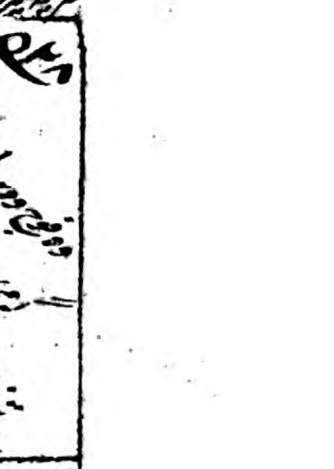
روشن تھا رخ سواد خط مشکبار مین
تھا فرق بال بھر کا حلب اور نثار مین

۳۳



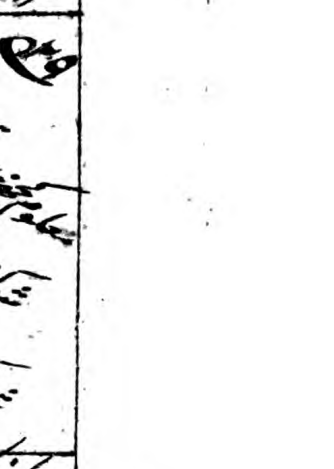
جنت عدن کا ہی خط مشکبار مین
دولعل لب ہین اور دہن ذوالفقار مین

۳۴



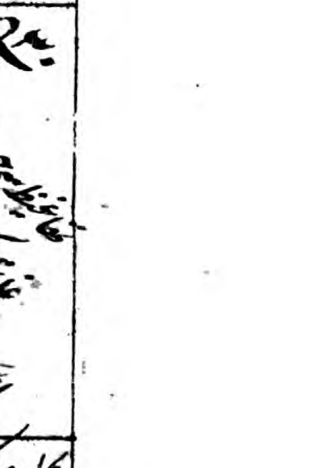
لاریب فیہ مصحف ناطق کے جائے ہین
رخسار پاک ہاتھ مین قرآن اوٹھائے ہین

۳۵



راقم نے جن لبون کو جواہر رقم کیا
اوس لعل لب پہ سنگ لگائے ستم کیا

۳۶



دریا پہ تشنہ کام شہ نیک خو رہے
پانی کی پھر جہان مین خاک آبرو رہے

۱۹

فرمان پر ہے نام کسی کے وہ ذوالجلال
صدقے گئی جلال کے اس سے یہ ہے جمال
حاجت روا و فکر رس و مشکل کشا ہے یہ
ہر بیکسی کے حضور سے بندہ روا ہے یہ

مولا قسم ہے آپ کو خیر الانام کی
لیجے گا قبر میں خبر آکر غلام کی

۲۰

امید نے فضا میں کیا ضبط جس گھڑی
نکلی دعا نہ منہ سے کہ لاحول ہو گئی
سختی سے آشنا نہ ہوئی بیکسی کے ساتھ
آقا جہاں گیا یہ گیا مرتے دم تلک

ہوگی اگر زبان کو طاقت کلام کی
چلاؤں گا میں خود کہ دوہائی امام کی

۲۱

مطلع دوم

ہر گل حدیقۂ ایمان حسین کا
تازہ ہے جس سے روح دو عالم میں حسین کا
زائر بنی کا رحل و قمر ان حسین کا
پانی ملا جسے وہ ہے مہمان حسین کا

تھا جس گلے کا نور فزوں ماہتاب سے
وہ خشک حلق تر ہوا خنجر کی آب سے

۲۲

سنتے ہی کان میں صفت خاک آستانہ
دولا کھا بن ظلم اور اک سیاہ خانہ
شش ماہہ بیکسی کا وہ سالار بے پناہ
زانوئے شرم سر سے نہ اٹھا تا دم تلک

صحرا ہے کربلا میں ہوا کیا بری چلی
خاکہ تھا تیسرا کہ گلے پر چھری چلی

۲۳

عاشق رخ حسین کا گلزار باغ کا
بلبل گلی کا گل چمن زار باغ کا
جان علی کا سونا الم کار باغ کا
دل بخش تھا تمام وفادار باغ کا

ہوتا تھا جو نثار قدم پر امام کے
رہجاتے تھے حسین گلے کو لگا کے

۲۴

مطلع سوم

ہے ہے حسین کا گلہ کٹتا ہے بیس میں
طاقت نہ تھی کلام کی اب اس برس میں
شکر خدا کہ آپ سے اپنے نہ بس میں
سر دے دیا رضا پہ قضا کے برس میں

سب گھر لٹا دیا تھا فقط اپنی بات پر
مولا نثار تیری رضا کے ثبات پر

۲۵

آیا جو وقت ذبح تو ہنس کر کہا حسین
اے تیر تو بھی ہم سے ہے مہمان آج کل
اک دن تھا اس گلے پہ ترا بھی گلا حسین
تیرے لیے بنی ہے یہ قربان آج کل

دیکھا جو منہ سہ دودھ کا اور کلے صغیر کو
اپنے جگر سے کھینچ لیا آپ تیر کو

۲۶

ہر گل حدیقۂ ایمان حسین کا
تازہ ہے جس سے روح دو عالم میں حسین کا
زائر بنی کا رحل و قمر ان حسین کا
پانی ملا جسے وہ ہے مہمان حسین کا

تھا جس گلے کا نور فزوں ماہتاب سے
وہ خشک حلق تر ہوا خنجر کی آب سے

۲۷

سنتے ہی کان میں صفت خاک آستانہ
دولا کھا بن ظلم اور اک سیاہ خانہ
شش ماہہ بیکسی کا وہ سالار بے پناہ
زانوئے شرم سر سے نہ اٹھا تا دم تلک

صحرا ہے کربلا میں ہوا کیا بری چلی
خاکہ تھا تیسرا کہ گلے پر چھری چلی

۲۸

عاشق رخ حسین کا گلزار باغ کا
بلبل گلی کا گل چمن زار باغ کا
جان علی کا سونا الم کار باغ کا
دل بخش تھا تمام وفادار باغ کا

ہوتا تھا جو نثار قدم پر امام کے
رہجاتے تھے حسین گلے کو لگا کے

۲۹

مطلع سوم

ہے ہے حسین کا گلہ کٹتا ہے بیس میں
طاقت نہ تھی کلام کی اب اس برس میں
شکر خدا کہ آپ سے اپنے نہ بس میں
سر دے دیا رضا پہ قضا کے برس میں

سب گھر لٹا دیا تھا فقط اپنی بات پر
مولا نثار تیری رضا کے ثبات پر

۳۰

آیا جو وقت ذبح تو ہنس کر کہا حسین
اے تیر تو بھی ہم سے ہے مہمان آج کل
اک دن تھا اس گلے پہ ترا بھی گلا حسین
تیرے لیے بنی ہے یہ قربان آج کل

دیکھا جو منہ سہ دودھ کا اور کلے صغیر کو
اپنے جگر سے کھینچ لیا آپ تیر کو

۳۱

مطلع دوم

ہر گل حدیقۂ ایمان حسین کا
تازہ ہے جس سے روح دو عالم میں حسین کا
زائر بنی کا رحل و قمر ان حسین کا
پانی ملا جسے وہ ہے مہمان حسین کا

تھا جس گلے کا نور فزوں ماہتاب سے
وہ خشک حلق تر ہوا خنجر کی آب سے

۳۲

سنتے ہی کان میں صفت خاک آستانہ
دولا کھا بن ظلم اور اک سیاہ خانہ
شش ماہہ بیکسی کا وہ سالار بے پناہ
زانوئے شرم سر سے نہ اٹھا تا دم تلک

صحرا ہے کربلا میں ہوا کیا بری چلی
خاکہ تھا تیسرا کہ گلے پر چھری چلی

۳۳

عاشق رخ حسین کا گلزار باغ کا
بلبل گلی کا گل چمن زار باغ کا
جان علی کا سونا الم کار باغ کا
دل بخش تھا تمام وفادار باغ کا

ہوتا تھا جو نثار قدم پر امام کے
رہجاتے تھے حسین گلے کو لگا کے

۳۴

مطلع سوم

ہے ہے حسین کا گلہ کٹتا ہے بیس میں
طاقت نہ تھی کلام کی اب اس برس میں
شکر خدا کہ آپ سے اپنے نہ بس میں
سر دے دیا رضا پہ قضا کے برس میں

سب گھر لٹا دیا تھا فقط اپنی بات پر
مولا نثار تیری رضا کے ثبات پر

۳۵

آیا جو وقت ذبح تو ہنس کر کہا حسین
اے تیر تو بھی ہم سے ہے مہمان آج کل
اک دن تھا اس گلے پہ ترا بھی گلا حسین
تیرے لیے بنی ہے یہ قربان آج کل

دیکھا جو منہ سہ دودھ کا اور کلے صغیر کو
اپنے جگر سے کھینچ لیا آپ تیر کو

۱۰
کیا وصف کرے کوئی ماہان کا
کیا ہو سکے ایسی زبان کا
طالع ہو جسے سیر ماہان کا
ذرہ کہ ہوا مہر درخشان کا
نسبت کیا ذرہ کو مہر تاباں کا

۱۱
یہ شہر کہ جنت کے شرف بیچتا ہے اس پر
پانچوں حواس آپ یہاں بیچو اس پر

۱۲
ہاتھی پہ جو بیٹھے ہوئے شہ ملک و ماہ
ہے ایک کلہ پر زر و تورل کا کلاہ
لغزش یہاں خطا ہے تعلی ہے یاں گناہ
لغزش ہے یاں ہزار کو قدم کو قدم پہ راہ

۱۳
کیا کیا کہا نجائیگا کیا کیا نہ کہیگے
سالک ہزار رہا اسی منزل میں رہیگے

۱۴
آئینہ جلالت محبوب ذوالجلال
تصویر شوکت اسد حق ذوالجلال
فخر جہاں حسن تعشق شہ ابوالمعالی
کیا کچھ نہ تھا جو تجھ سا نہ ذوالجلال

۱۵
دنیا ہو یا بہشت ہو فیض انکا عام ہے
طوبیٰ اسی نہال کے سایہ کا نام ہے

۱۶
ہم خوش ہوئے کہ مدح کے دریا بہا دیئے
کیا بڑھ گیا جو بحر میں قطرے ملا دیئے

۱۷
کاہیں بانکو لوح پہ کر بے محل چلے
سمجھ ہو کی جا ہو کیوں نہ قلم سر کو بھل چلے

۱۸
دشوار ہو مثال دُرے بے مثال کی +
ساحل تلک نہ پہونچیگی کشتی خیال کی

۱۹
یوسف کا حسن کیا ہے زلیخا کی چشم ہے
معیار یاب اور ہے جوہر شناس اور
حسن حقیقی کا ہے مظہر ذوالجلال
سر جو ہر ظہور ہے محبوب ذوالجلال

۲۰
یوسف سا نہ لیقا کوئی زیر فلک نہ تھا
پر کیا مزا جو حسن میں اوتے تنک نہ تھا

۲۱
ہاتھی پہ جب سوار ہو شہ ملک و ماہ
ہے ایک کلہ پر زر و تورل کا کلاہ
لغزش یہاں خطا ہے تعلی ہے یاں گناہ
لغزش ہے یاں ہزار کو قدم کو قدم پہ راہ

۲۲
کیا کیا کہا نجائیگا کیا کیا نہ کہیگے
سالک ہزار رہا اسی منزل میں رہیگے

۲۳
آئینہ جلالت محبوب ذوالجلال
تصویر شوکت اسد حق ذوالجلال
فخر جہاں حسن تعشق شہ ابوالمعالی
کیا کچھ نہ تھا جو تجھ سا نہ ذوالجلال

۲۴
دنیا ہو یا بہشت ہو فیض انکا عام ہے
طوبیٰ اسی نہال کے سایہ کا نام ہے

۲۵
ہم خوش ہوئے کہ مدح کے دریا بہا دیئے
کیا بڑھ گیا جو بحر میں قطرے ملا دیئے

۲۶
کاہیں بانکو لوح پہ کر بے محل چلے
سمجھ ہو کی جا ہو کیوں نہ قلم سر کو بھل چلے

۲۷
دشوار ہو مثال دُرے بے مثال کی +
ساحل تلک نہ پہونچیگی کشتی خیال کی

۲۸
یوسف کا حسن کیا ہے زلیخا کی چشم ہے
معیار یاب اور ہے جوہر شناس اور
حسن حقیقی کا ہے مظہر ذوالجلال
سر جو ہر ظہور ہے محبوب ذوالجلال

۲۹
یوسف سا نہ لیقا کوئی زیر فلک نہ تھا
پر کیا مزا جو حسن میں اوتے تنک نہ تھا

مرثیہ

رطب اللساں تھیں مدح میں مشغول جس کی حور
ہر وصف حسن حضرت حسنین کا بیان
لب بند تھے حضور میں بلبل زبان کی
گویا کہ تھا وہ باغ خموشی کا باغبان

دعوی نہیں غرور زبان آوری نہیں
جوہر تو لا کھ ہیں پہ کوئی جوہری نہیں

بلبل نے ایسے نغمۂ رنگین سنے نہیں
دامن میں ہیں وہ گل جو کسی نے چنے نہیں

ہر سو ن لکھیں تو وصف ائمہ بیان نہو
ہر موئے تن زبان ہو تو شمہ بیان نہو

پائی نہیں کبھی یہ حلاوت نبات میں
مضمون تو ٹھیک رہتے ہیں بات بات میں

مداحی حسنین ہے حسن قبول سے
یہ رتبہ غلامی آل رسول سے ہے

قرآن میں جنکا وصف مکرر خدا کرے
کس کی زبان سے پھر بشر اونکی ثنا کرے

نقشہ جو کھینچتا ہے صف کارزار کا
خامہ دکھا رہا ہے چلن ذوالفقار کا

جاتا ہے کیوں فلک پہ طرار ہو کے گیرے ہوئے
آداب کا مقام ہے بالکین کیے ہوئے

بے مثل و بے نظیر ہیں اور بے عدیل ہیں
کافی ہے یہ کہ نور خدا جلیل ہیں

نام شاعران
گلشن ۱۲
وقار ۱۲
فیاض ۱۲

۱۰۱

کیا پوچھتا ہے مجھ سے تو قوم عرب کا ہون
اور رتبہ و حسب میں جو حضرت زینب کا
اور زوجہ ہون میں جو حضرت زینب کا
ہیں یہ بھی نہیں جو حضرت زینب کا

انین سی ہر اک گلشن جنت کا مکین ہے
مظلوم ہون اب سر پہ مرے کوئی نہین ہے

۱۰۲

راضی ہو خدا اس سے جو اس بی بی کا شیدا
تربت پہ مری آئے جو زائر شب آدینہ
پرسہ کو مری غربت پہ جو آئے شب آدینہ
کہتے ہیں کہ آتے ہیں شہ دین شب آدینہ

روئیگا مری پیاس پہ جو بزم عزا مین
لکھیگا اوسے خالق اکبر شہدا مین

۱۰۳

اے وقت دعا حق سے انیس اب یہ دعا کر
جو حاجتین ان کو ہون منظور بر آوین
ان تعزیہ داروں پہ تو الطاف خدا کر
محتاج نہون تجھ سے سوا اور کسی کے
اور حشر مین ہون ساتھ حسینؑ ابن علیؑ کے

۱۰۴

ملوار مجھ دیجے کہ جنگ اسمے کرونگی
حضرت کی عوض تیغ و سنان کھاکے مرونگی

مارا مری بھائی کو یہ چلاتی ہے زینبؑ
سر پیٹتی خیمے سے چلی آتی ہے زینبؑ

۱۰۵

ہر گز نہ فراموش احسان کرینگے
ہم قبر مین مشکل تری آسان کرینگے

دنیا مری شبیرؑ سے خالی ہوئی ہے ہے
بانو مری بیوارث و والی ہوئی ہے ہے

۱۰۶

فوجون کی روانگی کے وقت حضرت زینب کا خطاب

ہمراہ مسیحا ابن جو جاتے ہو خدا را
ہم بھی ہون منظور نہ ہو جس سے تمہین عار
تو قتل ہو منظور تو ہو جلد کہ ہم بھی
ہمراہ وطن جلد کہ ہم بھی ہین سوار

اب خضاب سے ہوئی ہے سفید ریش خضاب ہے
بانو نے غبار رخ پہ ملا ہے غضب خضاب ہے

۱۰۷

رباعی

اے بھائی ترے ہاتھ سے ہے دل کو قرار
ہے ہے ترے ہوتے ہوئے لٹتا ہے حرم
ہے ہے ترے ہوتے ہوئے لٹتا ہے حرم
ہے ہے ترے ہوتے ہوئے لٹتا ہے حرم

۱۰۸

رباعی

اے بھائی ترے ہاتھ سے ہے دل کو قرار
ہے ہے ترے ہوتے ہوئے لٹتا ہے حرم
ہے ہے ترے ہوتے ہوئے لٹتا ہے حرم
ہے ہے ترے ہوتے ہوئے لٹتا ہے حرم

۹۱

وہ طفل جو ریتی پہ ستارا سا پڑا ہے
چھوٹا ہے یہ بیٹا پہ الم اسکا بڑا ہے

حیدر کی طرح تارک دنیا ہے دلی ہے
ظاہر میں ہے محتاج مگر دل کا غنی ہے

حیرت ہوئی درویش کو اس لطف و کرم پر
بس گر پڑا وہ دوڑ کے حضرت کے قدم پر

۹۲

مہمان پہ کسی نے ستم ایسا بھی کیا ہے
دو روز سے پانی نہیں پینے کو دیا ہے

حق میں کبھی دشمن کے دعا بد نہیں کرتے
فاقو میں سوال فقرا رد نہیں کرتے

بندے نے کسی میں یہ کرامت نہیں دیکھی
واللہ یہ ہمت یہ سخاوت نہیں دیکھی

۹۳

اب خاک میں مستوں کے جو پانی سے بھری ہوں
کیونکر وہ پیے جسکی پسر پیاسے مری ہوں

آنکھوں سے ہے اشکوں کی خ سرخ رو دین پر
اوس پانی کو بس پھینک دیا روی زمین پر

عزت کی جگہ منزل دنیا دنی ہے
گھر قبر کا گوشہ ہے وطن بیوطنی ہے

۹۴

اس وقت میں تو پانی مری وا سطے لایا
اب کاسۂ خالی لئے درویش کدھر آیا

دل پاس ہی سقے کے لیے رو گیا حضرت
تسکین کا ہر حیف کہ موقع نہ ملا آہ

۹۵

ہے نخل رسالت کا ثمر میرا پسر آج
مظلوم ہے مانند پدر میرا پسر آج

حضرت نے کہا نام ہے کیا تیرا غلام
عرض کی کہ ہے نام کا شبیر کا ہمنام

۹۶

دریا میں کہیں پانی کا نام و نشاں نہیں
اور خاک اڑتی ہے کف سوزاں کہیں نہیں

اللہ رے جرأت اور کہا تو نے غلام آ
لے مشک اور اس وقت چلا تو نے غلام آ

کہتا تھا میں دریا پہ نہ جا تو نے غلام آ
لے مشک اور اس وقت چلا تو نے غلام آ

۹۷

ناحق مری خاطر تو یہ زحمت نہیں کھینچی
سب مل کے ہوں پانی کی مشقت نہیں کھینچی

بیکس ہوں مدد قبلہ دو عالم ہے مرا نام
مولا تجھے نام اپنا بتانا ہے بڑا کام

۹۸

ناحق مری خاطر تو یہ زحمت نہیں کھینچی
سب مل کے ہوں پانی کی مشقت نہیں کھینچی

بیکس ہوں مدد قبلہ دو عالم ہے مرا نام
مولا تجھے نام اپنا بتانا ہے بڑا کام

۹۹

ناحق مری خاطر تو یہ زحمت نہیں کھینچی
سب مل کے ہوں پانی کی مشقت نہیں کھینچی

بیکس ہوں مدد قبلہ دو عالم ہے مرا نام
مولا تجھے نام اپنا بتانا ہے بڑا کام



۷۶

یہ دونوں کہہ کر روئے کیا فاطمہ کا غم
یہ دونوں کو بھائی کہتے تھے دونوں کہتے تھے بھائی ہم
عباس کو بھائی کہتے تھے حسین کہتے تھے بھائی ہم
حضرت نے جو دیکھا تو بہت کی تعظیم

۷۷

اعدا نے جب یہ حال سنا ہو گئے برہم
ثابت ہوا اب جنگ نہیں کرتے کوئی دم
پھر ان کے مقابل ہوئے وہ سب کے سب ہم
یہ دیکھ کے لگے کرنے تیر و تبر و تیغ

۷۸

شہ کہتے تھے تلواریں سوئی جاتی تھی زینب
زخمی بھی سراپا ہیں حرارت بھی غضب ہے
ہر وار پہ چیخے سے نکل آتی تھی زینب
ہر وار پہ بلعو نوسی پانی کی طلب ہے

۷۹

حضرت کی لبوں بات نہ منہ سے نکلتی تھی
حر دل کو اٹھوں سے ملے جاتا تھا ہر دم
مضطر سے ہو کر جھکا جاتا تھا ہر دم
نیزے تھے لب اہل ستم سے تھا یا کہ خار

۷۵

برچھی مرے اکبر کو لگائی ہے انھیں نے
تصویر محمد کی مٹائی ہے انھیں نے
اک حملہ میں چاہوں تو فنا ہوں یہ ستمگار
زنار کا کعبہ میں اڑائی ہے انھیں نے
دیکھی ہیں مجھ کی دو بالائی یہ ستمگار

۷۶

زور اسد اللہ دکھایا نہیں جاتا
اب ہاتھ تو اٹھا یہ اوٹھایا نہیں جاتا
ٹھیرو ابھی زخمی نہ کرو تیغ و تبر سے
او جہل مجھے ہو لینے دو زینب کی نظر سے
شبیر کے بھائی کو ستایا نہیں جاتا

۷۷

حیدر کا لہو جوش پہ تھا بہر خدا آج
تھا غیظ میں ہر مرتضوی آبلہ پا آج
ثابت بھی تو ہوتا تھا ہر اک ضرب سے یہ آج
ظالم بھی تھے حیران کہ ہے کون یہ غوغا آج

۷۸

غل حور و ملک کا ہے میدان ستم میں
صدمہ نہیں دنیا میں جدائی کے برابر
سر کھول کے محو ہے آتی ہیں اماں کوئی دم میں
شبیر کی بھی لاش ہے بھائی کے برابر

۷۹

بیکس تھے ہیں شمشیر پہ شمشیر لگاتے
کہتا ہے پانی دودھ ہیں تیر لگاتے

۶۴

جن فاقہ و تعب سے تھی ماتم دو چار
ہو سکتا نہ تھا قطع اجل سے کوئی بیمار

تن جسکا جلانا ثمرہ تیغ دوسرے
وصل او سکو رہا تا بہ ابد نار سقر سے

۶۵

بجلی کی طرح کوندتا تھا فوج میں بھائی
ظلمات صف جسم سے تھی نور سے عاری
ہر گرز پہ کی کاٹ تلوار نے تلوار
اس تن پہ نہ تھا جسکا تھا پیوند سے عاری

مانند تصور کبھی یاں تھا کبھی واں تھا
آنکھوں میں تو پھرتا تھا پہ نظر و نسے نہاں تھا

۶۶

اللہ بچائے طبق ارض و سما کو
آج آیا ہی غصہ پسر شیر خدا کو

جانباز کوئی مجسمہ نائی زمین کہاں ہی
خود آج ثنا خوان ترا رب دو جہاں ہی

۶۷

امید ہی جب حلق پہ تیغ جفا ہو
پیشانی تو سجدہ میں ہوا ور لب پہ دعا ہو

عرصہ نہیں ہی فتح اڑائی کوئی دم کو
صدقے گئی دم لینے نہ دو فوج ستم کو

۶۸

ناگاہ دو شیر سبز ہوئے جلوہ کناں دو
تھے سبز پوش سبز عماری پہ نمایاں

جن لوگوں نے اکبر کو مری قتل کیا ہے
تم کرتے ہو رحم اوپہ تعجب کی یہ جا ہے

۶۹

بیٹھو تہ شمشیر یہ مرضی خدا ہے
اے عاشق صادق دم تسلیم و رضا ہے

۷۰

شمشیر کے پھل سے ثمر تازہ ملے تھے
اعدا پہ خزاں تھی پہ گل زخم کھلے تھے



۴۴۷

دہکا کہ یکی شعلہ سے غل تیغ شرر بار
ہیبت سے لرزنے لگا میدان بلا خیز
غیظ شہ عالم سے ہوا رعد کو معمیز
خالی نہ تھا خالی سے کوئی کوہ کوئی دشت

۴۴۸

کھاتا ہے اور دھتا ہے تن فیلکو کوئی مار
احسن کی طرح سر کشی فرد اور دو چار
اور جانب اہل ستم کاوہ سالار
شمشیر علی کا وہی دم وہی پیکار

۴۴۹

فاقہ سے تو ہے بیحال پہ یہ وقت ولادت
ہاتھ نہ کسی کا پڑھے کہ نہ ہٹنا لیجیو
قدموں سے کہا سر نے کہ ہٹنا لیجیو

۴۵۰

غل تھا کوئی کیا روکیگا اس تیغ دو سر کو
سر کو کہ جلال آیا محمد کے پسر کو
کینہ تھا اوسے سبط رسول عربی سے
مارا گیا تھا اوسکا پدر دست علی سے

۴۵۱

ہم ہونگے کہ نہ دنیا مین پہ انصاف رہیگا
اس جنگ کا غل قافیہ تا قاف رہیگا

۴۵۲

دہکا کہ یکی شعلہ سے غل تیغ شرر بار
ہیبت سے لرزنے لگا میدان بلا خیز
غیظ شہ عالم سے ہوا رعد کو معمیز
خالی نہ تھا خالی سے کوئی کوہ کوئی دشت

۴۵۳

اس تیغ سے لڑتے جنگ احد و بدر
ہاتھ اوسکے تھا وہ ہاتھ کہ نہ ہٹنا لیجیو
قدموں سے کہا سر نے کہ ہٹنا لیجیو

۴۵۴

میں بھی اسد حق کی طرح قلعہ کشا ہون
جوہر مرے دیکھو کہ میں شمشیر خدا ہون
فولادی سپر دوش پہ چار آئینہ بر مین
اک تیغ کھنچی ہاتھ مین اک تیغ کمر مین

۴۵۵

قدمون نے کہا سر سے کہ جو آرہی بھی چلینگے
وہ کوہ گران ہین کہ کبھی ہم نہ ٹلینگے

۴۵۶

جرأت کو بھی ہمت کو بھی ضربت کو بھی دیکھو
اور فاطر کے دو دھ کی طاقت کو بھی دیکھو
دو سو تھے زرہ پوش ستمگر کی جلو مین
اور بیکسی تھی سبط پیمبر کی جلو مین

۴۵۷

شمشیر علی میان سے باہر نکل آئی
اعجاز سے خود تیغ دو پیکر نکل آئی

۳۹
سینہ میں سرد ہاتھ ہے دل صورت سیل
دنیا میں سب سے کٹتی ہے دشوار زندگی
دشواری سے کٹتی ہے وہ آسان ہو جسے
گویا رو مددگار ہر اک تجھ سے جدا ہے
لیکن نہ ہر اک ہو کہ یکس کا خدا ہے

۴۰
اعدا نے کیا ہے تجھ میں بھی پیدا یہ حوصلہ
ہوا و ہوس کو خدا کا ہے مطلوب
ہوں گر قتل تمہارا ہے میں مطلوب
تجھ سے نہیں ہے کسی کو عداوت کسی کے ساتھ

۴۱
دیکھا نہیں جائیگا مرا قتل بہن سے
وہ نکلی تو زہرا نکل آئینگی کفن سے

۴۲
کوئی نہیں ہوتا ہے جو وقت میں کسی کے
عباس کہاں اب ہیں کہاں اکبر ہیں علی کے
جز یاس الطاف خدا کون ہے سر پر
سب چھوڑ گئے ساتھ ہے لیکن مدد اوپر

۴۳
کیا پانی نہ پینگے مرا پکا گر ہاتھ لگیگا
ناموس کو لوٹینگے تو زر ہاتھ لگیگا

۴۴
جب حلق تہ تیغ جفا ہوئیگا میرا
او سدم بھی مری سر پہ خدا ہوئیگا میرا

۴۵
تم خونیں جسے بھرتی ہو جامہ ہے کسیکا
تلوار یہ کس کی ہے عمامہ ہے کسیکا

۴۶
عزت رہے ناموس رسول عربی کی
برباد نہوں بیٹیاں زہرا و علی کی

۴۷
اب میں بھی علم کرتا ہوں شمشیر علی کو

۲۸

بازو پہ جس کے شان حسن و حیا کہن
ساعد نہیں یہ آئینۂ انوار ذوالمنن
دونوں جہاں کے فخر ہیں دونوں ہیں ناز پر
وہ دست کبریا ہیں یہ بازو علی کے ہیں

شہ زندگی ہے بدر کو ناخن ہیں یہ ضیا
اک اور سکندر اشہا ہوا ناخن پہ نوشتہ

۲۹

کیا وصف شان و قوت بازو کرے کوئی
ہو کوہ بھی جو زیر تو شق ہو کمر کے بیچ
ہے ہے نہیں جو زور شجاعت کرے کوئی
وہ بازو جس کے زور سے ٹوٹا درِ خیبر

گر چرخ پہ نقش قدم سرور دیں ہو
گردون ابھی سائل صفت روئے زمیں ہو

۳۰

حضرت سے جدھر دیکھا ستمگر نظر آئے
تیغ ہی کہیں چمکے کہیں خنجر نظر آئے

۲۷

کیا ہاتھ ہیں کہ جن سے ہوا دین کا فروغ
معنی ہیں ان کے کلمۂ حق کے شمار کے
کیا ہاتھ ہیں کہ جن سے ہوا دین کا فروغ
کیا ہاتھ ہیں کہ جن سے ہوا دین کا فروغ

کیا ہاتھ ہیں کہ جن سے ہوا دین کا فروغ
کیا ہاتھ ہیں کہ جن سے ہوا دین کا فروغ

۳۱

ہر جا عدو کے سر پہ ہے تلوار ذوالفقار
ہر سمت ہے ستم کی گھٹا اور ہے برق کین
ہر جا عدو کے سر پہ ہے تلوار ذوالفقار
ہر جا عدو کے سر پہ ہے تلوار ذوالفقار

ہر جا عدو کے سر پہ ہے تلوار ذوالفقار
ہر جا عدو کے سر پہ ہے تلوار ذوالفقار

۲۶

کنجینۂ اسرار خدا اور سمین دھرا ہے
قرآن کی طرح علم الٰہی سے بھرا ہے

۲۵

قاتل کہیں ہوئی نہ فدا کیسی وہ ادا تھی
صدقے تھی جو نگہ وہ جو ابرو کا خم ہوا تھا
قاتل کہیں ہوئی نہ فدا کیسی وہ ادا تھی
قاتل کہیں ہوئی نہ فدا کیسی وہ ادا تھی

۳۲

جیسا ہے بدن ویسی ہی پاکیزہ قبا ہے
یہ جامہ اسی تن کے لیے قطع ہوا ہے

۲۳

پر جانب دریا نہ نظر کرتے تھے شبیر
خشکیدہ زبان شکر سے تر کرتے تھے شبیر

۲۴

سب باغ تو پامال ہوا ان کے سفر میں
آباد ہیں اور داغ ہے تو ان کے جگر میں

۲۱

دیجان علی اصغر جو ہوا تیر سے بسمل
مانند کمان خم ہے کمر بار الم سے

۲۲

اک برق سی شمشیر فقط زیب کمر ہے
ہر دست علی پشت کے اوپر یہ سپر ہے

۱۹

ہر دست علی پشت کے اوپر یہ سپر ہے
ہر دست علی پشت کے اوپر یہ سپر ہے

۱۹

تھی فتح و ظفر کیکے رکاب شہ ابرار
آنکھوں سے لگائے تھے ملائک سم رہوار
اقبال تھا خادم تو مدد گار تھی نصرت
اور فاطمہ کی گود تھی بیڑی کی جلودار

۲۰

ابرو کی کمانوں کی وہ تھی زور شہان
آگے تھی جو جنبش لب فاطمہ زہرا
ہر گوشہ چنبک بدل حیدر صفدر
محراب عبادت تھی یہ صاحبقران کا

۲۱

جوہر سا برا ک موے سیہ پیش نگہ ہے
تلوار کی آنکھوں نہ شجاعوں کی جگہ ہے
کافر کے لیے تیغ بلا لشکر میدان
پر کھولی ہوئی حضرت جبریل سپر تھے

۲۲

پہلو میں نبی اسکے کہ نبی خاک بسر تھے
وہ حمد الٰہی کا سزاوار کہاں ہے
ہو مدح میں یہ شیر خدا گفتار کہاں ہے
خالق نے خلافت کا یہ اعلان کیا تھا

۲۳

غربت بھی سخاوت بھی مروت بھی ادب بھی
وہ نور خدا دیکھ کے ہیں شام و سحر میں
دنیا کی سپیدی و سیاہی ہے نظر میں
صولت بھی شجاعت بھی تحمل بھی غضب بھی

۲۴

زیبا تھا یہ سب وصف شہ دین کے لیے
نہ پارۂ الماس نہ گوہر انھیں کہیے
شہ کو فلک حسن تو اختر انھیں کہیے
ارشاد ہوا تھا یہ رسول عربی کا

۲۵

زخمی کیا دو سینہ ہر اک دشمن دیں نے
سیپارہ تھا ہر جزو پہ احوال تھا کا
بڑھا بی سی پر حال بہت تنگ ہوا ہے
تیر ایک طرف ہاؤن دھرا شرم لعین نے
شیرازہ کھلا جاتا تھا اجزاے بدن کا
کانٹے ہیں پڑے پیاس سے یہ رنگ ہوا ہے

۱۱۰
اب تک کہ تھی نہ غش کسی دعا میں نہ تھا خیال
پیش نبی امید سے بیٹھی تھی ہو کے جلد جہاں
مقتل میں اب وہ بیٹھی ہے لے کر رسن کو بھائی
کہتی ہے کیا کسی نے خوشی کا ہے یہ رسن کو دلاؤ

۱۱۱
جس دم سنا یہ ماں نے کہ ہے ہے بہن ہے پیاسی
گھبرا کے بھائی کے لیے پانی کو چل دی ماں
دھانی ہے بھری ہوئی ہے کٹورا ہے ہاتھ میں
پانی نہیں ہے آگ لگے ایسے نوش کو

۱۱۲
اس بی بی نے جو سنا کہ ہے بیٹی کا یہ بیان
ہے ہے مرا حسین ہے پیاسا مرا حسین
ہے ہے مرا حسین ہے پیاسا مرا حسین
ہے ہے مرا حسین ہے پیاسا مرا حسین

شرمندہ ہے کاٹو سر فرزند نبی کو ✤
کل کر دو چراغ لحد مرتضوی کو ✤

بس اب نہ رولاؤ میں بہت رو چکی بابا
عمو کو تو پانی کے لیے کھو چکی بابا ✤

ہے وقت رفاقت یہ مصیبت کی گھڑی ہے
اسوار ترا راکب دوش نبوی ہے

۱۱۳ مطلع دوم
دولہا نے جو سنا کہ ہے بہن پیاسی
بے چین ہو کے ڈیوڑھی پر آ کے ماں سے بولا

۱۱۴
بہنوئی کو پکارا کہ ہے ہے بہن ہے پیاسی
گھبرا کے ڈیوڑھی پر آ کے ماں سے بولا

۱۱۵
بہنوئی کو پکارا کہ ہے ہے بہن ہے پیاسی
گھبرا کے ڈیوڑھی پر آ کے ماں سے بولا

سمجھاتی ہیں شہ گھر میں نہیں جاتی ہیں رانڈیں
سر کھولے ہوئے روتی پیٹتی آتی ہیں رانڈیں

۱۱۶
زہرا سے نہ کچھ شان بزرگی میں وہ کم تھی
پر بال پریشان تھے کمر ضعف سے خم تھی

ہے آج محمدؐ کے نواسے سے لڑائی
دریا سے نہ ہٹنا کہ ہے پیاسے سے لڑائی

۱۱۷
بھلائی ہیں گود میں بھی الجھتی ہیں شیریں
پر جب وہ مچلتی ہے تو رو دیتی ہیں شیریں

۱۱۸
صدقے عجب اسدم ہے شہ جن بشر کو
رہوار بھی رونا ہے جھکائے ہوئے سر کو

۱۱۹
جس دم سنا یہ شام کے لشکر پہ چلے تھے
گویا کہ مظفر غزوہ خیبر پہ چلے تھے

۱

تھا حکم کہ کھولے نہ کوئی تیغ کمر سے
لڑتا ہی ابھی فاتح خیبر کے پسر سے

۲

تنہا نہ سمجھنا خلف شاہ نجف کو
ہوئیگا جو برہم تو اولٹ دیگا وہ صف کو

۳

برباد ی امت اسے منظور نہیں ہے
مختار دو عالم ہے وہ مجبور نہیں ہے

۴

دنیا میں کوئی اوسپہ ظفر یا نہیں سکتا
ہو سارا جہان ایک تو برا نہیں سکتا

۵

بازو تو شکستہ ہے برادر کے الم میں
ٹکڑی ہے کلیجہ علی اکبر کے الم میں

۶

احوال یہ تھا ضعف سے فرزند علی کا
لاشہ نہ اوٹھایا گیا ہمشکل نبی کا

۷

اوسوقت عجب حال سے تھا آتی تھی شپیر
ہر گام پہ تیورا کے ٹھہر جاتے تھے شپیر

۸

رخمی ہے جگر سبط رسول مدنی کا
اب بازو و ہیں زور کہاں تیغ زنی کا

۹

احوال یہ تھا ضعف سے فرزند علی کا
سب ٹوٹ پڑے ملکے اگر طالع بد ہو
شپیر ہوئے سر تو مہم جنگ کی سر ہو

۱۹۰

بس کہ لکھوں انیس کی سید پہ کیا ہوا
پوچھا حسینؑ نے شہ دریا پہ کیا ہوا
بولا جناب سر پہ رسولِ خدا ہوا
سب لٹ گئے حرم ترا بے آسرا ہوا

پیراہن قبائے سید لو لاک لٹ گئی
عریاں حسینؑ رہ گئے پوشاک اٹ گئی

سلام

۱ رتبہ ہے کربلا کے بیابان کا بلند
زندوں کی کیا حقیقت کیا مُردوں کا ہے مقام

۲ جس کو ملا ہے خاک در شہ پہ جھوم کر
بات کیا ہے خاک اڑا دنیا جو ہو سو ہو

۳ فاصلہ کیسا دھوپ سے جنت کی چھاؤں کا
کربلا جنت ہے جنت کربلا کے سامنے

۴ پروردگار عالمیاں ہو گا دستگیر
کیا ہے دعا انیس نے آل عبا کے سامنے

سلام

۱ جب قافلہ حسینؑ کا پہنچا فرات پر
فوجِ عدو کو روکا شہ کائنات پر

۲ گرد و پیادہ جان سے ہو کر خاک خاکِ شفا کے سامنے
ہم نے دنیا سے کیا اس دل کو اٹھا لیا

۳ ہلکی ہوا جو مشک سے آئی بچا کر اس
جھونکا وہ تھا بہشت کی باد صبا کے سامنے

۴ فوجِ عدو کی آنکھ میں خاک اڑا دی وقار
مرحبا کا سر جھکا دیا شاہِ زمن کے سامنے

۵ ہاتھ پھیلا نہ سلطان بھی گدا کے سامنے
فوجِ عدو کے واسطے شاہ نے کی دعا

۶ دوا الفقار حیدرِ صفدر شہ زمان کی
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۷ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۸ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۹ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۱۰ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۱۱ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۱۲ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۱۳ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۱۴ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۱۵ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۱۶ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۱۷ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۱۸ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۱۹ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۲۰ بنتِ حسینؑ ہوں کہ نہ دوں گی یہ کیونکر
ابنِ زیاد سے کہتی ہے ہر بار کی سند کے سامنے

۱۸۱

عازم ہون سیر گلشن دار السلام کا
دریای غم سے پار ہے بیڑا غلام کا

۱۸۲

جلوہ خدا کے نور کا ہے میری سامنے
مشتاق جنکا تھا اونھین دیکھا غلام نے

۱۸۳

رخصت جو تن سے روح کی ہو برقرار ہو
مہلت جو دے اجل تو پھر اوٹھکر نثار ہون

۱۸۴

رو رو کر پکار رہا تھا یہ اوس خوش نصیب کو
اے بھائی جان چھوڑ چلے اس غریب کو

۱۸۵

ناجی ہے دوستدار مرے نور عین کا
حصہ ترا یہ ہے تو وہ حصہ حسین کا

۱۸۶

کیا وقت بیکسی ہے ہمارے حضور کا
کس سے کہون جو لاش کو وارث ہے حضور کا

۱۸۷

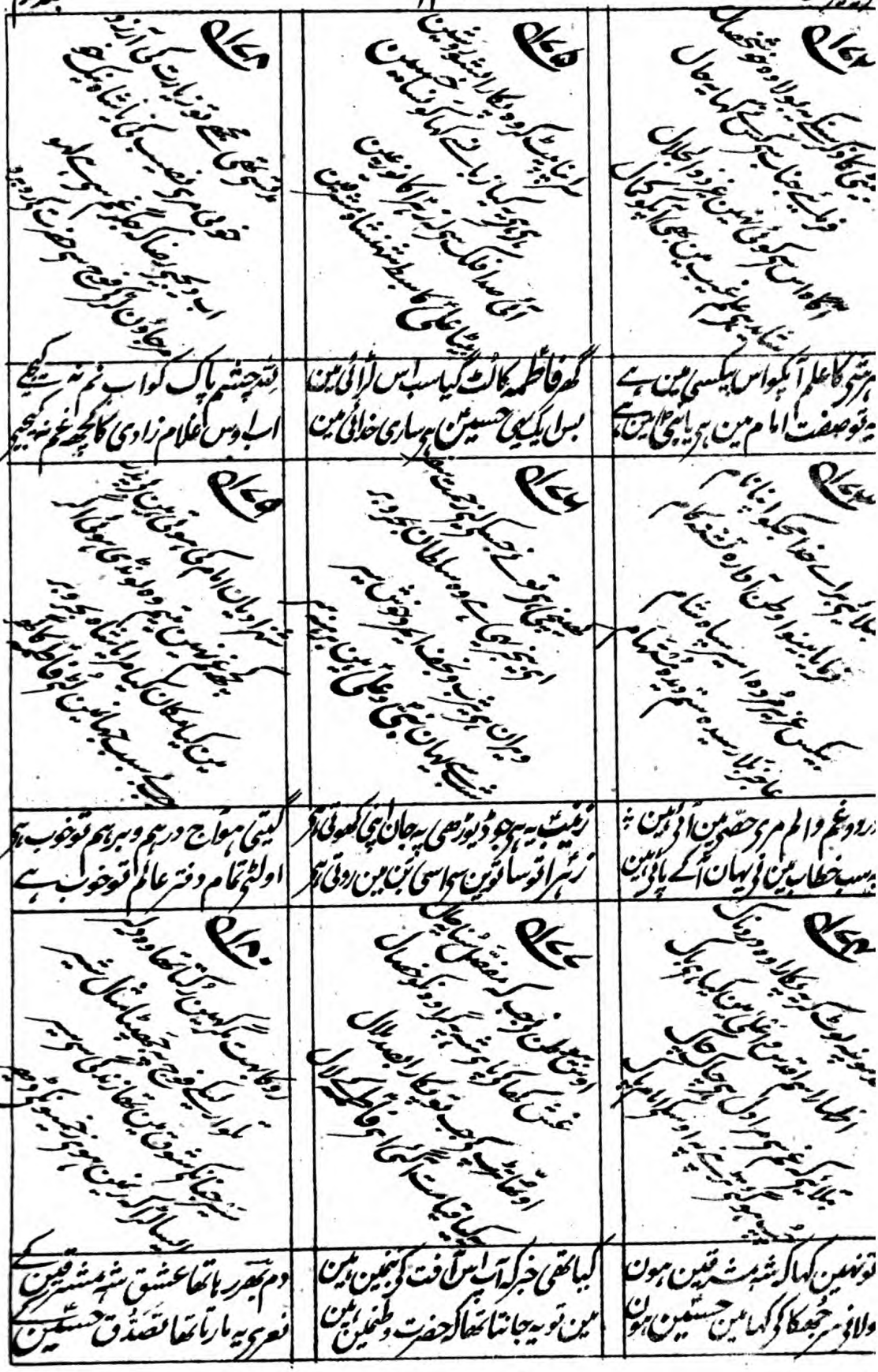
جو خوش نصیب ہین یوہین جنت مین آئی جائین
گھر ائیو نہ ہم بھی تری بعد آتے ہین

۱۸۸

حوریں ہین باغ خلد مین خدمتکو واسطے
آیا ہون خود مین تیری زیارت کو واسطے

۱۸۹

لاشے سے اوٹھکے جا نہ سکے خیمہ کا طرف
پھر گھیر گئے حسین کو عدو کی سپاہ نے



۱۶۲
اکثر ادا ہوئے ہیں دعا کا مزا بھی ہے
یہ مطلب بھی دعا ہے دعا کا مزا بھی ہے
جو ہو ولی خدا کی وہی مولا سزا بھی ہے
عباس علی کے حصہ میں حصہ مزا بھی ہے

۱۶۳
تسلیم اور رضا کی تو یہ بھی ہے شان کام
فرمائی جب حسین نے لبیک السلام
آواز میں نہ آپ کی دہشت نہ تھا کلام
ہیں بیٹے بھی غلام تو بھائی بھی ہیں غلام

۱۶۴
روتے ہیں جنکا سب نہ بچھڑ جائے غم نہ ہم
ہیں کیسے کیسے لال کہ ہیں گل سے نرم نرم
جلوہ کیا ہے ماہ نے جنکے لئے بہم
ہیں پاؤں پاؤں میں کہ ہیں آنکھوں میں آنکھ ہم

ہاں مال غیر کف میں تصرف نہ چاہیے
آپس میں دوستوں کو تکلف نہ چاہیے

تنہا ہوں دشمنوں میں خبر آ کے لیجیو
ہنگام ذبح گود میں سر آ کے لیجیو

پردہ ہوا اٹھی ہوئی ہیں نظر دور جاتی ہے
گرد و نسیم مرحبا کی صدا مجکو آتی ہے

۱۶۵
دیکھی جو یہ عنایت سلطان بحر و بر
روئے نگاہ مہر دمسا فرنواز ہے
ملتا ہے کیا خدا کا ولی ہے یہ خوش سیر
اس حال میں یہ غیر از ہی بے نیاز ہے

۱۶۶
سنکر یہ شاہ دیں نے ضبط کی نہ تاب
آنسو بہا کے سر کو جھکایا بصد حجاب
بس ہے کہا کہ اب ہے لب بام آفتاب
کیجے کلام آپ کہ ہمسایہ بھی ہے خواب

۱۶۷
دیکھی نہ باپ میں یہ محبت نہ بھائی میں
اب تک ہیں اسطرح کے کبھی بندہ خدائی میں
احسان کا یہ عوض ہے کہ احسان کیجیو
اب سر علی کے نام پہ قربان کیجیو

دامن کو آنسوؤں کی بھگوتی ہے رات دن
مٹی تری تری ہے لیے روتی ہے رات دن

۱۶۸
یہ عرض اپنے دل کی حضور نبی سے کی
کیا دیکھا دل کا حال کہ ہر بات جی سے کی
یہ سوچ کر کہ فخر علی ہیں ہمارے جا
مولا کی آسمان کی طرف دیکھنے لگا

۱۶۹
جسکو نہیں زوال وہ دولت نصیب ہو
یارب اسی علی کی زیارت نصیب ہو
دیندار ہوں نہ ترک رفاقت کرونگا میں
اب مر کے شیر حق کی زیارت کرونگا میں

۱۷۰
وعدہ کیا تھا تو نے کہ ہوگی جلد ہم
رخصت کا وقت آ گیا تو کر گیا دغا
آخر وداع ہوتے ہیں ہم تم بھی ایک دم
آنکھوں میں اس لیے ہیں یہ آنسو بھرے ہوئے

ہجراں کشیدہ رنج و بلا و محن میں ہے
ہر یار ایک بیٹی مری بھی وطن میں ہے

۱۵۴

دشمن بھی جسکا نام کریں ادب و شرم سے
اس نوگذار کے نہیں ہمراہ خیمہ میں
انچھن میں ہے قضا کے نہیں کچھ علاج بس
غربت کی زیست سے تو یہی موت ہے بہتر

۱۵۵

اک سمت شاہزادہ ہوئی تیغ کی چمک
شور و فغاں جسکی شکل دھواں کا جا بجا
ناگاہ لاکھ دون والا پہنچ کے دور سے بولا
سائیں ہیں شہ کے اوسکو سلامت رکھے خدا

۱۵۶

یاں تو نہ نسل و گل نہ یہاں سرو و نوبہار
ہر گل ہے اک زمین پہ خزاں کا ہے یادگار
ہر در و بام پر ہیں ہزاروں ہی سوگوار
ہے طرح ماتمی در و دیوار کی بہار

۱۵۷

شکر خدا مسافر راہ ثواب ہیں
اب دیر کوچ میں نہیں پاور رکاب ہیں

۱۵۸

کہتے تھے یہ حسین کہ صدمے سفر کے ہیں
خالی ہوا غریب سے گھر دشت بھر گیا
دنیا سے دور ہیں میرا گھر کربلا میں ہے
بیٹا جہان قتل ہوا جا بجا گرا

۱۵۹

اب انتظار موت کا ہے کیا جیونگا میں
سب پیاسے مر گئے ہیں نہ پانی پیونگا میں

۱۶۰

مولا سے ہاتھ جوڑ کے بولا وہ دل فگار
آزاد دو فدا کو ہے شہ پر نثار جاں
بیٹے کو بھائی کہتے ہیں بھائی کہے پسر
بیکس کی بیکسی کا ہے عالم تو جا بجا

۱۶۱

دیکھا جو بھیجی ہو وہ سپہ کو برابر کرتے ہوئے
پیدل اگر تو قوت یہ حاضر ہے ناموار
ناقہ بھی ہے جو تیز تو یہ آقا وہ ناموار
سائل کو جسنے روٹی دی اوسنے ہی وفا کی

۱۶۲

اوس شوخ گل سے دور خزاں کی بلا رہے
یارب چمن حسین کا پھولا پھلا رہے

۱۶۳

بنتی نہیں جب آتی ہے قسمت بگاڑ پر
ٹکڑے ہو گر پڑے یہ مصیبت پہاڑ پر

۱۶۴

حاضر ہے جان و مال کہ ہے میہمان تو
بھائی ہمارے گھر کو گھر اب اپنا جان تو

۱۶۵

یہ سنکے آپ کے مسافر کو تھا تامل
پھیلا کے دونوں ہاتھ گلے سے لگا لیا
ہاں بھائی آج سے ہے تو اسی گھر کا اک رکن
اس گھر میں کیا ہے تیرا اسی گھر کا ہے تو بھی

۱۶۶

طاقت کلام کی نہیں پاتا یہ ضعف ہے
چہرہ ترا نظر نہیں آتا یہ ضعف ہے

۱۶۷

لہنے میں بات آتی ہے یہ کچھ گلا نہیں
دن تیسرا ہے آج کہ پانی ملا نہیں

۱۶۸

بیکس ہوں گو کہ آج یہ عالی مقام ہوں
شرمانہ تو کہ میں بھی علی کا غلام ہوں

۱۶۹

اسباب بھی ہے پاس سواری بھی ہے مہیا
موجود راحلہ بھی ہے ناقہ بھی ہے توانا
منظور بھی ہے تیرا تو حاضر ہے یہ بھی ہے
کہتا ہے تیرا کام سے قربان ہونا

۱۴۵

اونسے بشر ڈریں جنھیں خوف خدا نہیں
جلدی نکل چلو یہ ٹھہرنے کی جا نہیں

۱۴۶

تیغوں میں اسکے پاس چلو جو خدا کرے
آساں ہو سب مشکلیں جو یہ بیکس دعا کرے

۱۴۷

آنکھیں ملک بچھائے ہیں اس ارض پاک پر
یہ سب ورق ہیں مصحف ناطق کی خاک پر

۱۴۸

عرض اور سنی کی غلام شہ ذوالفقار ہوں
بیکس ہوں بینوا ہوں غریب الدیار ہوں

۱۴۹

غارت یہیں ہوئی ہے بضاعت غلام کی
لوٹا ہے راہ میں مجھے فوجوں نے شام کی

۱۵۰

سر پر یہی کلاہ ہے اور اک لباس ہے
پر ہوں غنی کہ دولت دین میرے پاس ہے

۱۵۱

جاؤنگا دو لتیں ہیں اگر سر نوشت میں
رستے میں موت آئی تو پہونچا بہشت میں

۱۵۲

حیدر کی جان و دل ہیں شہ مشرقین میں
صدقے ہیں اوس حرم کے جو ہیں تو حسنین میں

۱۵۳

دنیا ہو اور فاطمہ کا نور عین ہو
دیکھوں اونھیں صحیح و سلامت تو چین ہو

۱۳۵

جس دم نہ تھا یہ حشر سے پہلا ستم شعار
اب ہو بچا ہے مسند فرخندہ پر سوار
نکلا تھا گھر سے ہو کے شقی جس گھڑی سوار
چھوڑے ہوئے تھے ہوش و حواس اور ہوش یار

ہر خاص و عام کو عشق خدا کے ولی کا تھا
مشتاق وہ زیارت قبر علی کا تھا

۱۳۶

کیا کیا شرف تمہاری بدولت ملے نہیں
گنج گہر ہیں زیر قدم آ سکے نہیں
لاکھوں ہیں ایک سے ایک اس سے بڑھے نہیں
حسان ہو کے بھی ہیں ثنا کر سکے نہیں

سر خم ہوا ہے حلق کے سب پر فگن میں ہے
باچھوں میں سب کی دود ہے انگشت دہن میں ہے

۱۳۷

دیکھا کوئی ہے ایک سنا اس کا نام خاک
بچہ پڑا ہے ایک سنا اس کا نام خاک
آیا نہ بھی ہے سنسکرت میں بھی کام خاک
ہے خاک ہی شمس کوئی ہے خاک قمر

کچھ کم جواہری سے غبار سر الشعرا نہیں
ہے خاک ہی کا خاک کا ہے خاک کا نہیں

۱۳۸

یہ آرزو لگا کو ہے بحر شرف سے
چھانوں جہانگلی خاک پہ در نجف سے
ہے خندہ زن یہ اوس سے جو ہو ہے ہم بغل سے
ایمان و اعتقاد و قوی ہیں بدل سے

طاعت گزار نیک عقیدت وفا شعار
بندا حلقہ بگوش ارادت نشان نثار

۱۳۹

کیا کیا ہے قدم قدم پہ دعا دولت لقا کی
بھولے ہو جس مقام پہ تم نے خدا کی
آکر دن مقام کر تری حال پہ عطا کی
بھاگا ہے جو ترے در دولت سرا کی راہ

ہے ہے ترا مقام کہ تو اور در ترا
آقا ترا غلام کہ تو اور در ترا

۱۴۰

یہ آرزو لگا کو ہے بحر شرف سے
چھانوں جہانگلی خاک پہ در نجف سے
ہے خندہ زن یہ اوس سے جو ہو ہے ہم بغل سے
ایمان و اعتقاد و قوی ہیں بدل سے

طاعت گزار نیک عقیدت وفا شعار
بندا حلقہ بگوش ارادت نشان نثار

۱۴۱

یاری اندی قدم تو ٹھہر نا ضرور ہے
کہتا تھا رو کے وہ کہ نجف کتنی دور ہے
ہے ہے ترا مقام کہ تو اور در ترا
آقا ترا غلام کہ تو اور در ترا

کانپا کلیجہ تھم کے سنا جب وہ ہائے کو
سمجھا کہ رو رہی ہے بہن اپنے بھائی کو

۱۴۲

بھولا وہ ملک ماتھ کہ یہ جا ہے کیا کہا
نالے کہاں نصیب مجھے واہ وا کہا
یکتائے عصر تھا پہ تعصب سے کیا کہا
بارے یہ بھی ہے کہ ترا بندہ ہے کیا کہا

نیزہ فلک نے صدر تعوذ سے تن چھورے
آئی ندا ہے غیب کہ یہ بے قصور ہے

۱۴۳

اون جنگلوں میں بادیہ پیما تھا دین کا
گر بنگیا تھا راہ خدا کی زمین کا
ازبسکہ اہل درد تھا بیتاب ہو گیا
پانی کے مانگنے پہ جگر آب ہو گیا

۱۴۴

ہر گوشہ میں کیے دو سہ خیمے تھے سر بسر
دو دن کی راہ کا تھا کہ ایک ایک دن میں طے
پانی تھا جس مقام پہ بعد قطع مسافت سے کوفے کے
حسان تھی وہاں بھی وہی شام و اعراق ہے

۱۲۸

بخشو خطا یہ کام ہے مولا ثواب کا
صدقہ محمد عربی کی جناب کا

۱۲۹

حسرت یہ ہے کہ تیغ و نسی تن پاش پاش ہو
جب فرق ہوں تو پہلو ہے اگر میں لاش ہو

۱۳۰

رہ رہ کر تڑپ رہی تھی علی کا ہاتھ ملتے تھے
یہ وار سب نبی کی کلیجے پہ چلتے تھے

۱۳۱

کیا چیز سر ہے بات پہ ہم لوگ مر رہے ہیں
دیکھو اس اختیار پہ یوں صبر کر رہے ہیں

۱۳۲

بیٹھے نہیں زمین پہ خدا کے کو گاڑ کے
موت آئی اوٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے

۱۳۳

آندھی میں خاک اوڑتی تھی گھوڑوں کی گشت سے
آواز ہائے ہائے کی آتی تھی دشت سے

۱۳۴

جن میں ملک ہیں انس میں غلمان ہیں حور میں
کہدیں یہ سب کہ ابن علی بیقصور ہیں

۱۳۵

سب کچھ تھا اختیار پہ مجبور ہو گئے
شبیہ سر سے تا بقدم چور ہو گئے

۱۳۶

جھکتے تھے زین سے جب شہ ذیشان زمین پر
غل تھا گرا ہے گرتا ہے قرآن زمین پر

۱۱۸

جب ذوالفقار حیدرِ صفدر نبی نے کی
گردن پہ برق سطوت شاہ نجف گری
آیا وہ وار خدا کا غضب جس پہ ٹوٹ کر
کٹ کر گری زمین پہ سر صف شکن گری

۱۱۹

اللہ رے شانِ مرحبِ خیبر شکن کی
خالی اڑی جو ضرب علی صف شکن کی
دہلا دی ذوالفقار سے چھاتی عدو کی سب
فرقِ سپر تھی کاٹ پہ تیغِ یمن کی

۱۲۰

جب ہر طرف سے ہو گئے دشمن نرغہ کر کے
گھوڑا اڑا دیا صفِ اعدا میں شیر نر نے
تلوار جب چلی سرِ ہر نامور پہ آہ
سر کٹ کٹ کر گرے تنِ بے سر کے سامنے

۱۲۱

بجلی کوندی جو تیغ کی چمکی شرر گرا
ظلمت کو دن کیا شبِ کفر اس سے گھر گرا
یوں کافروں کے تیغ دو دم میں قمر سے جدا کیا
گویا کلف کو درزی نے قینچی سے چر گرا

۱۲۲

ٹکڑے ہوا وہ ڈھال جو آئی دم میں سپر کے
قربان ذوالفقار جناب امیر کے
ہر وار تھا غضب کا ستم تھا ہر اک گھاؤ
حیدر سے ابتدا ہوئی یاں ختم ہو گئی

۱۲۳

اللہ رے انتقام خدا کی زمین پر
دستِ حسینؑ میں ید بیضا تھی دین پر
یہ مصطفےٰ کی جان وہ اللہ کا ولی
دونوں کا مرتبہ بھی دو عالم میں ہے جلی

۱۲۴

پتلی جدھر سوار نے پھیری یہ مڑ گیا
اور تو براق بنکے پری ہو کے اڑ گیا

۱۲۵

خالی ادھر گئی جدھر تیغ نگاہ کر
دہلا دیا دلوں کو ہر اک رزمگاہ کر
فرقِ سپر تھی کاٹ پہ تیغِ یمن کی آب تر
ذرّیں کمر پہ برق فرس لاجواب کر

۱۲۶

اس عزّ و اعتلا پہ زبان بھی رکی رہی
یہ کیا فروتنی ہے کہ گردن جھکی رہی

۱۲۷

اس دبدبہ سے زیر کیا روم و شام کو
جکڑ جہاد پھر نہ ہوا انتظام کو

۱۲۸

ہر دم برش بڑھی رہی گھاٹ اسکا نام ہے
اسکو صفائی کہتے ہیں کاٹ اسکا نام ہے

۱۲۹

بدمعرکو کمال کی دولت خدا دی ہے
خالی ہو جو کہ ظرف وہ کیونکر صدا دی ہے

۱۳۰

اللہ کا غضب ہے یہ جانی ہوئی تھی سب
لوہے کو ذوالفقار کے مانی ہوئی تھی سب

۱۰۹

عاری تھا نوک خنجر شاہ حجاز سے
پیہم اولٹ رہا تھا گرفت نماز سے
روکے تھے ہاتھ دست درازی سے نیزہ باز
تھا بند ہر نفس نفس بازی سے نیزہ باز

یوں چٹ سے کھولدیتی تھی نیزہ کی بند کو
آتش سپہ ڈالدے کوئی جیسے سپند کو

۱۱۰

غل تھا کہ دو چلی ہوا آئی ہے تیر کی
بجھتی ہے آگ آتی ہے دشمن پہ تیر کی
ترکش کی کس کمان کیا فرصت سے زہ گری
تیروں کو اڑ رہے تھے خود اڑا رہا تھا تیر کی

آتی ہے لشکر دنیہ تباہی اسیطرح
گرتی ہے برق قہر الٰہی اسیطرح

۱۱۱

دو شام و روم کی قدر انداز بے نظیر
سو سو تھے کس کس کا نشانہ تھا تیر تیر
دھومیں تھیں سہم کر ہوئے حلقہ میں بند تیر
جلاد تھے کہ موت کے حلقہ میں بند تیر

لیجو قسم اگر کبھی لشکر کشی کریں
سر کاٹ ڈالیے گا جو اب سرکشی کریں

۱۱۲

دشمن سے ملکے ہاتھ میں کرتے تھے جب کمر
چلاتے تھے کمان کو ہوتے تھے جب کمر
جلدی سے جب وہ باندھ چکے تھے کمر کمر
بل کھا رہی تھی تیر کی ہر شاخ پر کمر

ترکش دو نیم ہو گئے زہ گیر کیا کرے
چلہ نہو کمان میں تو پھر تیر کیا کرے

۱۱۳

دشمن سے لڑ رہے تھے جو ان دو جواں کے پاس
کی بھیجیے مدد کہ تھے دشمن کروہ و بیس
تلوار کیا فرس بھی تھے شاہ زمن کے پاس
ایک ایک کو پکار رہا تھا بھائی بھائی

زور اس سے چل سکیگا نہ رستم نہ کیقباد
اس پیل تن کی تاپ طمانچہ ہے دیو کا

۱۱۴

ہر سو زرہ وہ برچھے وہ خنجر وہ تیر وہ
شمشیر و خود و جوشن و مغفر وہ تیر وہ
نیزہ وہ تیر و خنجر و ساغر وہ تیر وہ
شمشاد جان سنان کمند و سنان قد

بے برگ و بار دشمن آل رسول ہیں
اب کے چھدیں گے پھل ہیں یہ ڈھالیں ہیں پھول ہیں

۱۱۵

دو شام و روم کی قدر انداز بے نظیر
سو سو تھے کس کس کا نشانہ تھا تیر تیر
دھومیں تھیں سہم کر ہوئے حلقہ میں بند تیر
جلاد تھے کہ موت کے حلقہ میں بند تیر

رخشاں ہے سارہ مہر میں نہیں شام میں نہیں
یہ شوخیاں تو اہل حق ایام میں نہیں

۱۱۶

اوس تیغ کو وفا سے کہ جو گرد ننگ ہو
اوس تیغ کو وفا سے کہ جو گرد ننگ ہو
ٹھہرا تھا کیا شامیوں کا ٹھکانا ہر ایک
سیدھے کیے تھے ہاتھ کہ دست و بازو تھے

مقتل کے ہر نشیب کو لاشوں سے پاٹ دی
پر غیر نیل کے بھی سر ہوں تو کاٹ دی



جا روب تھی کہ سیف و سنان مصاف تھی
دریائی راہ حملۂ اول مین صاف تھی

تیری یہ ہین زبان سخنور کو چاہیے
پاس آبرو کا صاحب جوہر کو چاہیے

لپٹے ہوئے سپر سے ہویدا نہ رنگ و دھنگ تھا
راکب تھا نہ فرس تھا نہ زین تھا نہ تنگ تھا

پانی سے جل بجھا تھا لگی کوئی نار سے
گرتی تھین تین بجلیان اک ذوالفقار سے

غصے مین مثل برق قرار اوسنے کم لیا
لاکھو نمین ڈھونڈھ کر اوسے مارا تو دم لیا

قبضے مین کیسہی تیغ نہ دستانے ہاتھ مین
کیون دیدیا تھا ہاتھ کو پیکانے ہاتھ مین

بھاگین کہ ان صفون کو ہم آراستہ کرین
مہلت جو تیغ دے تو دم راستہ کرین

دم مین نہ وہ غرور نہ وہ خودسری رہی
مجرم وہی رہا یہ خطا سے بری رہی

مرنے پہ بھی نصیب کی سوزش نہ جائیگی
اب ناریون کو آتش دوزخ جلائیگی

۹۱

خم کرکے گردنین عمر و شمر ٹل گئے
فولاد نرم ہوگیا پتھر پگھل گئے

۹۲

دنیا سے وقت عصر گذرتا ہے ہر طرح
حاضر ہین ہر طرح ہون کہ مرتا ہے ہر طرح

۹۳

چمکی علی کی تیغ جو دشت مصاف مین
پریان چھپین جبرئیل و مگس صف قاف مین

۹۴

مظلومی حسینؑ پہ دل ٹکڑے ہوتے ہین
انسان کا ذکر کیا ہے کہ گھوڑے بھی روتے ہین

۹۵

اس معرکہ مین کعبت پڑی ہے ہین اسیطرح
پنجہ ہمارے ہاتھ سے لڑتے ہین اسیطرح

۹۶

تیغ کشیدہ دست شہ بحر و بر مین ہے
طومار ہاتھ مین ہے لفافہ کمر مین ہے

۹۷

بھاگو بچو پکارا یہ صدا دی سپاہ نے
یا نبی سے موڑ منہ نکالا ہے ہار سپاہ نے

۹۸

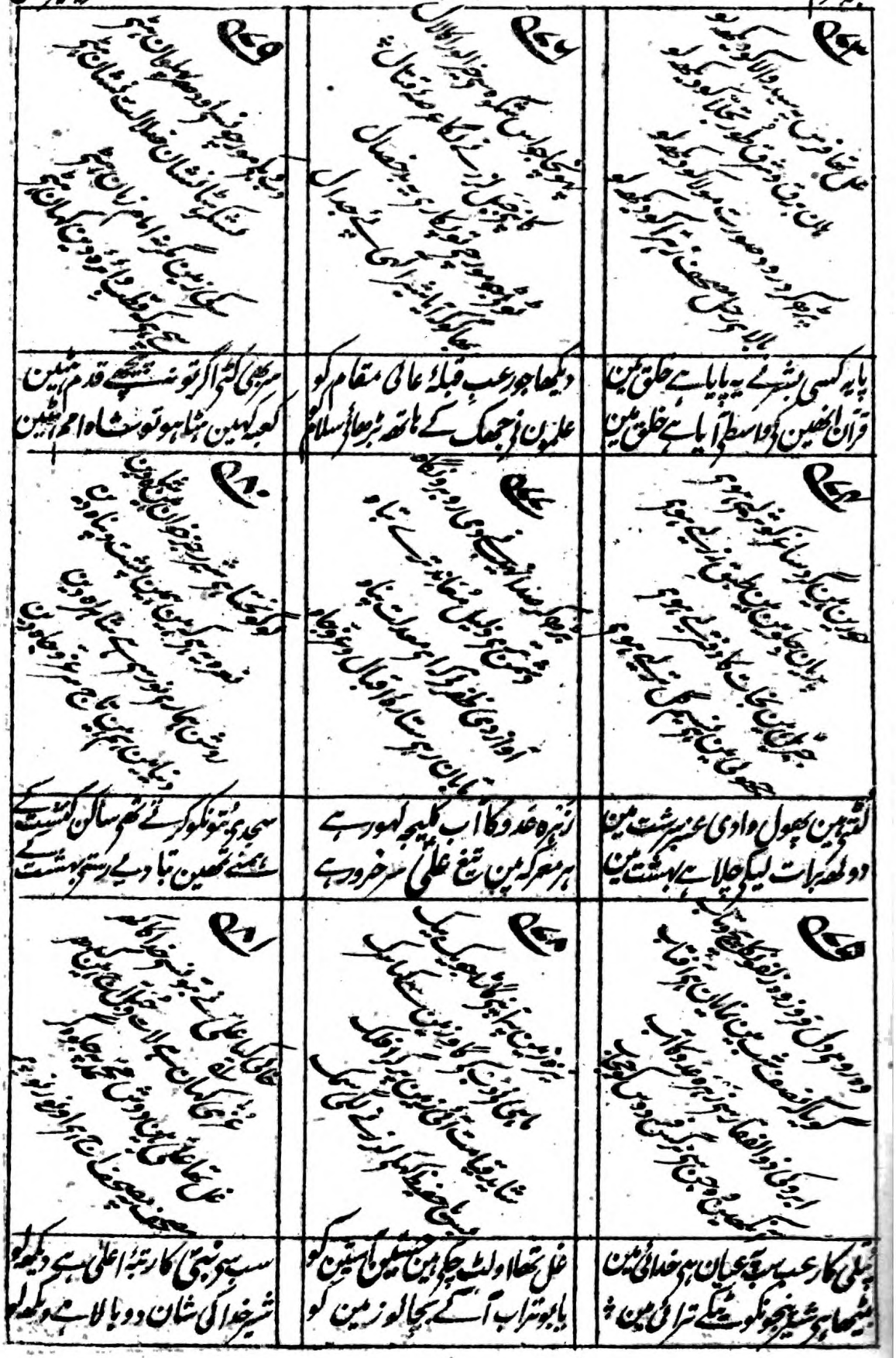
بیدین کا ساتھ دیکے حمیت کو کھو دیا
تم نے تو آج نام عرب کا ڈبو دیا

۹۹

آواز الامان کی سر ہر برین پڑی
بڑھ کر جو یون پھری صف اول زمین پڑی

جب شہ نے کین مین تیغ شہ لافتا علی





۷۶
علی تھا فرش پر سجدہ میں اور اللہ کو دیکھا تو
جہاں بھر کو دو عالم کے سب سے کو دیکھا تو
پڑھا کر درود و صورت مولا کو دیکھا تو
بالا ہے وصف سے جس کو ہر اک کو دیکھا تو
پایہ کسی بشر نے یہ پایا ہے خلق میں
قرآن انھیں کی واسطے آیا ہے خلق میں

۷۷
دیکھا جو اس شکوہ سے حیدر الوالعزم
پھر کر جبیں سے نور خدا کا ہوا ظہور
کانپی جبل زمیں پہ گرا رعد کا ہے شور
ٹوٹا جو ہو کے تیر کمان ابرو سے وہ جبرئیل
بھاگا کہ آیا شیر الٰہی کے سامنے

۷۸
سر بھی کٹے اگر تو نہ نیچے قدم ہٹیں
کعبہ کہیں بنا ہو تو شاہ امم ہٹیں
دیکھا جو رعب قبلۂ عالی مقام کو
علمون نے جھک کے ہاتھ بڑھائے سلام کو

۷۹
جھولی میں ہیں گلاب کی دستار کے پھول
پر ہیں جمال میں بت عطار کے پھول
جنت میں ہیں بہشت کے گلزار کے پھول
پھولوں میں ہیں یہ پھول کہ ہیں پھول سے سوا
گلشن میں پھول وادی عنبر سرشت میں
دولھا برات لیکے چلا ہے بہشت میں

۸۰
دیکھو تو کیا ہے شیر خدا کا وہ بوستاں
شمشیر ہے دلیل شہنشاہ کی اماں
آوازہ ذی فقار کا ہے مصدقت بیاں
ہاں رہ سنا ہے فتح و ظفر کا اسے نشاں
زہرہ عدو کا آب کلیجہ لہو ہے
ہر معرکہ میں تیغ علی سرخرو ہے

۸۱
سجدہ ہے تو تو لوگ کرتے تھے سالک کے مسلک کے
ہمنے تمھیں بتا دیے رستے بہشت کے
دولھا کی طرح سے ہے برات بہشت کے
گلشن میں ہیں بہشت کے گلزار کے پھول
دولھا برات لیکے چلا ہے بہشت میں

۸۲
غل تھا اولٹ چکے ہیں حسینوں کے آستین کو
یا بوتراب آ کے بچا لو زمین کو
شاید قیامت آئی زمین پر زلزلے سے
ہاں کانپتا ہے عرش بریں ہر صدا کے ساتھ
سب سے نبی کا رتبہ اعلیٰ ہے دیکھ لو
شیر خدا کی شان دوبالا ہے دیکھ لو



بھولو نہ تشنگی کو شہ تشنہ کام کی
پیاسو پیو سبیل ہے نذر امام کی

بازو کو تھاموا تھ مین حضرت کی ہاتھ دو
بیٹا ضعیفی وقت مین بابا کا ساتھ دو

طبقہ تمام نور سواری سے عرش تھا
سونا کی تھی زمین تو جوہر کا فرش تھا

شانہ بتول بالون مین کرتی نہ عم بھم
چادر سیاہ سر سے اوترتی نہ عم بھم

حسن بتول شان علی کا ظہور تھا
گویا لباس کعبہ مین خالق کا نور تھا

غل تھا نہ دور دور چلو نہ بہم چلو
ہان خادمو ادب سے قدم با قدم چلو

یان آکے ساتھ جاؤ امام غیور کے
سایہ کرو کہ دھوپ ہے سر پر حضور کے

جسکا یہ ذکر تھا وہ نواسی نبی کی تھی
زینب بہن حسین کی بیٹی علی کی تھی

بر مین نبی کا جامۂ عنبر شمامہ ہے
رنگت تو پھول سی ہے گلابی عمامہ ہے

۵۵

زیبا تھا جسکو دیکھ کے اسپ قمر رکاب
تھامے تھی فتح زین کو اور منہ ظفر رکاب
چشمک زنی تھی بال پہ کرنی تھی ہمرکاب
تھا ساتھ ساتھ نور کے لاہوت کا جلو
گرد رکاب

۵۶

چار و نہ تھے سمند جو جبریل نعل تھے
کھلیان تھے رکاب کہ بھرے اناج تھے
سمجھے ہوا پہ تھے کہ پرندوں کے بال تھے
کیا جانے کیا تھا جسکو کہ ہر گام تھا جلو
گرد رکاب

۵۷

رستے میں یاد گنبد نیلی رواق کے
ڈالے گلی کی تیاں ہیں طرہ بُراق کے
جو تیر ہو گرد رہتے تھے وہ دوست لیا ہوئے
سب دوپہر میں ابن علی سے جدا ہوئے

۵۴

فرزند جبل ہیں یہ جواہر نگار سے
دُرّوں کی آبرو ہیں یہ اس شاہوار سے
تھا یہ گماں کہ سوار ہیں دُرِّ ثمار سے
گرد رکاب ماہ کے ہالے تھے جلو میں

۵۵

سینہ کشادہ تنگ کمر چست جوڑ بند
گردن بلند چھاتی کشادہ نظر پسند
جانباز و جاں نثار و جگر دار و دل گزند
کیا کیا نہ تھے جوان کہ ہمراہ ہو لیے

۵۶

نازاں ہے خود رکاب کے پائے کو دیکھکر
بل کر رہا ہے خاک پہ سائے کو دیکھکر
مرعت ہوا بری تو لطافت ہوا کی ہے
جب ذکر خیر یاس میں مزکی کا ہو گیا
سب میرے دوست میرے عوض دنگو رہ گئے

۵۷

دریا میں اور جنگل و دریا میں شکار کے
پامال کر دیے ہیں شیر کوہسار کے
شائستگی کے پھول تھے لڑکے سوار کے
ہر ایک نونہال تھا اک شاخسار کا

۵۸

دونوں کنوئیاں جو بیچ میں تھیں شکستہ کار
سیراب تھے تو ان سے کہ مطلق نہ تھا غبار
ان پر زبان حال سے کہتا ہے ہر یراق
آقا حسینؑ ساتھ ہیں مجسا فرس نہیں

۵۹

افسوس اہل شام کو کچھ ہوش بس نہیں
آقا حسینؑ ساتھ ہیں مجسا فرس نہیں
اس گھر میں جتنے گھر ہیں وہ ہیں بیچ اغ میں
میرے تو ایک کلیجے پہ اٹھارہ داغ ہیں

۴۷۸

لڑنے میں صبر شکر تباہی میں چاہیے
رونا بشر کو خوف الٰہی میں چاہیے

۴۷۹

چھوٹا فلک ضیا سے جلو خانہ بنگیا
خورشید شمع حسن کا پروانہ بنگیا

۴۸۰

جلوہ دکھا رہی تھی ضیا ہاتھ باندھ کے
اک چاندنی بچھی ہوئی تھی ہاتھ باندھ کے

۴۸۱

بیوارثوں کا وارث و والی اگر ہے تو
دیکھو گے نہ پاؤں کہ مشکل کی راہ ہے

۴۸۲

پھرتا تھا سر پہ پھر سلیماں جناب کے
سایہ تھا ایک بیچ میں دو آفتاب کے

۴۸۳

نقش اس قلم کو چاند سے روشن دو چند ہیں
مجمر ہے آفتاب تو تارے سپند ہیں

۴۸۴

لو الوداع علاش پیارے کہ رو دیئے
لیکن نہ خاک اڑا کے نہ چلا کے رو دیئے

۴۸۵

یارب فساد خلق سے امن و امان رہے
جب تک زمین رہے یہ امام زمان رہے

۴۸۶

باہم طیور کہتے تھے کب دری ہے یہ
گھوڑے ہے چراغ یا تھمے کہ بیشکی ہے یہ



۲۸

کیا ہوگا لاکھ روئینگے یا خاک اڑائینگے
تا حشر اب پھر ینگے نہ وہ دوست آئینگے

۲۹

قربون کسی مدد کو جو نکلا وہ گھر گیا
لشکر بنی اسد کا قریب آکے پھر گیا

۳۰

مجسا بھی کوئی بیکس و بے پرسشہ ہو
مرکر نہ دفن ہون تو کسی کو خبر نہو

۳۱

راحت کو دن گذر گئے یہ فصل اور ہے
اب یون بسر کرو جو یتیمو نکا طور ہے

۳۲

بی بی نہ پوچھو کچھ یہ مصیبت عظیم ہے
مرجائے جسکا باپ وہ بچہ یتیم ہے

۳۳

لو الوداع جاتے ہین اب قتل گاہ مین
سونپا تمھین خدا و نبیؐ کی پناہ مین

۳۴

کیا بیکسی کی کی ہے مسافر نے وقت زار
پردیس مین کسی کو نہ آیا نظر مدد

۳۵

بلوا کے مجھکو پاس بٹھایا نہ وقت شام
تنہا رہا میں صبح سے یہ دل پہ ہے الم

۳۶

ہے ہے حسین ابن علی کا یہ حال ہو
بیٹی کا ساتھ ہو

۳۷

ہے ہے حسین ابن علی کا یہ حال ہو
بیٹی کا ساتھ ہو

۳۸

سچ ہے فلک نے تگو بڑے دکھ دکھائے ہین
صاحب اب اٹھو ہم آخری رخصت کو آئے ہین

۳۹

اب گھڑی گھڑی علیؑ اکبر کا نام ہے
چلیے ذرا کہ کام اب اونکا تمام ہے

۴۰

واری گئے نہ قبر مین انکو گاڑ کے
جنگل بسا دیا مری بستی اوجاڑ کے

۴۱

ہے ہے حسین ابن علی کا یہ حال ہو
بیٹی کا ساتھ ہو

۱۷

بعد از فنا بھی دوستی ایذا شریر تھے
فرزند فاطمہؑ کے جنازہ پہ تیر تھے

صدقے گئی مدینہ چلو یا نجف چلو
للہ ساتھ لے لو مجھے جس طرف چلو

۱۸

اب آخری بہن پہ سواری ہماری ہے
بعد اون بزرگوار و نکی باری ہماری ہے

کیا اس بلا کے بن سے تہیۂ سفر کا ہے
صدقے گئی بتا تو ارادہ کدھر کا ہے

۱۹

کیا کہیے ہائے کیسی مصیبت کی رات تھی
ہر دکھ مین غم تھا شب مین وہ جنمین الفت خدا کی تھی

صدقے گئی مدینہ چلو یا نجف چلو
للہ ساتھ لے لو مجھے جس طرف چلو

۲۰

بعد از دعا بہ حق کبھی کو حال غیر ہو
اوسکی ظفر ہے خاتمہ جسکا بخیر ہو

ملکی ہو یہ مرحلہ جو اعانت خدا کرے
جسکا نہ کوئی دوست ہو بلی وہ کیا کرے

۲۱

ہر چند آرزو تھی بہت زندگی کی ہم
تھی جتنی زندگی کی حلاوت وہ چھٹ گئی

دو تین گھر بھرے ہوے اکدم مین لٹ گئے

۱۰

پیارے ہو مرتبہ حسین علیہ السلام کے
لاکھوں حسن ہیں اس شہ ذی احتشام کے
صدقے ہو ہر نگاہ پہ سو بار شان سے
دولت ہو جس پہ ایک نگاہ غلام کے

۱۱

فرماتے تھے حسین علی اکبر گذر گئے
ہم ایسے بدنصیب جو تم تک نہ بچ گئے

۱۲

بیکس کو آسرا ہے پسر کا نہ بھائی کا
آقا یہی تو وقت ہے مشکلکشائی کا

۱۳

ہر بار پوچھتے تھے سبب آہ سرد کا
شکوہ کیا علی نے نہ پہلو کے درد کا

۱۱

پیارے تھے حسین بہت اکبر کو اے فلک
کس کس کو داغ تو نے دیا ہے جگر پہ داغ
پیٹے ہیں چھاتی لال کو غش میں ہزار بار
تھا ہر طرف سے لال کا ماتم بپا ہوا

۱۲

صدمے ہیں کیسے کیسے جگر پر حسین کے
فرزند فاطمہ کی بلا دیکھ رو کرو
دیکھا جو چین لوح قضا پر حسین نے
اس شہ کے حق میں ہر ورق اک مرثیہ ملا

۱۳

دشمن کے بھی جو پوتے تھے غمخوار دوستدار
پوچھا کسی نے جب تو کہا شکر ذوالجلال

۱۰

مجبوب ہم میں فاطمہ بے پر کی روح ہے
شرمندگی نہو علی اکبر کی روح سے

۱۱

پانی پہ جنگ آگ لگی ہے یہ دہر میں
حصہ پسر کا کیا نہیں مادر کے مہر میں

۱۲

پھر کیا کسی سے کام ہے سب سے جدا رہوں
بھائی کو اپنے لیکے میں جنگل میں جا رہوں

۱۳

ہم کیا ہیں چیز ہاتھ بندھے یا گلا بندھے
جب ریسمان فرق گردن مشکلکشا بندھے

۱۰

طاہر ہو جو علی کے یہ لاکھوں میں ایک ہے
اس شہ کے غم میں بی بی کو میاں پر رشک ہے
حجرے میں بیٹھے روتے تھے شاہ فلک جناب
موقع ہے صبر کا یہ علی اکبر کی شب ہے

۱۱

ہاں اے فلک ستم کی ہوا دیکھ بھال کر
باشندہ ذوالجلال دکھا ہے جلال کر
یا فاطمہ حسین کی ہیں بیکس اب کمر
اب اور ہے کسی سے نہ امید یاں مگر

۱۲

بیکس کو اپنے لیکے میں جنگل میں جا رہوں
بھائی کو اپنے لیکے میں جنگل میں جا رہوں

۱۳

ہم کیا ہیں چیز ہاتھ بندھے یا گلا بندھے
جب ریسمان فرق گردن مشکلکشا بندھے

۱۵ مرثیہ

جب فیجوان پیسر شہ دین سے جدا ہوا
روشن قمر سپہر یقین سے جدا ہوا
در نظر امام مبین سے جدا ہوا
گلشن سے جانفزا گل رنگین جدا ہوا

دل داغ ہو گیا دل و جان بتول کا
گھر بیچراغ ہو گیا سبط رسول کا

۱۶

بسمل کر تڑپتی کسی دل کو کیا ہے جب
تیغین کیون نہ دل کیا ساحل کو کیا ہے جب
کشتی نہ ڈوبے جا کے بھی ساحل کو کیا ہے جب
کس چیز کی یہ چھری نے بسمل کو کیا ہے جب

خار و خس سے پوچھیے نہ کسی گل سے پوچھیے
صدمہ چمن کے لٹنے کا بلبل سے پوچھیے

۱۷

افسوس جسکی زیست و شہ دین کے لیے
مقدور خدا کی بیٹے جسکے نوجوان تھے
پیدا کیا کسی کو ہے جسکے نوجوان تھے
کہتا ہے خود شباب کہ مرنے کے دن نہ تھے

اس عمر مین جہان سے گذرو کے دن نہ تھے
کہتا ہے خود شباب کہ مرنے کے دن نہ تھے

۱۸

بیٹھی ہے بیکسی کی ردا سر پہ ڈالکر
خود باپ بیٹھا ہے کمر خم نکالکر
بھولا ہے بیکسی سے نمازین سنبھالکر
بیٹھا ہے بیکسی سے نمازین سنبھالکر

ایوب بھی اگر ہون تو دم بھر نہ کل پڑے
آنسو تھمین تو موضع دل کیونکر کل پڑے

۱۹

بیٹھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر
دیکھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر
بیٹھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر
دیکھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر

برباد اسطرح کوئی آباد گھر نہو
کیا زندگی کا لطف جب ایسا پسر نہو

۲۰

بیٹھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر
دیکھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر
بیٹھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر
دیکھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر

بس تھے وہ کہ ساتھ کسی کو نہ لیگئے
جب دم طلب ہوی تو اکیلے چلیگئے

۲۱

ہے ہے بیٹے نوزیست کا پھر کیا مزار ہا
دل اور آرزو خون جگر فولاد الامان
وہ اضطراب خلط ثبات و الامان
وہ اشک سوزاں و رد و فریاد الامان

وہ رنج و درد وہ پیار کی باتین کدھر گئین
وہ دن کہان ہین اور وہ راتین کدھر گئین

۲۲

بیٹھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر
دیکھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر
بیٹھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر
دیکھا ہے ایک ہاتھ سے دامن کو تھامکر

یہ درد تھا کہ مین کہ دل ٹکڑے ہوا تھا
یہ حال تھا کہ روز پہ دشمن بھی روتے تھے

سلام

حسین بن بوتراب پر لاکھوں سلام
جانفزا جانفزا پر لاکھوں سلام
ظلم سے ظلم سے پر لاکھوں سلام
بے گناہی بے گناہی پر لاکھوں سلام
بے وطن بے وطن پر لاکھوں سلام
بے کفن بے کفن پر لاکھوں سلام
بے پدر بے پدر پر لاکھوں سلام
بے پسر بے پسر پر لاکھوں سلام
بے اثر بے اثر پر لاکھوں سلام
بے خبر بے خبر پر لاکھوں سلام
بے ردا بے ردا پر لاکھوں سلام
بے قبا بے قبا پر لاکھوں سلام
بے سپر بے سپر پر لاکھوں سلام
بے جگر بے جگر پر لاکھوں سلام
بے اثر بے اثر پر لاکھوں سلام
بے خبر بے خبر پر لاکھوں سلام
بے ردا بے ردا پر لاکھوں سلام
بے قبا بے قبا پر لاکھوں سلام
بے سپر بے سپر پر لاکھوں سلام
بے جگر بے جگر پر لاکھوں سلام

بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی

بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی

بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی
بھلی تھی بھلی تھی طوق حلقہ کی بھلی تھی



عضو بیکار ہو ہر گھٹ گئی طاقت میری
لوٹ لی نانا کی امت نے بضاعت میری

لوگ جیوا نکو نہیں پانی سے ترستا ہے یہاں
حیف ہے خلق سے ہم تشنہ دہن جاتے ہیں

خون ناحق کی غریبوں کی سزا پاؤ گے
آج بے بس ہو ہمیں اوس روز کہاں جاؤ گے

پیار سے گود میں زخمی کو کبھی لیتے تھے
خون بھرے منہ پہ منہ اپنا کبھی رکھ دیتے تھے

دم تو ٹھہرے گا جو کم تشنہ دہانی ہوگی
کچھ تو تسکین تجھے اے یوسف ثانی ہوگی

ایسا بڑھا علی اکبر کہ سنبھالا نہ گیا
شہ سے الفت کی سبب تیر نکالا نہ گیا

قدر کچھ امت احمد نے نہ جانی تیری
ہائے یہ حسن ترا ہائے جوانی تیری

شاہ چلائے نہ رحم اسکی جوانی پہ کیا
کیا ستم زیغ میں ظالم مری جانی پہ کیا

شاہ چلائے تھے جب اس ہوئے ہم بیٹا
باپ جیتا رہا تم ہو گئے بیدم بیٹا

۵۵

حسرت کی تھی اعدا کو جو ارمان کی دو بن
ناوک نے کیا زخم کو پیکان کی دو بن
وہ تیر جسے چاہتی ہو ولی جان کی دو بن
صاف دو کمر میں ہیں اور تلوار کی دو بن

کٹ گیا ہے مہ نو شرم سے خم ایسا تھا
دُر سے دم بند تھے کفار و نکے دم ایسا تھا

۵۶

ہاں دوں میں تیغ کی تھی جو جادو بھرا ہوا
موج اس اب میں تھا وہ خدا کا دیا ہوا
وہ تیغ وہ کلائی وہ بازو بھرا ہوا
پیشِ تیغ وہ تیغ وہ جنگ تھی جنگ میں تھا

گر پڑے کوہ پہ دو ٹکڑے برابر ہو وین +
کس سے وار اوسکا کہ جسمین یہ جوہر ہو وین

۵۷

تھین نا بالک اور وقت بھی بچون نا خبر
غضب بھی تھی حیف بھی تھی یہ ستم کی تھی قہر
بچی بچی پہ شفقت بھی تھی رحم بھی تھا مہر
تھین جان بھی جاتی تھی کہ تھا دشمن دہر

کیا جگر بین بدا اللہ کی اولاد کے ہین
تیغ چھٹتی نہین کیا ہاتھ بھی فولاد کے ہین

۵۸

مثل مہ نو کے جو ہر تھا سب کے نمودار
گرتی تھی فوج پہ بجلی سی چمک کر تلوار
دل دھڑکتا تھا صدا آتی تھی جب کرتا وار
بل نکلتا تھا صدا آتی تھی کیا کہنا وار

جا کے جس غول سے ہمشکل نبی لڑتے تھے
شاہ بے زخم لگے خاک پہ گر پڑتے تھے

۵۹

ہاتھ کٹتے تھے کہ تھا پھرتا وہ ہاتھ کا پھیر
گرتے تھے سر کہ تھا وہ جست و وہ چابکدستی کا پھیر
ٹوٹتی تھی کمر اور ہوتا تھا جانکاہ پھیر
ہاتھ کا پھیر تھا یا موت کا تھا راہ پھیر

کس کو سمجھائے محمدؐ کا نواسا اکبرؑ
آکے دیجاؤ انھین رن سے دلاسا اکبرؑ

۶۰

کاٹتے تھے جو کسی کو تو کسی کو مارتے تھے
ہر طرف ہاتھ تھا تلوار کی جو مارتے تھے
ہر طرف ہاتھ تھا تلوار کی جو مارتے تھے
نعرہ کرتے تھے کہ ہم ہیں علی جو مارتے تھے

غل ہوا شاہ کے دلدار کو مارا ہمنے
پسر سید ابرار کو مارا ہمنے

۶۱

شور تھا ضرب یہ ہی کاٹ اسی کہتے ہین
مار کہتے ہین اسی گھاٹ اسی کہتے ہین
ہاں علی اکبر مظلوم اسی کہتے ہین
ہاں علی اکبر مظلوم اسی کہتے ہین

بڑھ کے اک وار کیا تیغ کا ہمنے ظالم
ناگہان گر پڑا گھوڑے سے زمین پر ظالم

۶۲

بڑھ کے اک وار کیا تیغ کا ہمنے ظالم
ناگہان گر پڑا گھوڑے سے زمین پر ظالم
ہاں علی اکبر مظلوم اسی کہتے ہین
ہاں علی اکبر مظلوم اسی کہتے ہین

شور تھا ضرب یہ ہی کاٹ اسی کہتے ہین
مار کہتے ہین اسی گھاٹ اسی کہتے ہین

۶۳

ہاں دوں میں تیغ کی تھی جو جادو بھرا ہوا
موج اس اب میں تھا وہ خدا کا دیا ہوا
وہ تیغ وہ کلائی وہ بازو بھرا ہوا
پیشِ تیغ وہ تیغ وہ جنگ تھی جنگ میں تھا

کیا ہین بھول گئے دھیان کدھر ہے بیٹا
کچھ کلیجے کی پدر کے بھی خبر ہے بیٹا

۶۴

تھین نا بالک اور وقت بھی بچون نا خبر
غضب بھی تھی حیف بھی تھی یہ ستم کی تھی قہر
بچی بچی پہ شفقت بھی تھی رحم بھی تھا مہر
تھین جان بھی جاتی تھی کہ تھا دشمن دہر

کیا جگر بین بدا اللہ کی اولاد کے ہین
تیغ چھٹتی نہین کیا ہاتھ بھی فولاد کے ہین

۶۵

مثل مہ نو کے جو ہر تھا سب کے نمودار
گرتی تھی فوج پہ بجلی سی چمک کر تلوار
دل دھڑکتا تھا صدا آتی تھی جب کرتا وار
بل نکلتا تھا صدا آتی تھی کیا کہنا وار

جا کے جس غول سے ہمشکل نبی لڑتے تھے
شاہ بے زخم لگے خاک پہ گر پڑتے تھے

۶۶

ہاتھ کٹتے تھے کہ تھا پھرتا وہ ہاتھ کا پھیر
گرتے تھے سر کہ تھا وہ جست و وہ چابکدستی کا پھیر
ٹوٹتی تھی کمر اور ہوتا تھا جانکاہ پھیر
ہاتھ کا پھیر تھا یا موت کا تھا راہ پھیر

کس کو سمجھائے محمدؐ کا نواسا اکبرؑ
آکے دیجاؤ انھین رن سے دلاسا اکبرؑ

۶۷

کاٹتے تھے جو کسی کو تو کسی کو مارتے تھے
ہر طرف ہاتھ تھا تلوار کی جو مارتے تھے
ہر طرف ہاتھ تھا تلوار کی جو مارتے تھے
نعرہ کرتے تھے کہ ہم ہیں علی جو مارتے تھے

غل ہوا شاہ کے دلدار کو مارا ہمنے
پسر سید ابرار کو مارا ہمنے

۶۸

بڑھ کے اک وار کیا تیغ کا ہمنے ظالم
ناگہان گر پڑا گھوڑے سے زمین پر ظالم
ہاں علی اکبر مظلوم اسی کہتے ہین
ہاں علی اکبر مظلوم اسی کہتے ہین

شور تھا ضرب یہ ہی کاٹ اسی کہتے ہین
مار کہتے ہین اسی گھاٹ اسی کہتے ہین

۶۹

ہاں دوں میں تیغ کی تھی جو جادو بھرا ہوا
موج اس اب میں تھا وہ خدا کا دیا ہوا
وہ تیغ وہ کلائی وہ بازو بھرا ہوا
پیشِ تیغ وہ تیغ وہ جنگ تھی جنگ میں تھا

کیا ہین بھول گئے دھیان کدھر ہے بیٹا
کچھ کلیجے کی پدر کے بھی خبر ہے بیٹا

۷۰

تھین نا بالک اور وقت بھی بچون نا خبر
غضب بھی تھی حیف بھی تھی یہ ستم کی تھی قہر
بچی بچی پہ شفقت بھی تھی رحم بھی تھا مہر
تھین جان بھی جاتی تھی کہ تھا دشمن دہر

کیا جگر بین بدا اللہ کی اولاد کے ہین
تیغ چھٹتی نہین کیا ہاتھ بھی فولاد کے ہین

۷۱

مثل مہ نو کے جو ہر تھا سب کے نمودار
گرتی تھی فوج پہ بجلی سی چمک کر تلوار
دل دھڑکتا تھا صدا آتی تھی جب کرتا وار
بل نکلتا تھا صدا آتی تھی کیا کہنا وار

جا کے جس غول سے ہمشکل نبی لڑتے تھے
شاہ بے زخم لگے خاک پہ گر پڑتے تھے

۷۲

ہاتھ کٹتے تھے کہ تھا پھرتا وہ ہاتھ کا پھیر
گرتے تھے سر کہ تھا وہ جست و وہ چابکدستی کا پھیر
ٹوٹتی تھی کمر اور ہوتا تھا جانکاہ پھیر
ہاتھ کا پھیر تھا یا موت کا تھا راہ پھیر

کس کو سمجھائے محمدؐ کا نواسا اکبرؑ
آکے دیجاؤ انھین رن سے دلاسا اکبرؑ

۷۳

کاٹتے تھے جو کسی کو تو کسی کو مارتے تھے
ہر طرف ہاتھ تھا تلوار کی جو مارتے تھے
ہر طرف ہاتھ تھا تلوار کی جو مارتے تھے
نعرہ کرتے تھے کہ ہم ہیں علی جو مارتے تھے

غل ہوا شاہ کے دلدار کو مارا ہمنے
پسر سید ابرار کو مارا ہمنے

۷۴

بڑھ کے اک وار کیا تیغ کا ہمنے ظالم
ناگہان گر پڑا گھوڑے سے زمین پر ظالم
ہاں علی اکبر مظلوم اسی کہتے ہین
ہاں علی اکبر مظلوم اسی کہتے ہین

شور تھا ضرب یہ ہی کاٹ اسی کہتے ہین
مار کہتے ہین اسی گھاٹ اسی کہتے ہین

۷۵

ہاں دوں میں تیغ کی تھی جو جادو بھرا ہوا
موج اس اب میں تھا وہ خدا کا دیا ہوا
وہ تیغ وہ کلائی وہ بازو بھرا ہوا
پیشِ تیغ وہ تیغ وہ جنگ تھی جنگ میں تھا

کیا ہین بھول گئے دھیان کدھر ہے بیٹا
کچھ کلیجے کی پدر کے بھی خبر ہے بیٹا

۷۶

تھین نا بالک اور وقت بھی بچون نا خبر
غضب بھی تھی حیف بھی تھی یہ ستم کی تھی قہر
بچی بچی پہ شفقت بھی تھی رحم بھی تھا مہر
تھین جان بھی جاتی تھی کہ تھا دشمن دہر

کیا جگر بین بدا اللہ کی اولاد کے ہین
تیغ چھٹتی نہین کیا ہاتھ بھی فولاد کے ہین

۷۷

مثل مہ نو کے جو ہر تھا سب کے نمودار
گرتی تھی فوج پہ بجلی سی چمک کر تلوار
دل دھڑکتا تھا صدا آتی تھی جب کرتا وار
بل نکلتا تھا صدا آتی تھی کیا کہنا وار

جا کے جس غول سے ہمشکل نبی لڑتے تھے
شاہ بے زخم لگے خاک پہ گر پڑتے تھے

۷۸

ہاتھ کٹتے تھے کہ تھا پھرتا وہ ہاتھ کا پھیر
گرتے تھے سر کہ تھا وہ جست و وہ چابکدستی کا پھیر
ٹوٹتی تھی کمر اور ہوتا تھا جانکاہ پھیر
ہاتھ کا پھیر تھا یا موت کا تھا راہ پھیر

کس کو سمجھائے محمدؐ کا نواسا اکبرؑ
آکے دیجاؤ انھین رن سے دلاسا اکبرؑ

۷۹

کاٹتے تھے جو کسی کو تو کسی کو مارتے تھے
ہر طرف ہاتھ تھا تلوار کی جو مارتے تھے
ہر طرف ہاتھ تھا تلوار کی جو مارتے تھے
نعرہ کرتے تھے کہ ہم ہیں علی جو مارتے تھے

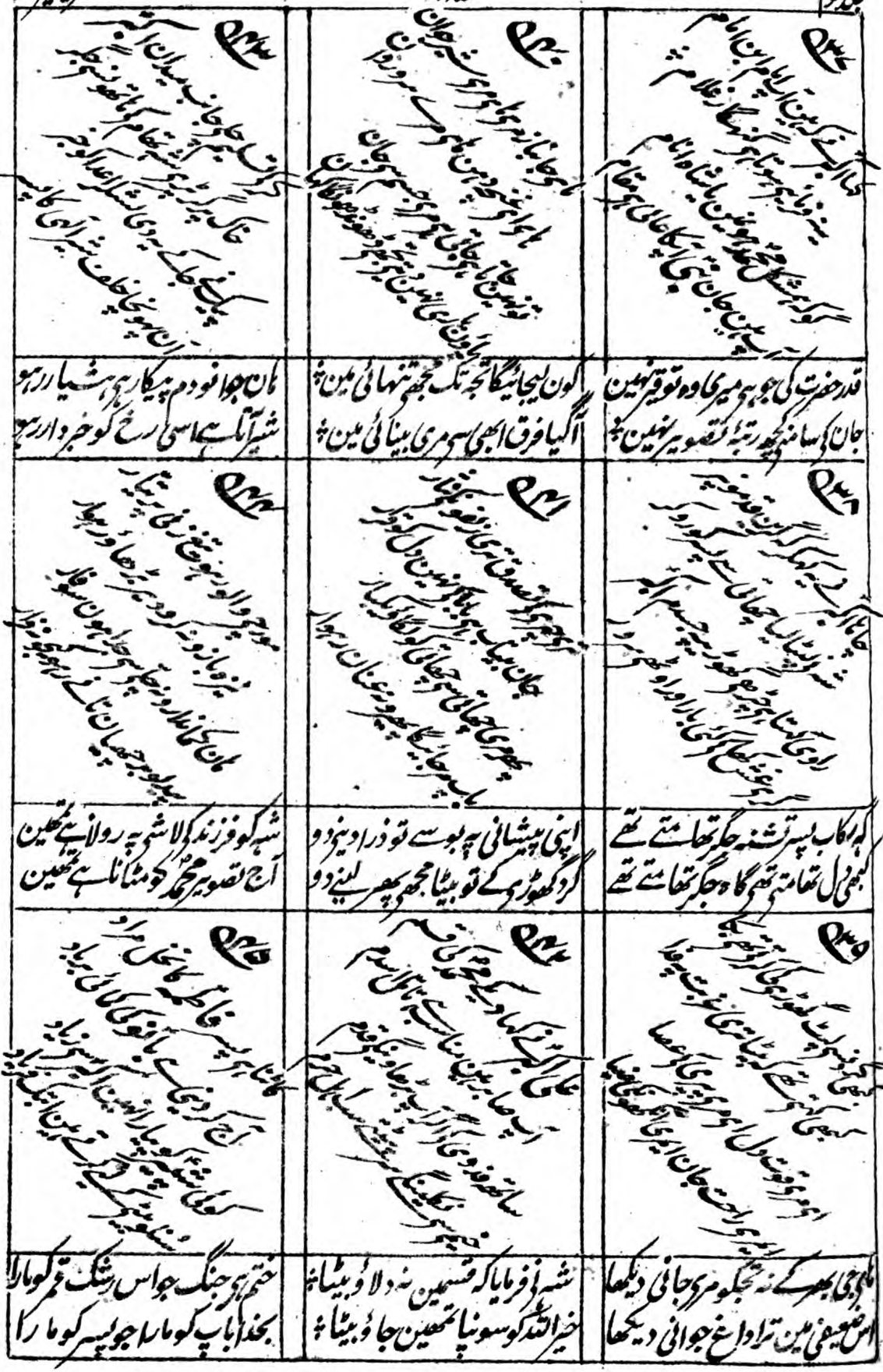
غل ہوا شاہ کے دلدار کو مارا ہمنے
پسر سید ابرار کو مارا ہمنے

۸۰

بڑھ کے اک وار کیا تیغ کا ہمنے ظالم
ناگہان گر پڑا گھوڑے سے زمین پر ظالم
ہاں علی اکبر مظلوم اسی کہتے ہین
ہاں علی اکبر مظلوم اسی کہتے ہین

شور تھا ضرب یہ ہی کاٹ اسی کہتے ہین
مار کہتے ہین اسی گھاٹ اسی کہتے ہین

صبح صادق سے ابھی افروزہ جبیں روشن تھی گوسوں تک حسن کی پرتو سے زمیں روشن تھی	ہے سپہر کاندھی پہ یا شب ہے سحر کے پیچھے یا کوئی ابر کا ٹکڑا ہے قمر کے پیچھے	در پہ خیمے کے کھڑی بیٹے کو تکتی ہوگی آگ کیا ماں کے کلیجے میں بھڑکتی ہوگی
قامت یا ست نشان اسد اللہی ہے دست و بازو سے عیاں شان ید اللہی ہے	خاک پر کاٹ کے تیغوں سے گرا دیوینگے آج اس چاند کو مٹی میں ملا دیوینگے	سر قلم ہوتے تھے افواج ستم یاری تھی صفحۂ خاک پہ اک جدول خوں جاری تھی
آب و تاب و ضو و نماز و نسک و خجل و رعونت شعلۂ طور ہے پرواز شعلۂ کاکل پرخم	ایسا رکابوں میں دبکا ہے سر ایسا جھکا ہے خوشا حسن سے زیور کی طرح بن میں بنا ہے	نعرہ زن تھا کہ لڑا ابن حسین ابن علی گونجی فوج میں دو بار دھمکار ابن علی



قدر حضرت کی جو ہے میری وہ تو قیر نہیں
جان کے سامنے کچھ رتبۂ تصویر نہیں

کون لیجائیگا تجھ تک مجھے تنہائی میں
آگیا فرق ابھی سے مری بینائی میں

ماں جو اٹھو دم پیکار ہے ہشیار رہو
شیر آتا ہے اسی رخ کو خبردار رہو

کہہ رکاب پسر تشنہ جگر تھامتے تھے
کبھی دل تھامتے تھے گاہ جگر تھامتے تھے

اپنی پیشانی پہ بوسے تو ذرا دیدو
گرد گھوڑے کے تو بیٹا مجھے پھر لینے دو

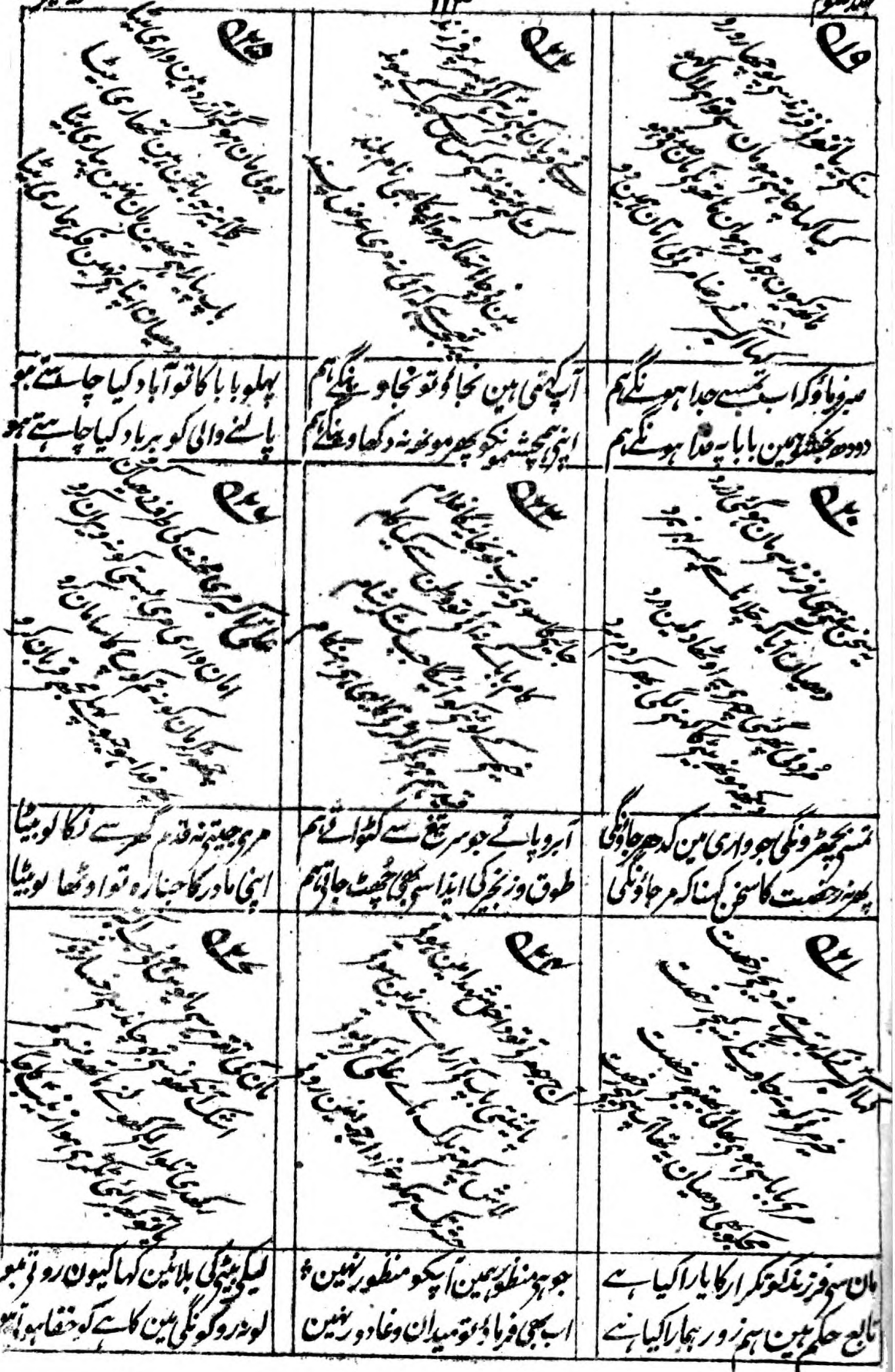
شہ کو فرزند کی لاشے پہ رولاتے تھین
آج تصویر محمدؐ کو مٹاتے ہے تھین

ماں جی پھر کے نہ تجکو مری جانی دیکھا
اس ضعیفی مین ترا داغ جوانی دیکھا

شہ نے فرمایا کہ قسمین نہ دلاؤ بیٹا
خیر اللہ کو سونپا تمھین جاؤ بیٹا

ختم ہے جنگ جو اس رشک قمر کو مارا
بخدا باپ کو مارا جو پسر کو مارا





۱۰

۱۱

۱۲

۱۳

تن پہ چار آئینہ سینہ کا وہان سامان ہے
چار پارہ ہے جگر مانکا پدر حیران ہے

۱۴

مان کہتی ہے دو ملتی ہے بیاہ کی گھر لانے کی
فکر یاں عین جوانی میں ہے مرجانے کی

۱۵

جسم کانپیگا قلق ہوگا غش آجائیگا
حرف رخصت کا نہ بانو سے سنا جائیگا

۱۶

کچھ سنان باپ کو آنکھو نسے نظر آویگا
تو ہے چشم ایسا سلامت جو نہ گھر آویگا

۱۷

بھائی کی واسطے قاسم کی دو ملتی روتی ہے
پکڑے دامان قبا چھوٹی بہن روتی ہے

۱۸

مونھ سے کچھ کہتے نہیں پاس ادب کرتے ہیں
کونسی چیز ہے جو مانسے طلب کرتے ہیں

۱۹

اوسکا دل دیکھو چھٹے باپ سے جسکا بیٹا
اور بیٹا بھی تو ہمشکل نبی سا بیٹا

۲۰

شاہ خاموش ہیں پر بول نہیں سکتے ہیں
کبھی بانو کا کبھی بیٹے کا مونھ تکتے ہیں

۲۱

تھا مقدر میں کہ سب ہووین جدا ہم دیکھیں
اب بھی اوٹھ جائیں جہانسے تو نہ یہ غم دیکھیں



مرثیہ

۱ دولت یہ کون دیتا ہے دل کون دیتا ہے
داغ جگر ہے کون دیتا ہے

۲ ہر ایک غم سے یاس بڑی جان گداز ہے
داغ جگر سے داغ پسر کا گداز ہے

۳ ماں کی کلیجہ کی ہے جو ٹھنڈک چلی گئی
روشن دل حزیں کی ہے جو چمک چلی گئی

۴ داغ اولاد ہے یہ صبر کا مقدور نہیں
پہلو فرزند سے مر جائیں تو کچھ دور نہیں

۵ دل کی بیتابی ہر اک آن سوا ہوتی ہے
روح ماں باپ کی قالب سے جدا ہوتی ہے

۶ داغ اولاد ہے یہ صبر کا مقدور نہیں
ایسا بیٹا نہیں ہر ایک کا جو ہو مارا

۷ داغ فرزند حسینؑ ابن علیؑ سے پوچھو
نوجوان بیٹے کا غم باپ کے جی سے پوچھو

۸ شہ نے پھاڑا ہے گریبان قبا گل کی طرح
ماں پریشان کیے ہے بالوں کو سنبل کی طرح

۹ دل کی بیتابی ہر اک آن سوا ہوتی ہے
روح ماں باپ کی قالب سے جدا ہوتی ہے

۱۰ داغ اولاد ہے یہ صبر کا مقدور نہیں
پہلو فرزند سے مر جائیں تو کچھ دور نہیں

۱۱ داغ فرزند حسینؑ ابن علیؑ سے پوچھو
نوجوان بیٹے کا غم باپ کے جی سے پوچھو

۱۲ ماں سے چھٹتا ہے پسر بیٹے سے ماں چھوٹتی ہے
گو وہ غم گرتا ہے بابا کی کمر ٹوٹتی ہے

۱۳ دشت میں چار طرف ڈھونڈھتی جا و بیکس
اپنے یوسف کو بجز خشر نہ پاویں گی حسینؑ

۱۴ بجز ابن علیؑ صبر میں لاثانی ہے
واں تو دنیا تھا یہاں بیٹے کی قربانی ہے

۱۵ کیا غضب ہووے گا کیا سینہ زنی ہووے گی

سوال خط کا ہے ۱۲ جواب لکھا ہے

ملک کا ۱۳ خط کا ہے

سوال ۱۴ جواب لکھا ہے

سوال ۱۵ جواب لکھا ہے

سوال ۱۶ جواب لکھا ہے

سوال ۱۷ جواب لکھا ہے

سوال ۱۸ جواب لکھا ہے

سوال ۱۹ جواب لکھا ہے

سوال ۲۰ جواب لکھا ہے

سوال ۲۱ جواب لکھا ہے

سوال ۲۲ جواب لکھا ہے

سوال ۲۳ جواب لکھا ہے

سوال ۲۴ جواب لکھا ہے

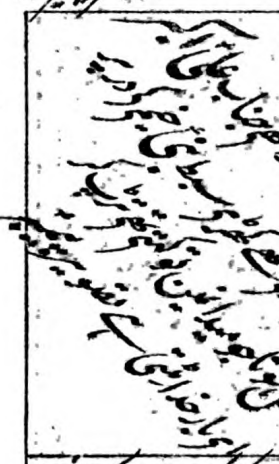
سوال ۲۵ جواب لکھا ہے

تمت

۱۴	۱۵	۱۶
لوٹ مجھے امت نبی محمدؐ کی دغا سے کاٹا ہے کلیجہ کو مرے تیغ جفا سے	ہین گرد مری لاش کے روحین شہدا کی آتی ہے صدا گریۂ محبوب خدا کی ہے	ماتم مین ہین ہین اپنے رولایا علی اکبر تنہا مرا لاشہ نہ اوٹھایا علی اکبر
۱۷	۱۸	۱۹
لٹوا کو سکینہ کو برادر کو نہ دیکھا افسوس کہ مرتی ہوی مادر کو نہ دیکھا	لب تشنہ جہان سے سوی کوثر گئے بیٹا یہ باپ تو حیدر ماتم مر گئے بیٹا ہے	مین واسطہ دیتا ہون حسینؑ ابن علی کا محتاج نہ کیجو مجھے دنیا مین کسی کا
۲۰	۲۱	۲۲
سلام ۱ حسین دیکھیو دل غنچہ حسین کا زوال جسکو نہین ہے وہ آفتاب ہے یہ	۲ حسین کہتے تھے جو کھول کر آنکھون کو اپنی اکثر خدا گواہ ہے لاکھون مین انتخاب ہے یہ	۳ امام کہتے تھے جہان تھا حرم کا افسوس ضعیفہ اور سکینہ کا بھی اضطراب ہے یہ
۲۳	۲۴	۲۵
۱ حسین کہتے تھے جو کھول کر آنکھون کو اپنی اکثر خدا گواہ ہے لاکھون مین انتخاب ہے یہ	۲ امام کہتے تھے جہان تھا حرم کا افسوس ضعیفہ اور سکینہ کا بھی اضطراب ہے یہ	۳ عدم کی منزل پہ روح کا بھی پڑاؤ ہے جہان کا بھی سفر کا اپنا پڑاؤ ہے

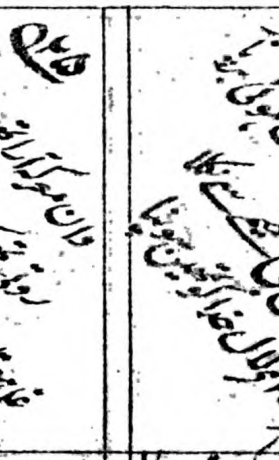


۲۱



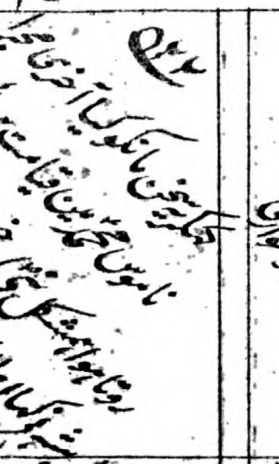
پرین کوئی حرب تو نکالون علی اکبر
آؤ تمھین دو طرف تو بنا لون علی اکبر

۲۲



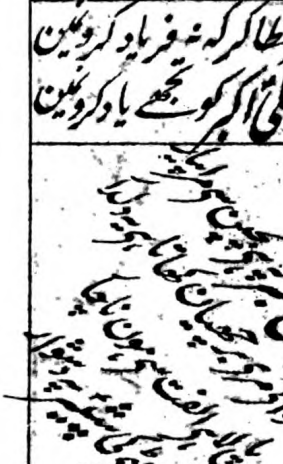
فرقت تری قسمت مجھے دکھلاتی ہے بیٹا
تم جاتے ہو یہین جان چلی جاتی ہے بیٹا

۲۳



تو صبر عطا کر کہ نہ فریاد کرون مین
بھولون علی اکبر کو تجھے یاد کرون مین

۲۴



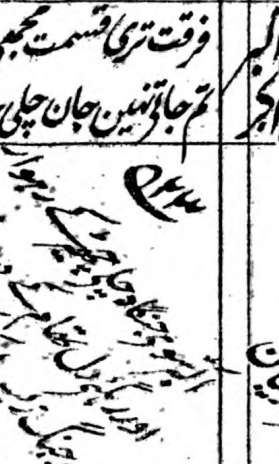
نہ چھوڑا نہ سہرا نہ دولھن چاہیے مجکو
اب گوشۂ قبر اور کفن چاہیے مجکو

۲۵



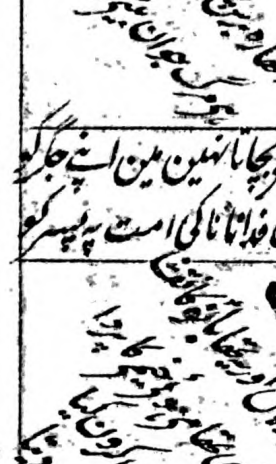
تھے روکتے اوس فوج کے ریلے علی اکبر
لڑتے تھے ہزارون سے اکیلے علی اکبر

۲۶



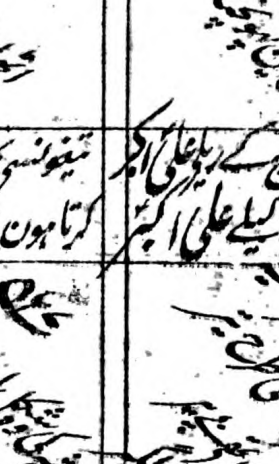
تیغون نسے بچاتا نہین مین اپنے جگر کو
کرتا ہون فدا نانا کی امت پہ پسر کو

۲۷



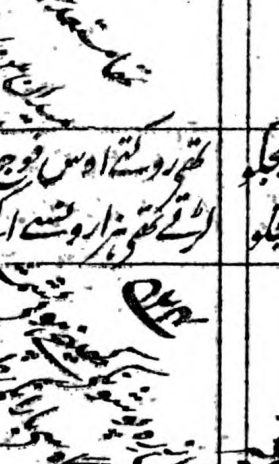
بادھی ہے کہ گلشن ہستی سے سفر پر
بس ہے یہی شادی کہ تصدق ہون پدر پر

۲۸

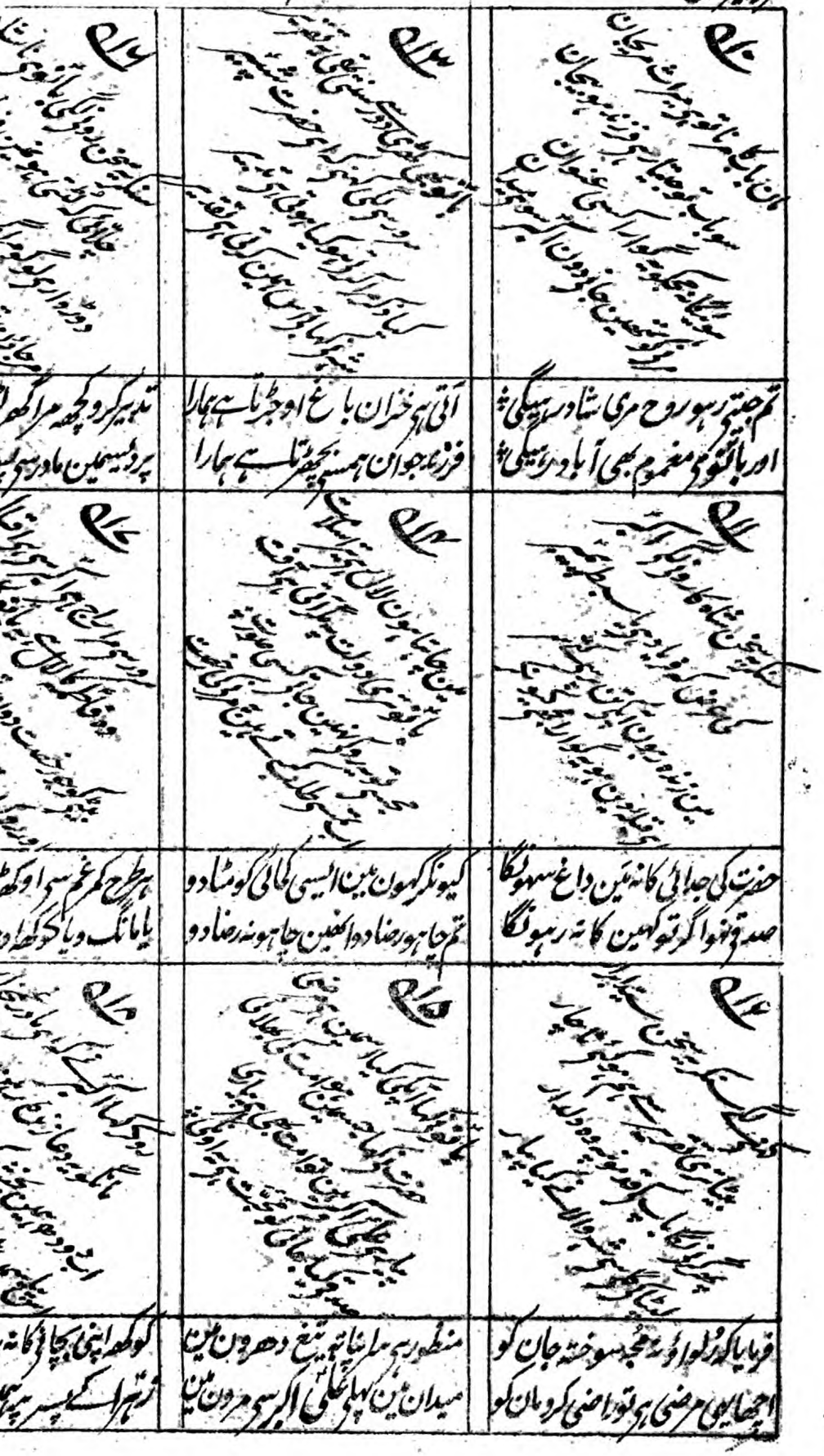


دکھلا دیا تھا جنگ شہنشاہ نجف کو
جب کرتے تھے حملہ تو اولٹ دیتے تھے صف کو

۲۹

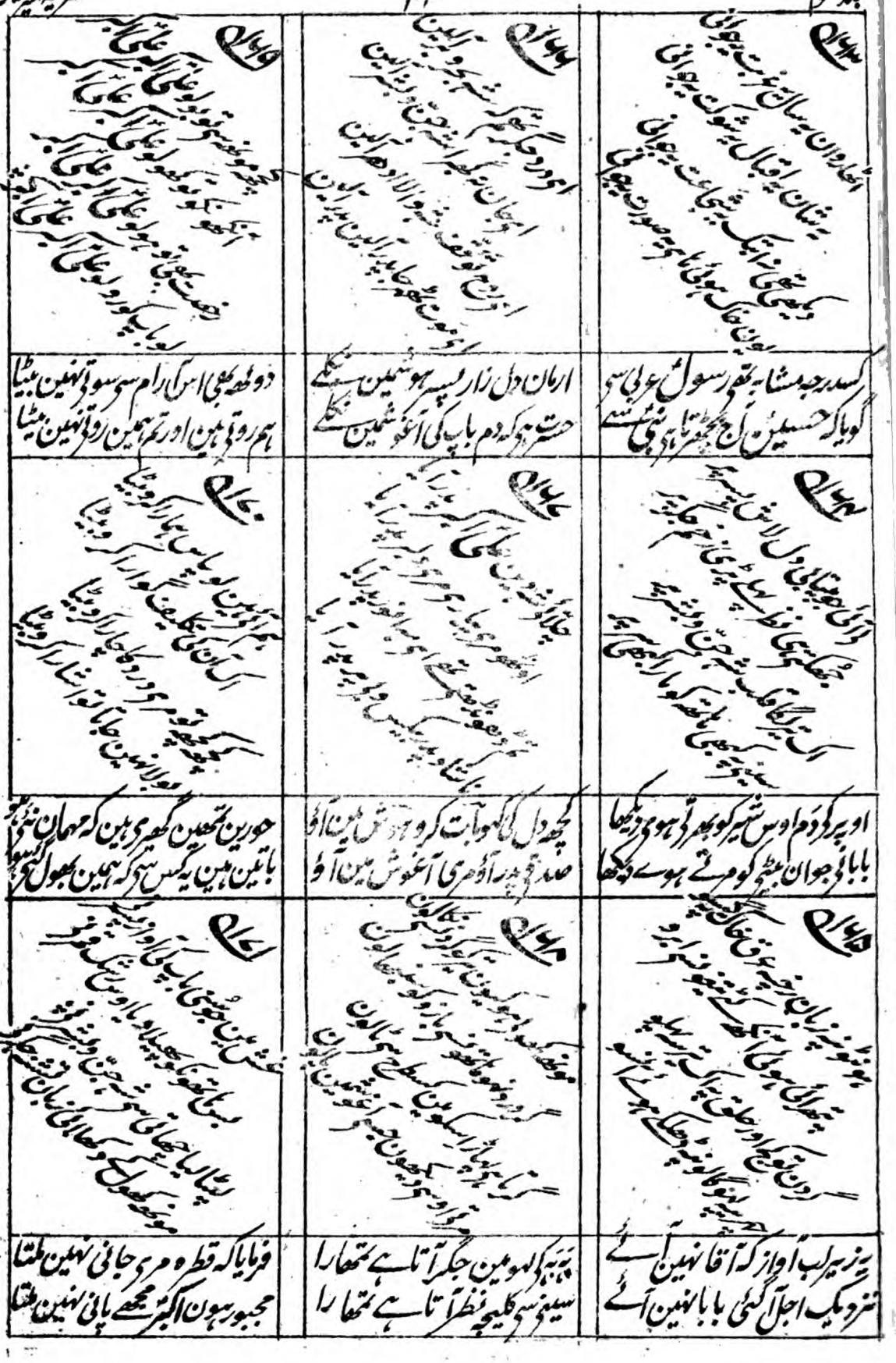


فرزند مرا گھر گیا ہے فوج ستم مین
اب موت سے نکلتا ہے کلیجہ کوئی دم مین









کسدرجہ مشابہ تھے رسولِ عربی سے
گویا کہ حسینؑ آج بچھڑتا ہے نبی سے

ارمان دلِ زار پسر ہو نہ سکے پورے
حسرت ہے کہ دم باپ کی آغوش میں نکلے

دولھا بھی اس آرام سے سوتے نہیں بیٹا
ہم روتے ہیں اور تم ہمیں روتے نہیں بیٹا

اوپر کو دمِ اوسپ شہ کو بھرتے ہوئے دیکھا
بابا نے جوان بیٹے کو مرتے ہوئے دیکھا

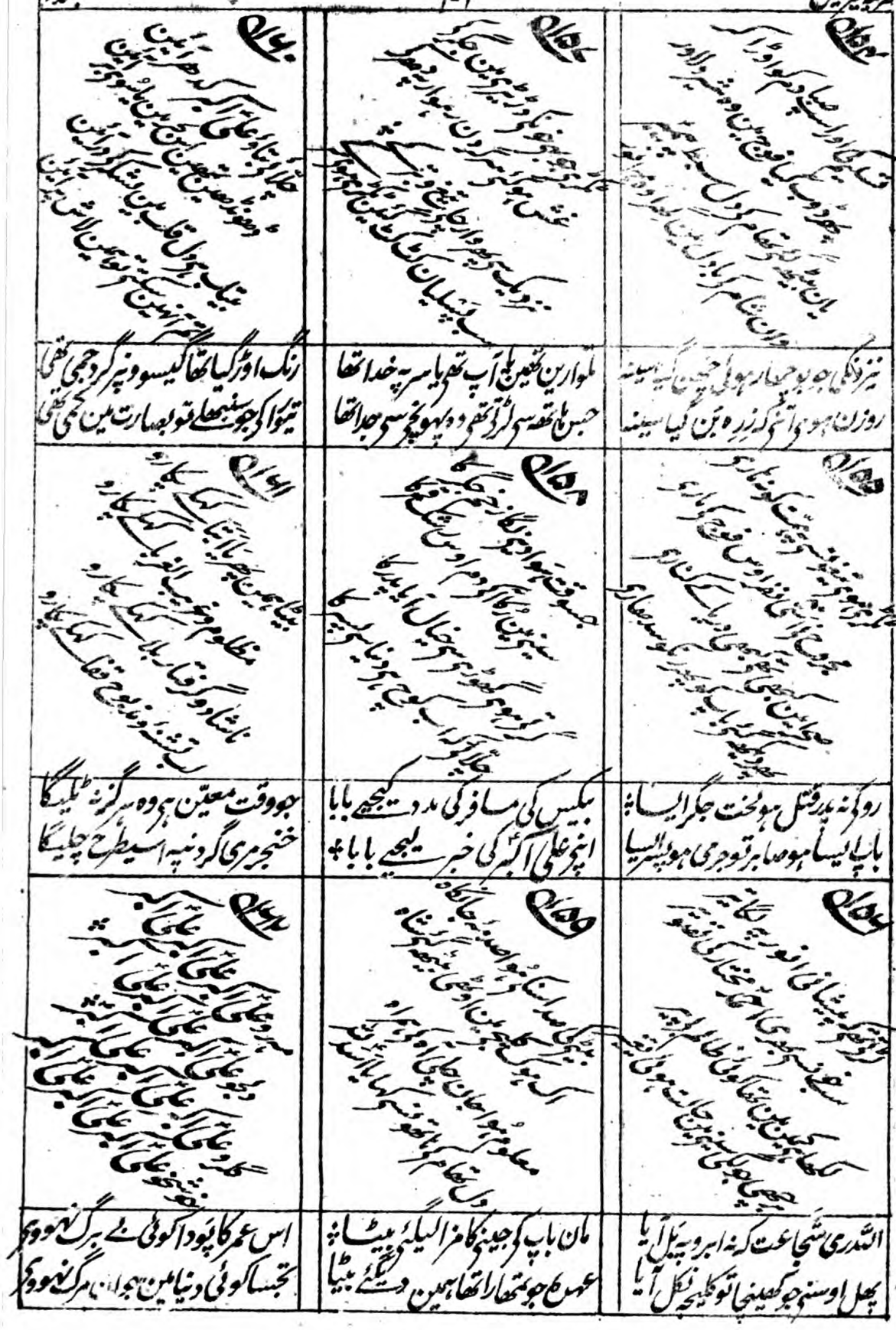
کچھ دل کی کہو بات کرو ہوش میں آؤ
صدقے پدر آؤ مری آغوش میں آؤ

حورین تمھیں گھیرے ہیں کہ مہمان نہ جاؤ
باتیں ہیں یہ کس سے کہ ہمیں بھول گئے ہو

یہ زیرِ لب آواز کہ آقا نہیں آئے
نزدیک اجل آ گئی بابا نہیں آئے

یہ کہہ کے لہو میں جگر آتا ہے تمھارا
سینے سے کلیجہ نظر آتا ہے تمھارا

فرمایا کہ قطرہ مری جانی نہیں ملتا
مجبور ہوں اکبرؑ مجھے پانی نہیں ملتا



۱۵۴

تیر فلک جو بوچھار ہوئی چین کر گیا سینہ
روزن ہوا تنِ کہ زرہ بن گیا سینہ

۱۵۵

تلوار رین تھین بھی آپ تھی یا سر پہ خدا تھا
جس ہاتھ سے لڑتے تھے وہ پہونچے سے جدا تھا

۱۵۶

رنگ اوڑ گیا تھا گیسو پر گرد جمی تھی
تیوری جو سنبھالے تو بصارت میں کمی تھی

۱۵۷

رو کر نہ پدر قتل ہو لخت جگر ایسا
باپ ایسا ہو صابر تو جری ہو پسر ایسا

۱۵۸

بیکس کی مسافر کی مدد کیجیے بابا
اپنے علی اکبرؑ کی خبر لیجیے بابا

۱۵۹

جو وقت معین ہے وہ سر گر نہ ٹلیگا
خنجر مری گردن پہ اسیطرح چلیگا

۱۶۰

اللہ ری شجاعت کہ نہ ابرو پہ بل آیا
پھل اوسنے جو کھینچا تو کلیجہ نکل آیا

۱۶۱

مان باپ کی جیتے کا مزا لیلیٰ بیٹا
عہد کو جو تمہارا تھا ہمیں دیگئے بیٹا

۱۶۲

اس عمر کا پودا کوئی بے برگ نہ ہوگا
تجسا کوئی دنیا میں جوان مرگ نہ ہوگا

۱۴۶

بیکس تری ہے بندی پہ عجب وقت پڑا ہے
یارب یہ پسر تیسری فاقے مین لڑا ہے

۱۴۷

فرزند جوان باپ سے مونھ موڑ رہا ہے
چھوٹا جو ہے گھوارے مین دم توڑ رہا ہے

۱۴۸

دنیا سے پرارمان سفر کرنے پہ رو مین
سب پیر و جوان اسکے جوان مرنے پہ رو مین

۱۴۹

جعفر اسی کس بل سے اسی ڈھب سے لڑے تھے
خیبر مین علی بھی یونہی مرحب سے لڑے تھے

۱۵۰

سنبھلو ن تو بھاگا دون ابھی اس لشکر شر کو
ایسی ہو کوئی چیز کہ ٹھنڈک ہو جگر کو

۱۵۱

رہنے دو جو ہو دھوپ مین آرام سپر سے
جو سینہ سپر ہوا وہی کیا کام سپر سے

۱۵۲

انجاز امامت شہ خوش خو نے دکھایا
پانی کا اثر سیب کی خوشبو نے دکھایا

۳۳۱

خادم کی لڑائی نہیں کچھ فاتحِ خیبر
آغا کے مقابل ہے یہ سب بہت پہ اس میں تخفیف
غصہ ہے کہ مولا کو نہایت ہوئی تکلیف
کی دھوپ کی ساعت میں یہ بے جا یہ تردد

۳۳۲

یہ سینہ بڑھا جنگ کو وہ شیر زیر
پہونچا تھا جب زور علی سینہ سپر
شوکت وہی سب شان وہی جاہ وہی فر
شبیر پہ تھا باپ کے خادم پہ برادر

۳۳۳

کردن ہی نہ تیغ اب اس عرب کی جو کی
یوں سینہ کشادہ گئے اوس عہد شکن پر
چھیٹیں نہ پڑیں قبلۂ عالم پہ لہو کی
جسطرح جھپٹتا ہی کبھی شیر ہرن پر

۳۳۴

حضرت کا کہا خضر نے حافظ وہ ہمارا
جرأت میں نہ تھا مثل کوئی اوس کے ضارب
پہنچیں نہ کبھی اوس کو بلائیں بھی ادھر سے
وہ جانتا تھا اوس کو ولی بھی ہی محافظ

۳۳۵

تیور کہیں چھپتے ہیں شجاع ازلی کے
بجلی سی فزوں تھی تڑپ آتش نفسوں کی
ہوش اوڑ گئے اوس بانی بیداد و ستم کے
اعلیٰ سے تم اعلیٰ ہو کہ پوتے ہو علی کے
اسواروں تک آ جاتی تھیں ٹاپیں فرسوں کی
سرکٹ کے گرا فرق پہ چالیس قدم کے

۳۳۶

ہاں دہنی طرف آنے نہ دیکھا اسے زنہار
اس ورسے تیروں کی بھی سرباں نہیں چلتیں
دیکھا دیا صفدر نے جو ارشاد پدر تھا
یوں جھوم کے چلتا تھا کہ پیماں نہیں چلتیں
نہ پاؤں تھے گھوڑے کے نہ اسوار کا سر تھا

۳۳۷ غزوۂ حسینی جنگ ۱۰

۱۲۶

یہ خوف کیا ہین تن سے نکلتا ہی جان کا
بعد اس کے چھوٹنے کی جگہ ہی نکل جانے کی
ہر سانس موت کی ہی صدا ہی نکل جانے کی
ہر تیر ہی یہ کہتا ہی ہٹا ہی نکل جانے کی

یکجا صفت سایہ آہو نہین تھمتا
سیماب ٹھہر جاتا ہی پر تو نہین تھمتا

۱۲۷

یہ پھولنے پھلنے کی مگر فصل نہین ہے
گر پڑتا ہی جلدی تری کچھ اصل نہین ہے

غازی ہین الم تشنہ دہانی کا نہین ہے
اس شغل مین کچھ دھیان بھی پانی کا نہین ہے

۱۲۸

جس نے تو جوان لشکر خونخوار نہین دیکھا
ہان اور بھی جاکر کہین یہ وار نہین دیکھا
گھوڑا تو مرا خالی پہ سوار نہین دیکھا
فوج مین کہین ایسا دھوان مار نہین دیکھا

ہم ایک ہین جانباز کہ فوجون سے لڑے ہین
کیا تجکو کہینگے جو صفین باندھ کے لڑے ہین

۱۲۹

اگر جو مقابل ہو وہ اوسکا ہو مقابل
شبیر قریب آگئے بیتابی دل سے

دل آپ بڑھا جاتا ہی بڑھ بڑھ کے لڑے ہین
اس واسطے ہین سورۂ حجرات پڑھ کے لڑے ہین

۱۳۰

یہ سنکے بڑھے غصہ مین وہ غیظ مین آیا
ہر چند کہا ہاتھ مقام اجل آیا
ہر بار یہ ہر چند جرأت مین بھی پھل آیا
بس وار کیا اور دیا اور کام نہ چل آیا

کیا پیاس ہی تجکو کہ پکارے نہین جد کو
اب دل نہین قابو مین ہم آتے ہین مدد کو

۱۳۱

ہر چند کہ ہی ہاتھ مین اوسکے علم دوست
ہر چند کہ ہی ہاتھ مین اوسکے علم دوست
ہر چند کہ ہی ہاتھ مین اوسکے علم دوست
ہر چند کہ ہی ہاتھ مین اوسکے علم دوست

اوس شاہ کی اثر رہبی چلی آتی ہین ہر تک
مشہور ہی افسانۂ بیر العلم ابتک

۱۳۲

بجاری ہو جو ہاتھ مین شمشیر برہنہ
کی ہو نہ مدد اسکی ہو تقدیر برہنہ
ہو سر پہ جو خود اور بدن تیر برہنہ
اوسوقت نہین پاس مدد گیر برہنہ

غازی ہو اگر ایسا تو سکتا ہی نہ مر بھی
ہو جاتی ہی تلوار کی دھار اوسپہ کند بھی

۱۳۳

پانی بھی لبون تک نہین آنے دیتا ہی
ہر چند کہ ہی بھوک پہ فاقون کی مصیبت
ہر چند کہ ہی پیاس کی بیتابی کی شدت
ہر چند کہ ہی جان پہ ہر سانس کی آفت

بیمار کی ہی جن نے یہ تیمار کی ہی ہے
ہر حال مین صابر کی یہ کردار کی ہی ہے

۱۳۴

ہر چند کہ ہی ہاتھ مین اوسکے علم دوست
ہر چند کہ ہی ہاتھ مین اوسکے علم دوست
ہر چند کہ ہی ہاتھ مین اوسکے علم دوست
ہر چند کہ ہی ہاتھ مین اوسکے علم دوست

اوس شاہ کی اثر رہبی چلی آتی ہین ہر تک
مشہور ہی افسانۂ بیر العلم ابتک

* یہ مضمون مرثیہ مین بہت جگہ لکھا ہی

۱۱۸

ایسا کوئی منصف ہے عرب مین نہ عجم مین
جب کھنچ گئی تلوار تو ہے فیصلہ دم مین

۱۱۹

دشمن جو بڑھے تاب کہان رہتی ہے اسکو
سیفی کی دعا ورد زبان رہتی ہے اسکو

۱۲۰

نصرت تھی جدھر تیغ چلی حق کی ولی کی
اللہ کی آپ ثنا ضرب علیؑ کی

۱۲۱

کانپا کیے خاقان جہان حرب سے اسکی
جاری ہوا سکہ کا چلن ضرب سے اسکی

۱۲۲

یاد اونکو نہ بھولی کوئی دم تیغ علیؑ کی
جبریل بھی کھاتے ہین قسم تیغ علیؑ کی

۱۲۳

خوش قد ہے خوش اسلوب ہے موتھ پہ حسین ہے
جب آنکھ ہو تو حاجت کسی حیرہ کی نہین ہے

۱۲۴

خورشید ہوا زرد اوڑی گرد یہ رن کی
گھوڑے کی تگاپو سے زمین ہل گئی رن کی

۱۲۵

لاتی تھی اجل کھینچکے شمشیر کی موتھ پہ
آسکتا ہے روباہ کہین شیر کے موتھ پہ

۱۲۶

تمادان ہے تمیز حق و باطل نہین رکھتا
تو السی تن دلتوش یہ کچھ دل نہین رکھتا

۱۰۹

دشمن کی صف پہ حملہ کیا تن کے توس پر
خورشید پر غبار کبھی ہو نہ ہو نہ ہو
بجلی جہاں حسن لیا وقت سیر میں
گردون تھی ازل سے یہ شبدیز زیر میں

پُر ہول ہو رستہ وہ سیہ دیو جو گذر جائے
صورت وہ کہ عفریت جسے دیکھ کے ڈر جائے

۱۱۰

وہ ہو بتن سے بھی جسکا اوڑھنا دوہار
چار آئینہ اک قطعہ فولاد کی دیوار
آزردہ تو خود دار و یہ سیمیں بدن خوددار
وہ زرد تو ان سرخ کی گویا وہ لو مسمار

خنجر وہ کہ مریخ کا رنگ اوڑتا تھا جس سے
ڈھال ایسی کہ تلوار کا مونھ مڑتا تھا جس سے

۱۱۱

کافر جو بڑھے سامنے کے تیغ بکف کے
اک ضرب میں تن سے جدا سر کئے ہزاروں
اک ضرب میں ہاتھ اور کلائی کئے ہزاروں
اک ضرب میں بازو کئے شانے سے الگ کے

آزردہ تھے ہاتھوں سے ہوا تھا کے سے الگ کے
تلوار کے دستے تھے نہ تلوار کے قبضے

۱۱۲

ہر طعن میں یہ ان کے وہ گردان کے وہ مار
نقطہ یہ نہ ان کا تھا نہ ان کا تھا نہ ان کا
چوٹیں جو کئی کھا کے جھجکے نہ لگاتار
پیچھے نہ ہٹے ایک قدم ایک قدم چار

پیچھے جو ہٹے ہٹ کے پھر آگے کو بڑھائی
ہر گام پہ ہر حملہ پہ ہر وار پہ لڑائی

۱۱۳

ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام

ہر گام پہ ہر حملہ پہ ہر وار پہ ہر ضرب
ہر گام پہ ہر حملہ پہ ہر وار پہ ہر ضرب

۱۱۴

ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام

ہر گام پہ ہر حملہ پہ ہر وار پہ ہر ضرب
ہر گام پہ ہر حملہ پہ ہر وار پہ ہر ضرب

۱۱۵

کافر جو بڑھے سامنے کے تیغ بکف کے
اک ضرب میں تن سے جدا سر کئے ہزاروں
اک ضرب میں ہاتھ اور کلائی کئے ہزاروں
اک ضرب میں بازو کئے شانے سے الگ کے

آزردہ تھے ہاتھوں سے ہوا تھا کے سے الگ کے
تلوار کے دستے تھے نہ تلوار کے قبضے

۱۱۶

ہر طعن میں یہ ان کے وہ گردان کے وہ مار
نقطہ یہ نہ ان کا تھا نہ ان کا تھا نہ ان کا
چوٹیں جو کئی کھا کے جھجکے نہ لگاتار
پیچھے نہ ہٹے ایک قدم ایک قدم چار

پیچھے جو ہٹے ہٹ کے پھر آگے کو بڑھائی
ہر گام پہ ہر حملہ پہ ہر وار پہ لڑائی

۱۱۷

ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام

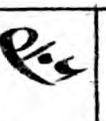
ہر گام پہ ہر حملہ پہ ہر وار پہ ہر ضرب
ہر گام پہ ہر حملہ پہ ہر وار پہ ہر ضرب

۱۱۸

ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام
ہر ضرب پہ ہر وار پہ ہر حملہ پہ ہر گام

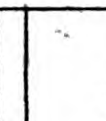
ہر گام پہ ہر حملہ پہ ہر وار پہ ہر ضرب
ہر گام پہ ہر حملہ پہ ہر وار پہ ہر ضرب

۱۰۱



وہ چور تھا تاپو نسے جو توسن پہ چڑھا تھا
اسوار تو اسوار فرس زین پہ چڑھا تھا

۱۰۲



پامال ہوا جاتا تھا دل لبک دری کا
گھوڑے کی اچانک کہ جھمکڑ اتھا پری کا

۱۰۳



دو گام بھی ساتھ اوسکے فرس چل نہین سکتا
اسطرح یہ چلتا ہے کہ بس چل نہین سکتا

۱۰۴



یون رکھتا تھا آہستہ قدم دوش صبا پر
بو ہے گل تر جاتی ہے جسطرح ہوا پر

۱۰۵



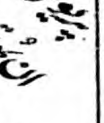
وقفہ کہین ہے اسپ سبک پی نہین کرتا
خورشید بھی منزل کوئی یون طے نہین کرتا

۱۰۶



جی مار دیا فوج نے عزت گئی سب کی
بر آب ہوئی آج سے تلوار عرب کی

۱۰۷



شعلہ ہوا لپکا جو ذرا غیظ مین آکے
بجلی کی رگین آگ کا دم پاؤن ہوا کے

۱۰۸



یان قدر نہ بجلی کی نہ کچھ پیک صبا کی
بس خاتمہ اسپہ کہ قدرت ہے خدا کی

۱۰۹



کاندھے پہ سپر لب پہ سخن بے ادبی کم
ظالم کو عداوت تھی گھرانے سے نبی کی

۱۰۷ ۱۲ فعل یعنی چھپنا

۹۱



مرنے سے کبھی جی نہ چرایا ہے کسی نے
ہم کو یہ سبق موت نے آیا ہے کسی نے

۹۲



ہم چشم تھا ہر دم جسے خنجر کسی کا
اندھا ہوا جاتا ہے جوہر کسی کا

۹۳



مصحف کو ہر اک عاشق صادق کسی کا

مرنے سے کبھی جی نہ چرایا ہے کسی نے
ہم کو یہ سبق موت نے آیا ہے کسی نے

جوہر کی چمک دیکھی نہ ہیرے کی کنی میں
یوں دوڑتی تھی تن میں لہو جیسے رگوں میں

مرنے سے بھی دل باختہ تھا سامنے اوسکے
گردن سپر انداختہ تھا سامنے اوسکے

۹۴



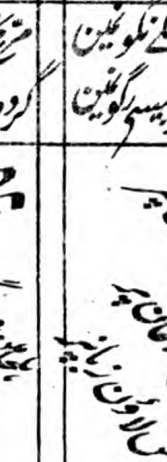
جب جسم پہ ہر زخم کا منہ کھل گیا یکبار
ہر زخم کے منہ میں تھا دہن ایک دہن میں

۹۵



ان زخموں سے ہر ایک کے ہر بند بدن میں
اک شکل نظر آتی تھی ہر شکل دہن میں

۹۶



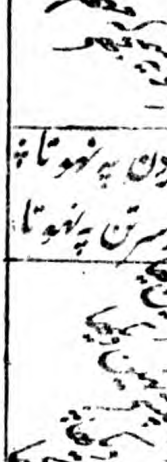
ہر زخم پہ ہر ایک کے ہر بند بدن میں
اک شکل نظر آتی تھی ہر شکل دہن میں

چلائے تھے سب مثل اجل آتی ہے یہ تو
سیفی سے بھی جلدی کہیں چل جاتی ہے یہ تو

دل ہے کہیں جینے کی ہوس قطع نہ ہو جائے
دم بند ہے ڈر ہے کہ نفس قطع نہ ہو جائے

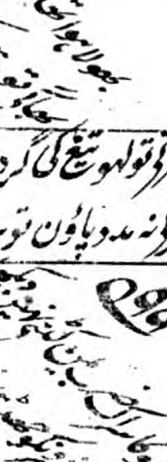
مرتے تو لہو تیغ کی گردن پہ نہ ہوتا
کرتی نہ مدد پاؤں تو سر تن پہ نہ ہوتا

۹۷



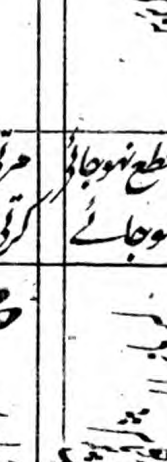
حق جسکی طرف ہے وہ زبردست رہا ہے
سچ ہے کہ بڑی بول کا سر پست رہا ہے

۹۸



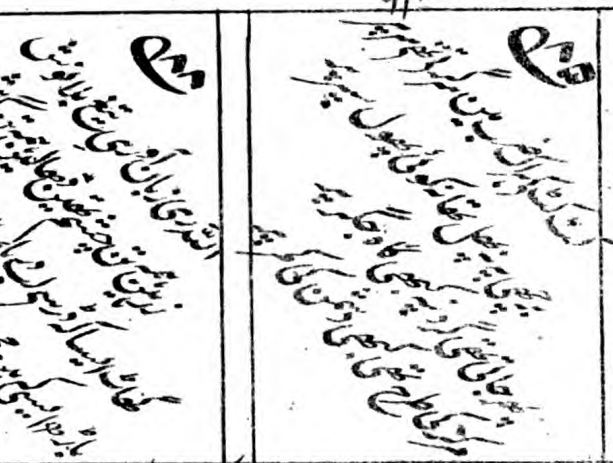
قطاع طریق آئے تو وہ خوف سے ہٹ جائے
کیسی ہے کڑی راہ ہو اک آن میں کٹ جائے

۹۹



جب ہاتھ اوٹھا بر نہ ہوں پھر ہاتھ اوٹھا کے
پتلی کے اشارے کو سمجھ جاتا ہے گھوڑا

۱۲



سو فار کو چلے بسے ہلانا کسی سو تھے
تخ بچھڑ گئے ہون جب تو نشانا کسی سو تھے

۱۳

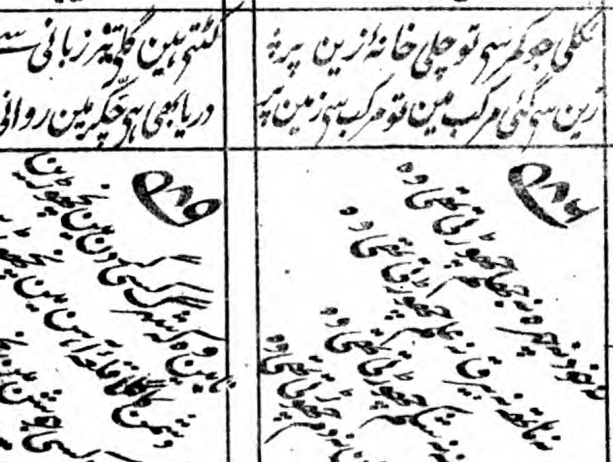
نکلی جو کمر سے تو چلی خانہ زین پر
زین سے گئی مرکب مین تو مرکب ہے زمین پر

۱۴



لشکر کی زبان پر ہے یہ تیغ زبانی سے اوسی کی
دریا بھی ہے خیمہ مین روانی سے اوسی کی

۱۵

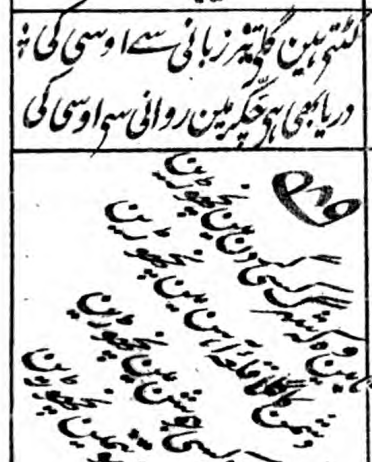


جو وار تھا صفدر کا خدائی سے جدا تھا
قبضے سے کمان ہاتھ کلائی سے جدا تھا

۱۶

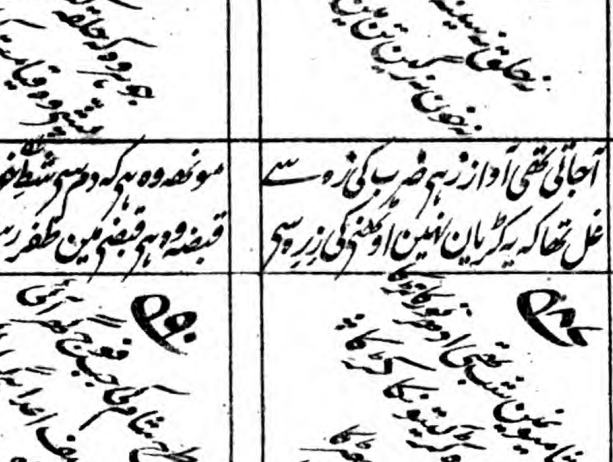
آجاتی تھی آواز زہ ضرب کی زہ سے
غل تھا کہ یہ کڑیان نہین اوکھنی کی زرہ سے

۱۷



مونھ وہ ہے کہ دم سے شط خون بہتی ہے جسکے
قبضہ وہ ہے قبضے مین ظفر رہتی ہے جسکے

۱۸

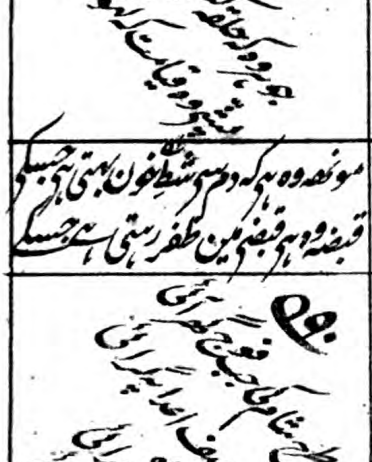


جانون کو بچاتے تھے پیادے بھی ہٹے تھے
گر پڑتے تھے گھوڑے بھی سوار اونپہ اڑے تھے

۱۹

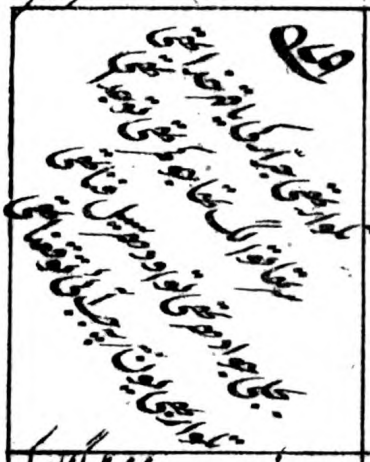
تن جلتے ہین پھر کس سے جو برق اسمین نہین ہے
سر جسم سے اوڑ جائینگے فرق اسمین نہین ہے

۲۰



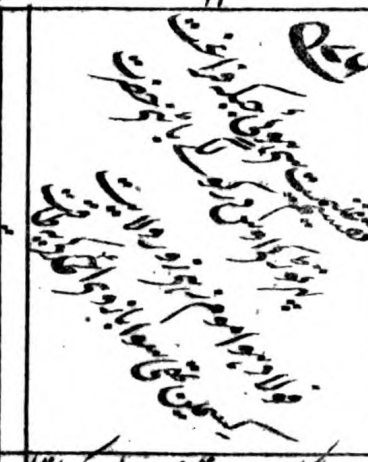
ہر بار ہے موجود تو ہر بار نہین ہے
یہ مرگ مفاجات ہے تلوار نہین ہے

۷۴۶



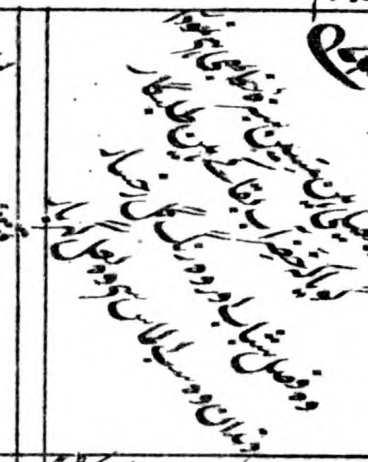
وان جوڑی ہوئی ہاتھ فصاحت کی گھڑی ہے
تقریر مسلسل ہے کہ موتی کی لڑی ہے

۷۴۷



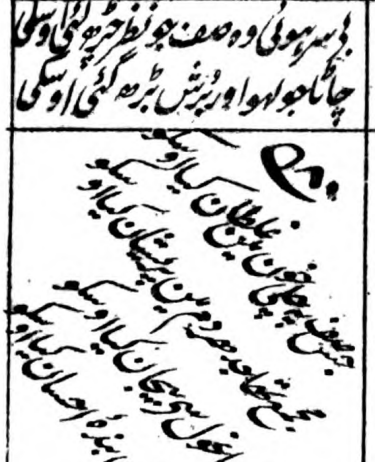
سب ٹکڑی برابر تھے عجب عدل و کرم تھا
تولا تو نہ جو بھر بھی زیادہ نہ وہ کم تھا

۷۴۸



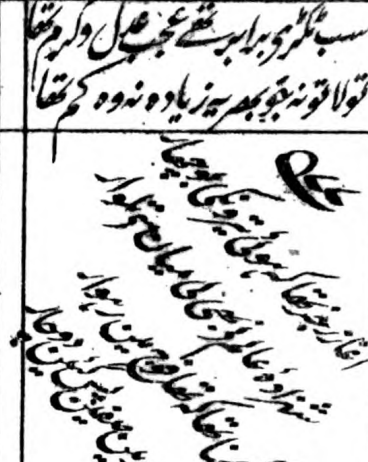
بے سر ہوئی وہ صف جو نظر چڑھ گئی اوسکی
چاٹا جو لہو اور بڑھی پیاس بڑھ گئی اوسکی

۷۴۹



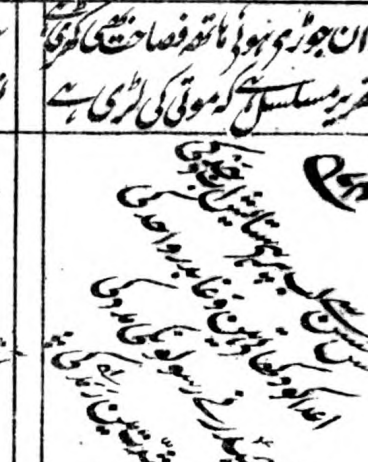
گردش کبھی دی اور کبھی اونچا کیا سر سے
ہلکا تھا وہ در دستِ مبارک میں سپر سے

۷۵۰



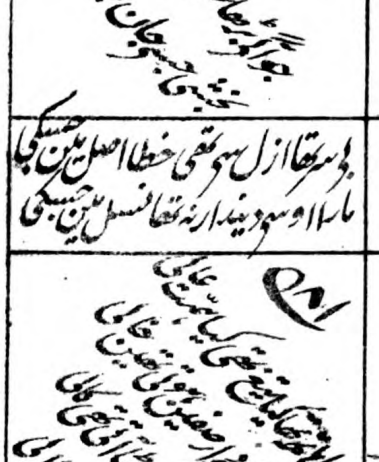
اس شان سے لخت دلِ شیر صمد آیا
گویا صفِ آہو پہ یکایک اسد آیا

۷۵۱



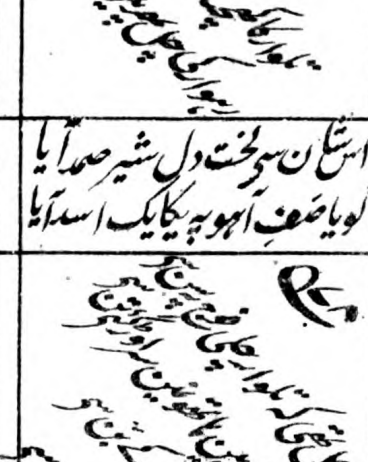
بے سر تھا ازل سے تھی خطا اصل میں جسکی
مارا اوسے دیندار نہ تھا نسل میں جسکی

۷۵۲



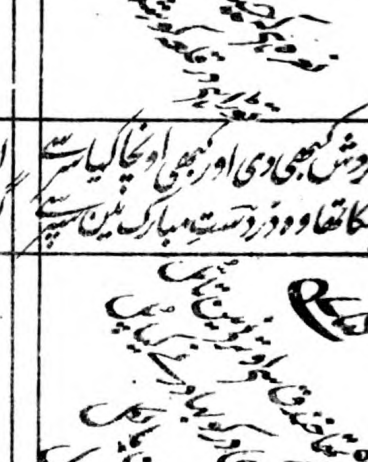
وہ پائے مبارک تھے کہ ہوا پر نہ زمیں پر
مولا کے قدم تھے پرِ جبریلِ امیں پر

۷۵۳



غل تھا یہ عبث مثلِ یداللہ لڑیگا
تر ہوگی زمیں خون سے وہ رن آج پڑیگا

۷۵۴



ملتا تھا نشان رہنمیں صفوں کا نہ پڑیگا
تھا شور کہ منھ آج برستا ہے سر و نگا

۶۴	۶۵	۶۶
لڑتی ہے نہیں اسطرح کی اب کوئی بھی دلیر اولاد کی حسد نہیں ہوتا کبھی بھی ہے برچھی کبھی سینہ پہ کبھی دل پہ لگی ہے ہر وار پہ کہتا ہے کہ بسم اللہ کرو اور	سب دشت بنا لوٹنے والوں کی جو جھلی دروس میں حسان جو دھنا بھی طفیلی تو ایسا جہاں جاہ و حشم میں ہو حشیں دیکھے کہ لیلی سب دیکھ کے کہتے تھے کہ ہے ہے یہ کیا ہوا	اب شکونکی ندی بھی بھائی نہیں جاتی وہ آگ لگی ہے کہ بجھائی نہیں جاتی
۶۷	۶۸	۶۹
حضرت نے کہا جاتی ہے اب جان ہماری فرزند کہا جاتی ہے اب جان ہماری یہ سنکے کہا جاتی ہے اب جان ہماری بیٹا یہ کہا جاتی ہے اب جان ہماری	آنکھوں نے جو دیکھا ہے یہ ہے ہے نہیں ایسا دونوں نے یہ دیکھا ہے یہ ہے ہے نہیں ایسا مردم نے کہا دیکھا ہے یہ ہے ہے نہیں ایسا شبیر نے دیکھا ہے یہ ہے ہے نہیں ایسا	اک عشق ہے ہو ہو نہ سنی حلاوت طلبو نکو گر دیکھے تو جاتا کرے شیریں بھی لبو نکو
۷۰	۷۱	۷۲
منظور یہ تھا ساتھ مرون سب کے فدا ہوں ہر چیز سدھارو کہ میں راضی برضا ہوں	یاں کچھ گل بادام حقیقت نہیں رکھتا نرگس وہ کہے گا جو بصارت نہیں رکھتا	خال ایسے کہ اختر بھی شرماتے ہیں جس سے آنکھیں وہ ہرن شیر دبک جاتے ہیں جس سے
۷۳	۷۴	۷۵
دیکھا جو وہ رخ عرش کے سرتاج کو دیکھا زلفو نکو جو دیکھا شب معراج کو دیکھا	لازم ہے سدا پاس ضعیفو نکا قوی کو دیکھا ہے کبھی شیر کی آہستہ روی کو	شوکت اسد اللہ کی تصویر نبی کی داؤد کی آواز تھی تقریر نبی کی

اولاد کے حسد نہیں ہوتا کبھی بھی ہے



مرضی ہو تو یہ پھیر بھی دے ساتھ تمہارا
نبھ جائینگے ہم تھامے ہوے ہاتھ تمہارا

وقفہ کبھی ہونکا ہے تو عرصہ کبھی شب کا
جب طے ہوئی منزل تو مکان ایک ہے سب کا

پامال ہمین لشکر نا اہل کریگا
پر خیر یہ مشکل بھی خدا سہل کریگا

تو قید ملی خلق مین ماں باپ کے آگے
مشتاق ہوں ما سکا کہ مرون آپ کے آگے

تم اور نہ بھائی نہ بھتیجا نہ پسر ہے
روتی ہین ہم اسپر کہ ضعیفی کا سفر ہے

جس پاس پسر ہو وہ جوان بخت ہے بیٹا
یہ ہجر تو کچھ موت سے بھی سخت ہے بیٹا

قربان مجھ کیجیے یہ تمنا مری دلی ہے
میراث خلیل آپکو حصے مین ملی ہے

اعدا نے جہان دوست کو مارا وہین پہونچے
میدان مین ہمین جسنے پکارا وہین پہونچے

ہنگامۂ محبوب خدا ہو گیا مجکو
اب تک تمین اچھا تھا یہ کیا ہو گیا مجکو

۱۴۱
اے واحت جان یاور و غمخوار ہمارے
دلدار و مددگار و پرستار ہمارے
پیارے نہ علی حق سے تھا تم سا بھی برادر
قربان تمہارے ہوں فدا ہوں تمہارے

۱۴۲
اصغر کا کسی نے جو نہ پایا کہیں پتا
صغرا کو گئی یاد سے زہرا کی بھی ماں
کہتا تھا میں پھرتا تھا یہ ہر سمت کہ ناگاہ
دروازے پہ آ کر یہ پکارا کہ ارے آ

۱۴۳
یہ سنتے ہی ہر سمت سے دوڑے شہ و لشکر
ہر شخص کا تھا رنگ تغیر دل مضطر
ہر ایک کی زبان پر تھا یہ اک نام کہ اصغر
ہر ایک کی آنکھوں میں تھا اک اصغر بے پر

۱۴۴
ملتے ہیں کہاں ساتھ کے کھیلے ہوئے بھائی
فریاد کہ ہم آج اکیلے ہوئے بھائی
شبیر پہ فوجوں کی گھٹا چھا گئی اصغر
آئی ہی یہ ہم تھے کہ اجل آ گئی اصغر

۱۴۵
اللہ رے اخلاق برادر کی وہ داری
جس طرح کہ ہو باپ کی اولاد سے یاری
ماں کی تھی وہی بات وہی پیار وہی لاڈ
جس طرح کہ ہو باپ کی اولاد سے یاری

۱۴۶
یوں گرد حرم روتے تھے اوس نوجوان کے
جس طرح کہ ماتم ہو جنازہ پہ جوان کے
اس مژدہ سے تسکین مرے جان آئیگی تا ان
دو روز کی یہ پیاس ابھی بجھ جائیگی اماں

۱۴۷
بھائی کا خدا داغ نہ بھائی کو دکھائے
شبیر کا اصغر سا نہ بھائی کو دکھائے
مین رتبہ مین ہون چرخ چہارم سے زیادہ
خورشید مری پاس ہین انجم سے زیادہ

۱۴۸
مر کر بھی پسر قبلہ و کعبہ سے قرین ہو
تربت مری پائین مزار شہ دین ہو
آگے تری دنیا سے سفر کر گئی مین
یہ ذکر سنا ہائے غضب مر گئی مین

۱۴۹
یہ سنتے ہی ہر سمت سے دوڑے شہ و لشکر
ہر شخص کا تھا رنگ تغیر دل مضطر
ہر ایک کی زبان پر تھا یہ اک نام کہ اصغر
ہر ایک کی آنکھوں میں تھا اک اصغر بے پر

۱۵۰
ماں کی تھی وہی بات وہی پیار وہی لاڈ
جس طرح کہ ہو باپ کی اولاد سے یاری
ماں کی تھی وہی بات وہی پیار وہی لاڈ
جس طرح کہ ہو باپ کی اولاد سے یاری

۱۵۱
یہ سنتے ہی ہر سمت سے دوڑے شہ و لشکر
ہر شخص کا تھا رنگ تغیر دل مضطر
ہر ایک کی زبان پر تھا یہ اک نام کہ اصغر
ہر ایک کی آنکھوں میں تھا اک اصغر بے پر

۱۵۲
ماں کی تھی وہی بات وہی پیار وہی لاڈ
جس طرح کہ ہو باپ کی اولاد سے یاری
ماں کی تھی وہی بات وہی پیار وہی لاڈ
جس طرح کہ ہو باپ کی اولاد سے یاری

۳۵

قفسہ سے کہاں لیا ہوا کیسی ہے بیقراری
ہیرت کہ وہ وفا و مروت ہوئی واری
بیشک یہ کلیجہ میں چبھی ہوگی کٹاری
ہے بھائی ہی کا ہاتھ علی اکبر کی سواری

ماں خاک اوڑاتی ہیں پھوپھی چھاتی پیٹتی ہیں
سب بی بیاں حلقہ کیے گرد اونکی کھڑی ہیں

۳۶

اوازہ نہیں تھمتی کہ لو بھائی برادر
بھائی پہ ہے قربان مرا بھائی برادر
ہم آئے ہیں لینے کو تمہیں آؤ برادر
ذی قدر برادر ہو مرے ذی شان برادر

ہم روتے ہیں تمکو تم ہمیں روتی ہو جاؤ
بھائی کی بغل گیر تو ہوتی ہو جاؤ

۳۷

ہے ہے میں مبارک تھیں ہمارے وہ پسینے
کیا دیکھے ہیں اعجاز نہیں دیدۂ بینا
ہاں کیا ہوئی اعجاز نہیں دیدۂ بینا
ہاں کیا ہوئی اعجاز نہیں دیدۂ بینا

لٹ جائیگا گھر بعد شہنشاہ زمن کے
ہیہات گلا ہوئیگا حلقہ میں رسن کے

۳۸

دریا پہ عصا مارکے بھائی سے ملی آپ
غازی سے جدا ہو کے شہادت سے ملی آپ
دریا پہ شہادت سے علی اکبر سے ملی آپ
پیاسے کے پیاسے پہ علی اکبر سے ملی آپ

بھائی کا نہیں کوچ یہ رخصت ہے نبی کی
ہم آپ چلینگے کہ زیارت ہے نبی کی

۳۹

شانے کی قسم زلف معنبر ہے بھائی
چہرہ مری چہرے کے برابر ہے بھائی
گر دین میں ہے ڈاڑھی تو برابر ہے بھائی
ہے ہے تمہیں ہمشکل پیمبر ہے بھائی

شانے کی قسم زلف معنبر ہے بھائی
چہرہ مری چہرے کے برابر ہے بھائی

۴۰

اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر
اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر
اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر
اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر

اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر
اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر

۴۱

اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر
اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر
اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر
اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر

اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر
اے وہ کہ تیرے منہ پہ ہے ہر ایک کی نظر

۴۲

قفسہ سے عصا مارکے جو بازو کو پسینوں میں نہلایا
بیٹے کے لہو کا لاش پہ دامن کو بچھونا
خیموں کی طناب اپنے گلے میں جو ڈالا
تیغوں کے تلے آپ نے سر دین پہ ڈالا

اشک آنکھوں سے بہتے تھے گریبان قبا پر
سر بار ٹھہر جاتے تھے سر رکھکے عصا پر

۴۳

کھر آج اوجڑا ہے لٹے جاتے ہیں بھائی
ہم قافلہ والوں سے چھٹے جاتے ہیں بھائی
ہم قافلہ والوں سے چھٹے جاتے ہیں بھائی
ہم قافلہ والوں سے چھٹے جاتے ہیں بھائی

کھر آج اوجڑا ہے لٹے جاتے ہیں بھائی
ہم قافلہ والوں سے چھٹے جاتے ہیں بھائی

۴۴

بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم
کیا اور سے ہے جوش کا عالم
بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم
بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم

بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم
بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم

۴۵

بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم
بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم
بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم
بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم

بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم
بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم

۴۶

بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم
بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم
بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم
بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم

بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم
بیٹا یہ نقاہت کی اور یہ جوش کا عالم



۲۱

اے مالک مسند علی زار دہائی دی
دروازۂ رحمت تجھے سب نے سدا دی
مشتاق ہوں میں جس کا وہ دربار دکھا دی
بیمار ہوں شفا دے فلک جاہ دکھا دی

واں پہونچیں جہاں عرش بھی پایہ نہیں رکھتا
ہمسائے میں اوسکے ہوں جو سایہ نہیں رکھتا

۲۲

دیر اب کہیں دنیا سے گذرنے میں نہ ہووے
ٹال جلد کہ عرصہ مری مرنے میں نہ ہووے

۲۳

عمو نے بھگایا تھا جنھیں وہ بھی کھڑے ہیں
مظلوم پدر لاکھ سوار و نہیں گھرے ہیں

۲۴

یہ سنتے ہی دنیا سے گذر جائیگی زینب
رونا مجھے اسکا ہے کہ مر جائیگی زینب

۲۵

آلِ نبی بھی عطا ہے کہ بنے کام ہمارا
دولت تو اوسی کی ہے سب اور نام ہمارا

۲۶

دربار میں سر ہونے کی باری نہیں آتی
سب مے پیتے ہیں اور ہماری نہیں آتی

۲۷

اللہ ہی چاہے تو نہ حائل کوئی شے ہو
یہ مرحلہ ایسا ہے کہ دو باتو نہیں طے ہو

۲۸

دو دو نے اس آفت میں نہیں سوئی ہو بیٹا
آنکھو نے پدر کیسا ہے کیا روئی ہو بیٹا

۲۹

اندوہ و مصیبت کی صفیں ہٹ نہیں سکتیں
وہ شیر یاں ہیں پاؤں جو تک نہیں سکتیں

۱۱۰

مولا یہ غلام اب نہ تمنّی ہے بقا کا
مشتاق ہے عمّار ذلالہ کی عطا کا
شمر ہے کہاں تو خادم سرور بھی ہوا کا
کہتا ہے کلام تو خدا دیتا ہے زباں کو

اس خاک کا ذرّہ ہو جو خورشید وہی ہے
جو آج مرے زندۂ جاوید وہی ہے

۱۱۱

جنّت ہے وہ جا جسکو شہ دیں کف پا دیں
بیکس ہے وہ جو جسکو نہ زہرا نہ علی دیں
بیمار ہے وہ جسکو نہ عیسیٰ نہ دوا دیں
محتاج ہے وہ دولت ایماں جسے دیں

ادنیٰ ہو تو اعلیٰ ہو گدا ہو تو غنی ہو
حصّہ یہ اوسیکا ہے جو قسمت کا دھنی ہو

۱۱۲

دیکھا جو حسینؑ کو سر نیزہ ہنسے شمر
ہنستا تھا کہ اب ہاتھ لگے ہیں ترے اکبر
دل شاد ہوا دیکھ کے بیمار ترا گھر
ہنستے ہیں ترے قتل پہ سب اہل ستم یوں

سر دینے کی لذت کوئی سردار سے پوچھے
زخموں کا مزا شہ کے علمدار سے پوچھے

۱۱۳

اس دن کے سوا توشۂ عقبیٰ نہ ملیگا
ڈھونڈھیگا تو پھر قافلہ ایسا نہ ملیگا
اس دن کی طرح روز جزا بھی نہ کھلیگا
اے بیکسو مسافرو غفلت نہ کرو یوں

دشمن پہ نہ ایسے الم و غم ہوں جہان میں
قاسمؑ تو ہوں فرد و ہوں میں اور ہم ہوں جہان میں

۱۱۴

پھر موت کے ہاتھ سے علی اکبر بسمل کی
بیٹی سکینہ کی بہن زینب کامل کی
داماد کی بیوہ بھتیجی شہ عادل کی
اے بیکسو مسافرو غفلت نہ کرو یوں

فرزند خدا باپ پہ ہوتے نہیں شاید
ہم چندیدہ کرار کے پوتے نہیں شاید

۱۱۵

ہے خاک علی خون میں لت پت نہیں شاید
ہاں خاک بسر دوش پہ ہو لاش نہ بیٹا
عباس علمدار بھی سر زیر کیا ہم نے
بھائی کا بھی دیکھا نہ ہو بھائی نہ بھائی

گر بعد خدا کے ہیں تو ماں باپ ہیں مولا
ورنہ تجھ مجھ رخصت کہ سخی آپ ہیں مولا

۱۱۶ مرثیہ میر انیس ۱۲

۴۴	۴۵	۴۶
دولت کوئی دنیا میں ہے ایسی نہ زیادہ	صورت ہی شجاعت ہی جلال ہی ہے	مالک ہے جو کچھ کسکے وہ جاتا ہے پیچھے
راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بڑھ کر	ثروت ہی حشمت ہی اقبال ہی ہے	ماں باپ کا ورثہ اسی فرزند کو پہنچے
نعمت کوئی فرزند کی نعمت سے نہیں بہتر	سرمایہ ہی نقد ہی مال ہی ہے	گھر والوں کا اس کے سوا کیا ہے اثاثہ
سب کچھ کوئی ہو گل ہے نہ ہو گل سے نہیں بہتر	گوہر ہی جواہر ہی لعل ہی ہے	جو کچھ ہے یہ فرزند ہے جو کچھ نہیں بیٹا
صدمو نہیں علاج دل مجروح یہی ہے	دلبند ہو پہلو میں تو غم پاس نہیں ہے	اللہ دکھائے نہ الم نور نظر کا
ریحان ہے یہی راحت روح یہی ہے	کچھ پاس نہیں گر یہ رقم پاس نہیں ہے	بہ جاتا ہے آنکھوں سے لہو قلب و جگر کا
۴۷	۴۸	۴۹
ماں باپ کا دل غنچۂ خاطر ہے اسی سے	ماں باپ کی آسایش و راحت ہے اسی سے	آپ نہ کھائے کبھی فرزند کو بھوکا
وہ گل ہے کہ گلزار تمنا ہے اسی سے	تسکین ہے جینے کی حلاوت ہے اسی سے	فرزند بچھونا ہے امام دو جہاں کا
سرمایۂ آرام و سکون دل و جاں ہے	خون جسم میں آنکھوں میں بصارت ہے اسی سے	اس گھر میں جو فرزند نہیں گھر ہے بلا کا
آرائش کاشانۂ انسان ہے اسی سے	آرام ضعیفی میں بھی طاقت ہے اسی سے	پیری میں عصا ہے یہ جوانی میں ہے بازو
کسطرح کھلا دل کہ جگر بند نہیں ہے	آرام جگر قوت دل راحت جاں ہے	آتی ہے اجل کو دکھا پالا نہیں جاتا
گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے	پیری میں یہ طاقت ہے کہ فرزند جواں ہے	صابر سے کلیجہ کو سنبھالا نہیں جاتا
۵۰	۵۱	۵۲
وہ ہے بھائی پہ جو ان رہتا ہے جس سے	وہ ہے ہاتھ میں جو ان رہتا ہے جس سے	وہ ہے ہاتھ میں جو ان رہتا ہے جس سے
یہ ہے نام میں فرزندان رہتا ہے جس سے	وہ ہے نام میں فرزندان رہتا ہے جس سے	یہ ہے نام میں فرزندان رہتا ہے جس سے
وہ شمع ہے ہر آنکھ میں ضو رہتا ہے جس سے	وہ ہے آنکھ میں ضو رہتا ہے جس سے	وہ ہے آنکھ میں ضو رہتا ہے جس سے
وہ دولت ہے ہر گھر میں جو رہتا ہے جس سے	وہ ہے گھر میں جو رہتا ہے جس سے	وہ ہے گھر میں جو رہتا ہے جس سے
کھوتے نہیں یہ مال زر و مال کے بدلے	آرام جگر تاب و توان ساتھ ہے اوسکے	مونھ پھیر و شمشیر سے موڑا نہیں جاتا
موتی بھی لٹا دیتے ہیں اس لال کے بدلے	پھرتا ہے جدھر رشتۂ جان ساتھ ہے اوسکے	سب چھوٹیں مگر آپکو چھوڑا نہیں جاتا

۱۰۱

اعدا کو ہٹاتے ہوئے شمشیر سے آئے
بھائی کی جو آواز مسنی شیر سے آئے

۱۰۲

حیدر کی صدا آئی کہ لو مر گئے عباسؑ
تنہا ہوئی شبّیر سفر کر گئے عباسؑ

۱۰۳

اسکا نہیں دعوی ہو کہ میں اہل زبان ہوں
کیا میری حقیقت ہے کہ میں ہیچمدان ہوں

۱۰۴

اعدا نے مٹایا ہی نشانی کو علی کی
بس آج کمر ٹوٹ گئی سبط نبی کی

۱۰۵

جنت کو گئی آپ سے یہ کہکر گئے بھائی
باتیں ابھی کرتے تھے ابھی مر گئے بھائی

۱۰۶

کم زور اسی داغ سے ہم ہو گئی بھائی
یہ ہاتھ مرے تھے جو قلم ہو گئے بھائی

۱۰۷

مرنے سے ترے زور گھٹا سبط نبی کا
تو قوت بازو تھا حسینؑ ابن علیؑ کا

۹۱

دوڑا ہے تنگ ظرف بہت بے قرار سے
صاحب علم کو دشت مین دیکھا جو بار بار
جس علم پر کہ دشت مین ہے سایہ ابر سے
وہ مانگتا ہے بھی کہین پانی کسی سے ہار

بھجوائین جو اکبر کو تو بجھوائی نہ دینا
میدان مین آقا کو مرے جانے نہ دینا

۹۲

بھوکون نہ ہو غم ہے اوسی آنسے مجھکو
شرمندہ نہ کیجے گا چچی جانسے مجھکو

مشکیزہ ہی کر باعث تسکین ہے ہر دم
پانی جو نہو گا تو نہ روسینگے ستمگر

۹۳

اچھو مری عمو مجھ سے شکل اپنی دکھا دو
مشکیزہ کا مونھ کھول کے پانی کو بہا دو

جسوقت قلم ہو گی مری ہاتھ زمین پر
دو خون کے پر نالے بہے دامن زین پر

۹۴

جلاد ان کے سینہ مین خنجر کو مار کے
لیتے چلے علم کو بھی جہان سے اتار کے
عمو کے لیے اوسنے دل بیقرار سے
پھیرے ہین دونون ہاتھ گلے پر پکار کے

مشکیزہ ہی کر باعث تسکین ہے ہر دم
پانی جو نہو گا تو نہ روسینگے ستمگر

۹۵

کہیو مری پیاس کا غم کھاؤ چچا جان
مین پانی سے باز آئی چلے آؤ چچا جان

جسوقت قلم ہو گی مری ہاتھ زمین پر
دو خون کے پر نالے بہے دامن زین پر

۹۶

اب پیاس مین تابش سے جگر منہ کو ہے آتا
چھوڑا نہ کسی شکل سے جاتا نظر آتا
مین جیتی ہون اور تم پہ ہین دشمن ہوے حاوی
پانی کی نہین تم پہ ہے موقوف رہائی

عباس علمدار یہ دل آپ نے توڑا
مشکیزہ کا مونھ کھول کے پانی کو بہا دو

۹۷

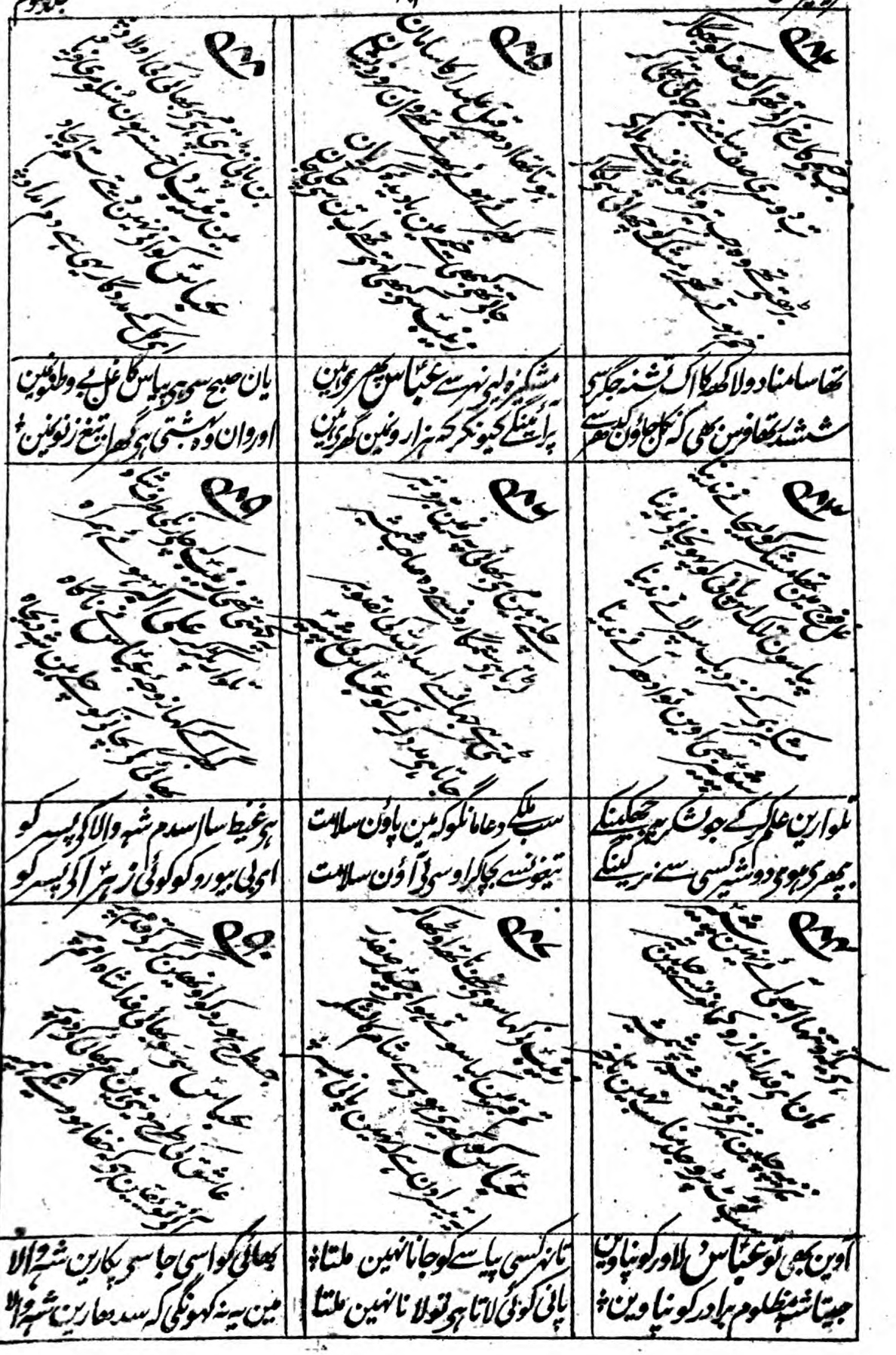
ہلتا تھا نہ مشکیزہ نہ جنبش تھی دہن کو
اک شیر سیاہ مونھ مین لیے جاتا تھا ہرن کو

اکبار اشارہ جو کیا شہ کرین نے
مارا سر عباس پہ اک گرز لعین نے

۹۸

گھبرایا نہ جب ہاتھ ہر اک کٹ گیا اوسکا
مشکیزہ کے چھیدنے سے جگر پھٹ گیا اوسکا

ہاتھ اوسکا قلم ہو کے گرا ساتھ ہی تن سے
اوسوقت تو فریاد کی زینب نے گگن سے
بہنوئی کا سر دیکھ کے رونے لگے عباس دلگیر
ہے ہے مرے بھائی کو مارا ہے ستمگر



تھا سامنا دو لاکھ کا اک تشنہ جگر سے
شش شد رہے تھا فوج میں بھی کہ نکل جاؤں گھر سے
یاں صبح سے ہے پیاس کا غل بے وطنوں میں
اور واں وہ بہشتی ہے گھرا تیغ زنوں میں ۔

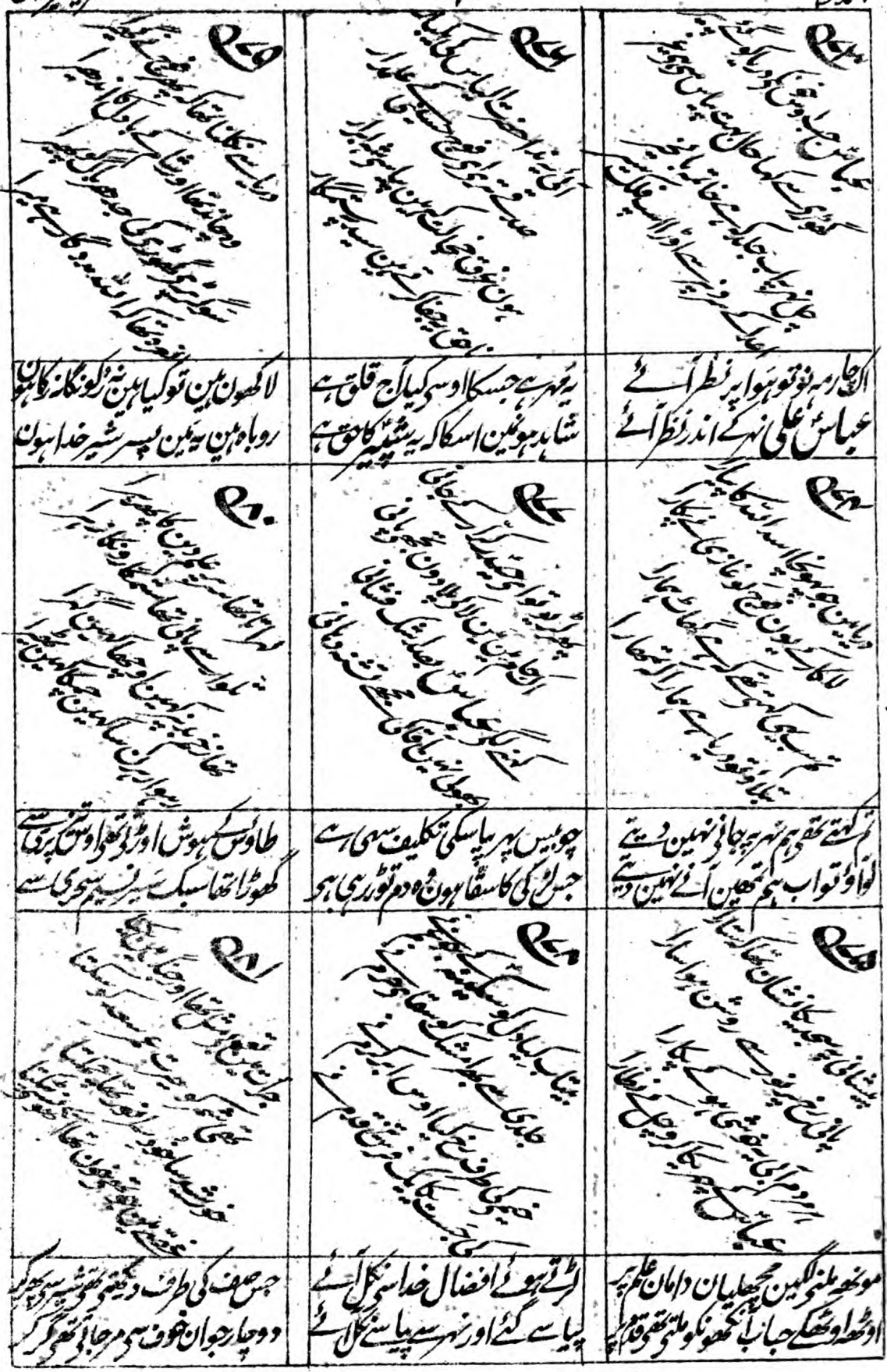
مشکیزہ لیے نہر سے عباس پھرے ہیں
پر آئے گئے کیونکر کہ ہزار وں میں گھرے ہیں
سب ملکے دعا مانگو کہ میں پاؤں سلامت
تیغوں سے بچا کر اوسی دن آؤں سلامت

تلوار ین علم کے جو شکر میں چمکنگے
بپھرے ہوئے دو شیر کسی سے نہ رکینگے
ہے غیظ سا اسد م شہ والا کے پسر کو
ای بی بیو رو کو کوئی زہرا کے پسر کو

آوین بھی تو عباس سے لاور کو بچاوین
جیتا شہ مظلوم برادر کو بچاوین ۔

نا نہر کسی پیاسے کو جانا نہین ملتا ۔
پانی کوئی لاتا ہے تو لانا نہین ملتا

بھائی کو اسی جا سے پکارین شہ والا
میں یہ نہ کہونگی کہ سدھارین شہ والا



عباس شیر خدا و مہ بنی ہاشم کے دلاور کے پسر
گھوڑے سے کہا حال ہوا جاتا ہے مضطر
چل نہر پہ لے چلتا ہوں میں تجھ کو ابھی سر
یہ سنکے فرس ہو گیا آزردہ و رنجور

یہ مہر ہے جسکا اوسے کیا آج قلق ہے
شاہد ہو نہیں اسکا کہ یہ شبیر کا حق ہے
ہون ہوق جو خالق کے نہین اوسپہ نثار
بیحق ہے جو بندہ کے نہین اوسپہ وفادار

اک چار مہ نو تو ہوا پر نظر آئے
عباس علی نہر کے اندر نظر آئے
لاکھون ہین تو کیا ہین نہ کروڑون نہ کاہون
روباہ ہین یہ ہین پسر شیر خدا ہون

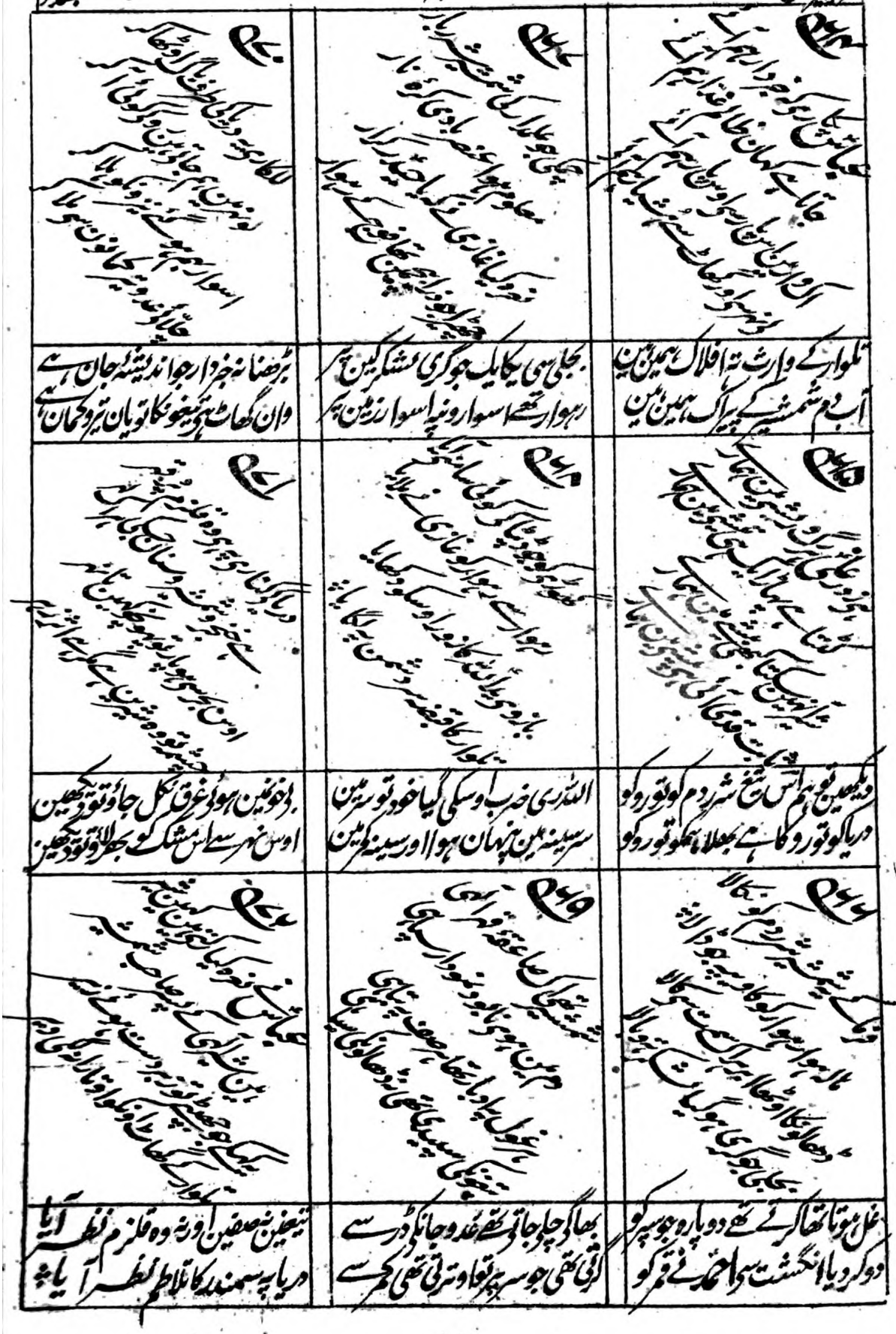
دریا میں جو پہونچا اسد اللہ کا پیارا
للکار کے یون فوج کو ڈانٹا علمدار
تم سب بھی کہو تھے کہ ہمارے ہین مددگار
بیٹھے رہو دریا سے ہمارا لشکر

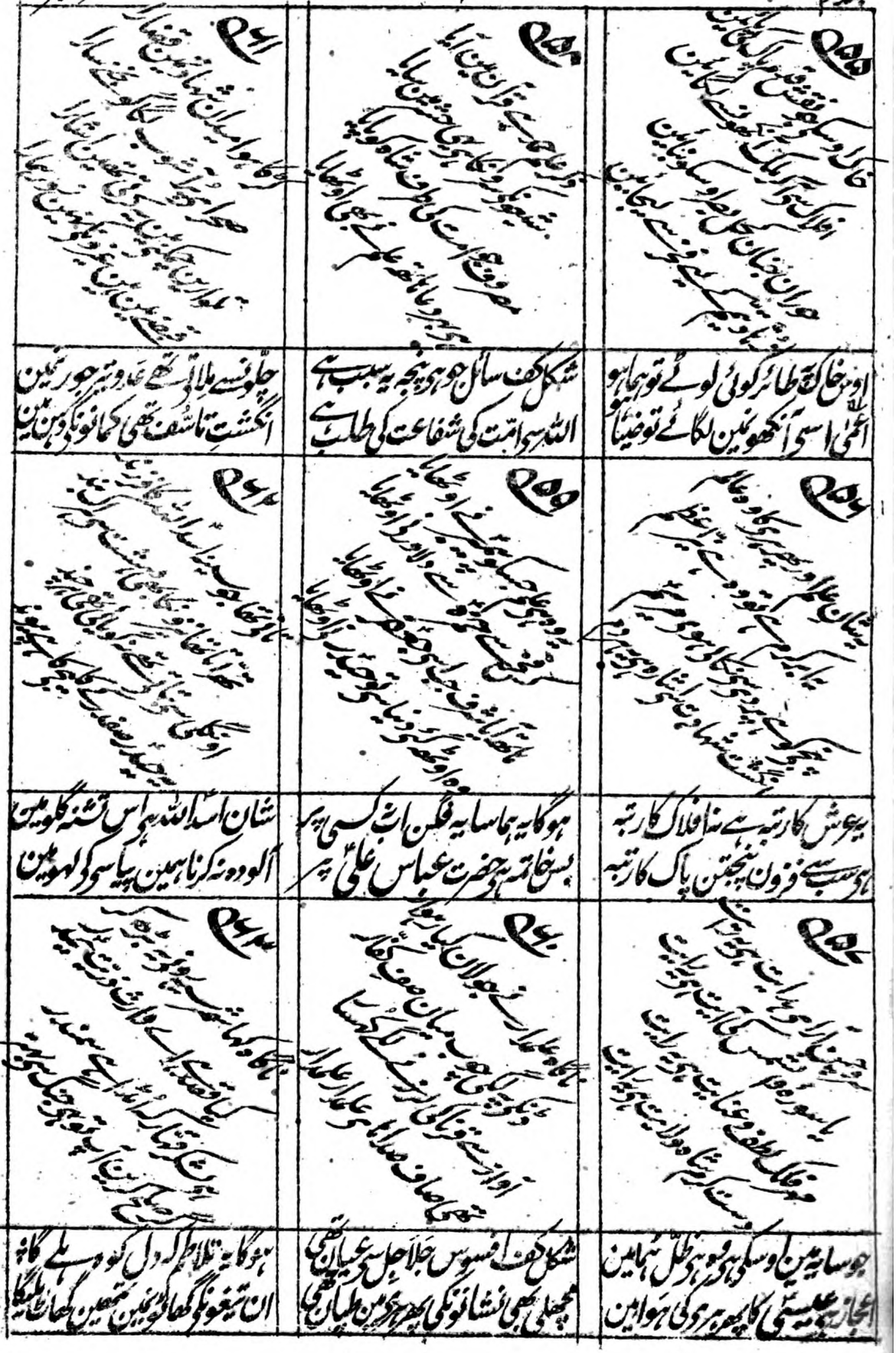
تم کہتے تھے ہم نہر پہ جانے نہین دیتے
لو آؤ تو اب ہم تمھین آنے نہین دیتے
چوبیس پہر پیاسکی تکلیف سہی ہے
جس لب کی کا سقا ہون وہ دم توڑ رہی ہے

طاؤس کے ہوش اوڑ گئے تھے اوس پر سے
گھوڑا تھا سبک سیر نسیم سحری سے
پیشانی پہ چمکا کیا انوار کا سہرا
پانی نے پھریرا سا ہوا کے پہ لہرایا

ہر دم مرا جی ڈوبتا ہے ہائے کیا کروں
عباس سا بھائی جو نہ ہو اوسکو کیا کروں
جلدی سے بھرا مشک کو اوس نے کیا خم
خیمے کی طرف نیچی کی اوس نے علم دم

لڑتے ہوئے افضال خدا سے نکل آئے
پیاسے گئے اور نہر سے پیاسے نکل آئے
جس صف کی طرف دیکھتے تھے شیر سے پھر کر
دو چار جوان خوف سے مر جاتے تھے گر کر





۱۵۹
خاکی وہ کس کا رفعتِ فرق مبارکی تھی گرد
افلاک پر اڑی تو ملائک لگے کہین

۱۶۰
ذکر خدا جب زبان پہ لائے کہے بغیر
مصروف عجز و انکسار ہے سجدے کیے بغیر

۱۶۱
ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو
بندہ ہے ہم خدا نہین خدا ہم نہین

۱۵۹
اور خاک پر طائر کوئی لوٹے تو ہے یہ لو
اعمیٰ اسی سے آنکھو نمین لگائے تو ضیا

۱۶۰
شکل کف سائل جو ہے پنجہ یہ سبب ہے
اللہ سے امت کی شفاعت کی طلب ہے

۱۶۱
چلو نسے ملا تھے عدو تیر جو رنمین
انگشت تاسف تھی کمانو نکی دہن مین

۱۵۹
یہ عرش کا رتبہ ہے نہ افلاک کا رتبہ
ہے سب سے فزون پنجتن پاک کا رتبہ

۱۶۰
ہوگا یہ ہما سایہ فگن اب کسی پر
بس خاتمہ ہے حضرت عباس علی پر

۱۶۱
شان اسد اللہ ہے اس تشنہ گلو مین
آلودہ نہ کرنا ہمین پیاسے کے لہو مین

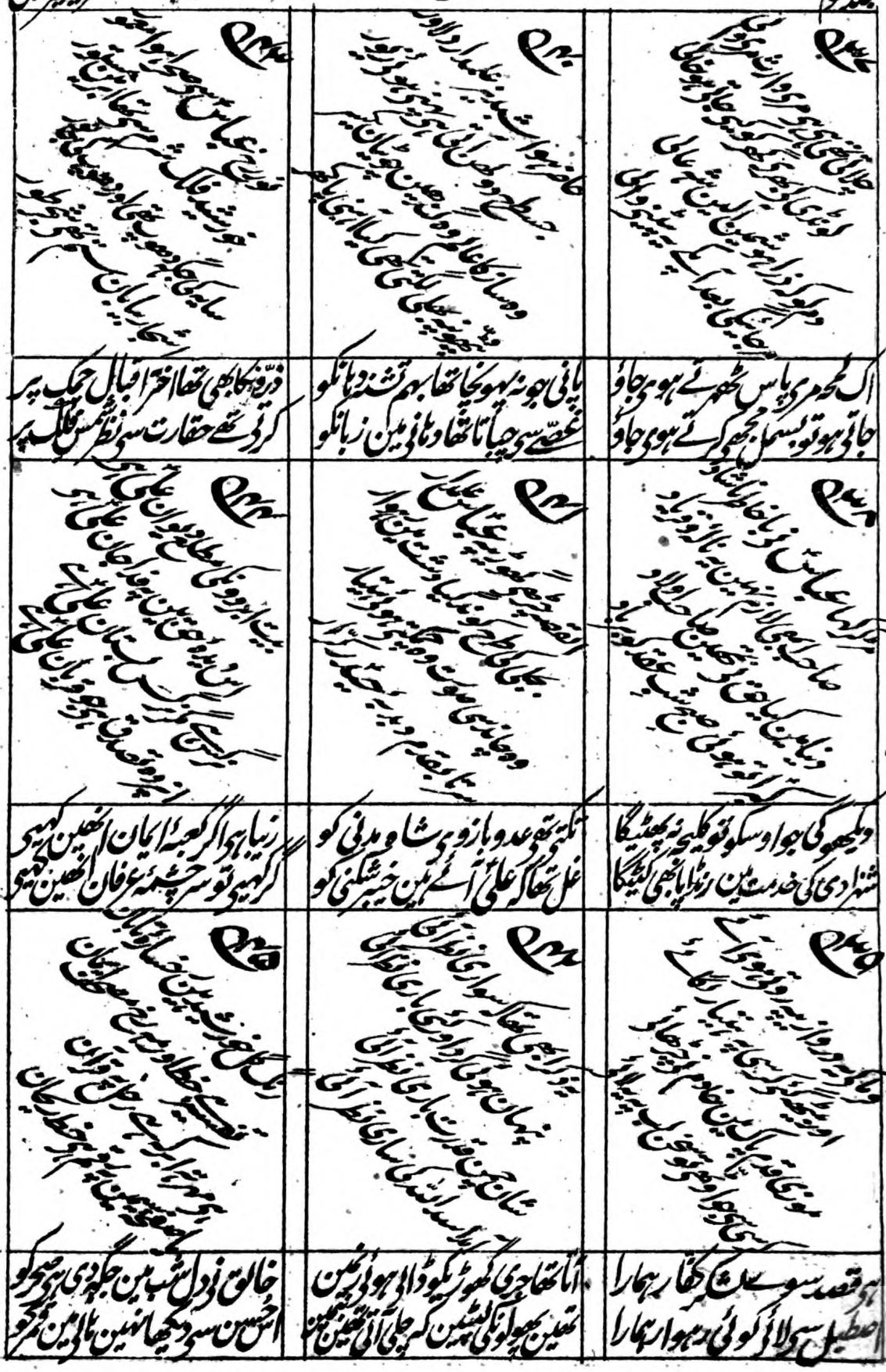
۱۵۹
جو سایہ مین اوسکی ہے وہ ہی ظل ہما مین
اعجاز ہے عیسیٰ کا پھر ہے کی ہوا مین

۱۶۰
شکل کف افسوس جلا اجل سے عیان تھی
مچھلی بھی نشانو نکی پھر ہے من طپان تھی

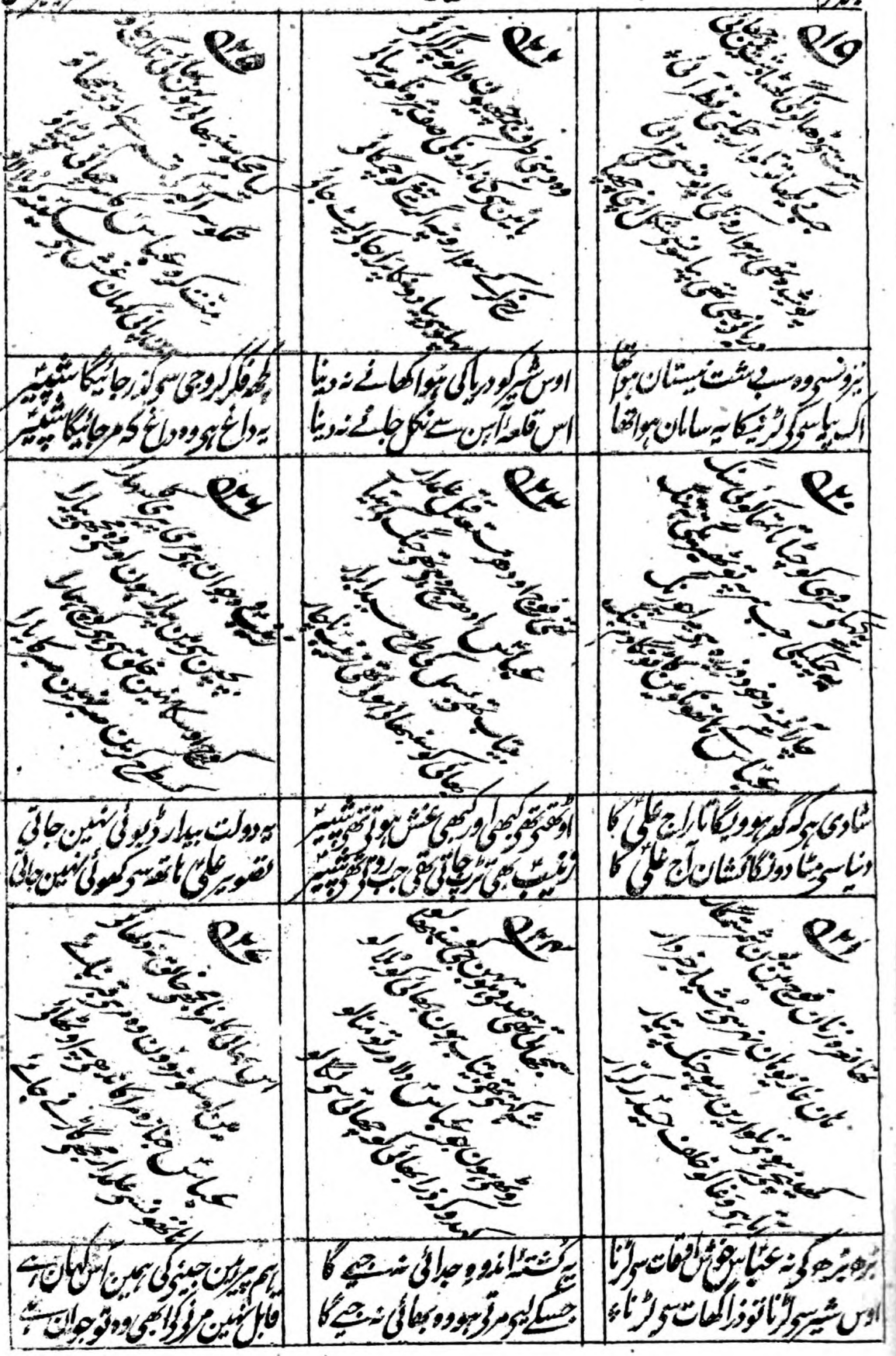
۱۶۱
ہوگا یہ تلاطم کہ دل کوہ ہلے گا
ان تیغونکے گھاٹ پہ جمعین تمھین گھاٹ ملیگا

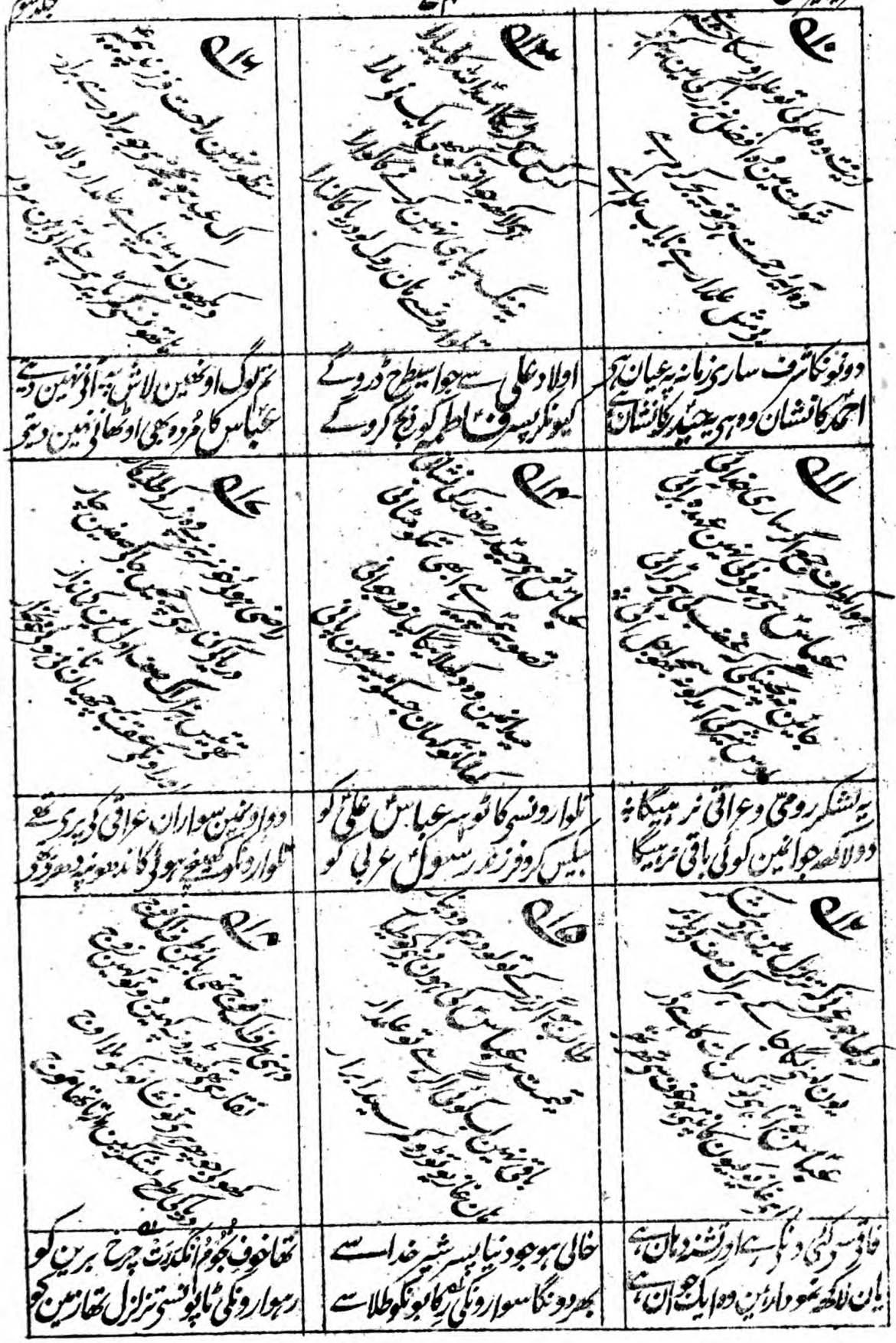
۱۲ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰











دونو نکا شرف سارے زمانہ پہ عیان ہے
احمد کا نشان وہ ہے حیدر کا نشان ہے

اولاد علی سے جو اسیطرح ڈروگے
کیونکر پسر فاطمہ کو فوج کروگے

تم لوگ اونھین لاش پہ آنے نہین دیتے
عباس کا مُردہ بھی اوٹھانے نہین دیتے

یہ لشکر رومی و عراقی نہ رہیگا
دو لاکھ جوانین کوئی باقی نہ رہیگا

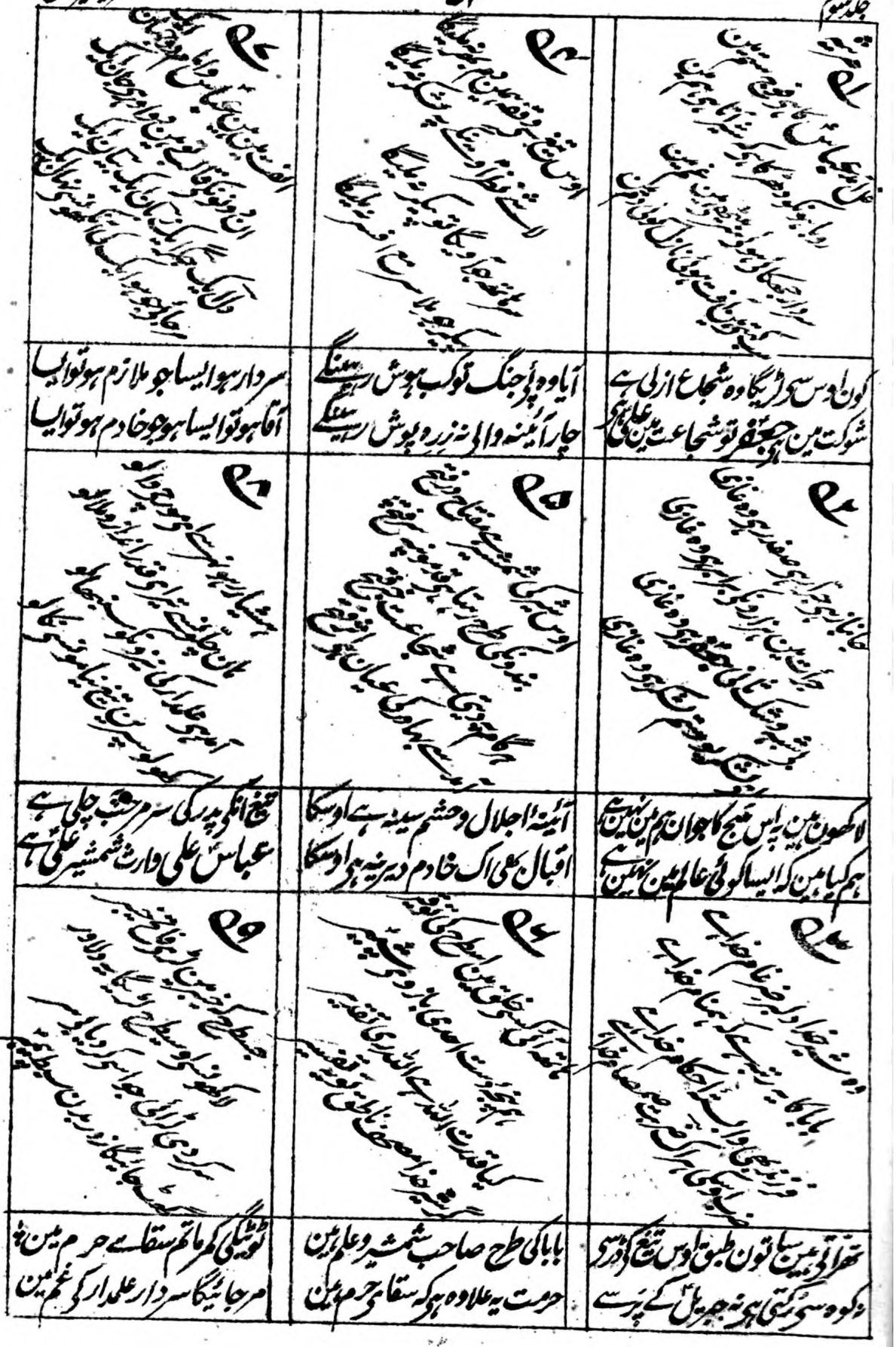
تلوار دونسی کاٹو ہر عباس علی کو
بیکس کر و فرزند رسول عربی کو

دو ہاتھ نہین سواران عراقی کے پہ ری تھے
تلوار دو نکو کوسنے ہوئی کاندھے پہ دھری تھے

خالق سے دعا دونکے ہے اور تشنہ دہان ہے
یا ان لاکھ سمو دار ہین وہ ایک جوان ہے

بھر دونگا سوار و نکی رکابو نکو طلا سے
تھا خوف نجوم انکی دولت چرخ بریں کو

رہوار و نکی ٹاپو نسے تزلزل تھا زمین کو



۵ تم بھی دیکھی نہ جس نے غل و زیر کی شکل
باغ جنت کو کوئی کہتا تھا کوئی کہتا تھا بیچ زار

۶ وہ بھلا سلسلہ طوق و رسن کیا جانو
مغ بال بھلا سیم تبن کیا جانو

۷ کمی تھی کی پیاس کی شدت میں سکینہ رو
ہو لاکھ سب پانی سے در خشاں در یتیم

۸ وفا کا صفحہ کا کوئی باب ہو دل سے پوچھ
چھلکی کسی کا جگر فگن کیا جانو

۹ کہاں زینب کہاں شبیر یہ دنیا میں نہ آتا
لطف شادی کا بھلا ابن حسن کیا جانو

۱۰ کیوں سلامت رہی دنیا میں نہ آتا
رات کو بیاہ ہوا صبح کو گہوارہ گلاتا

۱۱ بھلا کیا کسی کا جگر فگن کیا جانو
ہو لاکھ سب پانی سے در خشاں در یتیم

۱۲ قبل کے وقت بھی کیا تھا وہ یہ ہنگام کیا جانو
کیا کہیں شاہ کو وہ سلطان زمن کیا جانو

۱۳ اس عدو کو وہ سلطان زمن کیا جانو
رد و خوں میں کہ نیلا پیرہن کیا جانو

۱۴ ہاتھ کو بیڑیوں سے کھلوا کے کہا
ذبح شبیر پہ ہے کس کا گلا تو کیا جانو

۱۵ ہاتھ کو بیڑیوں سے کھلوا کے کہا
ذبح شبیر پہ ہے کس کا گلا تو کیا جانو

۱۶ ہاتھ کو بیڑیوں سے کھلوا کے کہا
ذبح شبیر پہ ہے کس کا گلا تو کیا جانو

۳۵

دیکھا لاشوں کو بھائیوں کے تو کی آفریں
بھائی کا فرض ہے جو بھائی پہ جان دے
دی جان دونوں نے کیا کام کیا ہے جوانمرد
مرد اور نہ دیکھا کوئی ایسا جوان دے

حق نے کیا مرتبہ ان دونوں کا ارجمند
دودھ تو بخشوں کہ بیٹوں کی مجھے شان دے

۳۶

اشک آنکھوں میں دم نزع پڑے بہتے تھے
مانگو تم ہو دیکھا نہ یہی کہتے تھے

دونوں مرحوم پہ والدہ نے بھی جان دی
پیار بھی کرکے انھیں دودھ بھی بخشا بی جا

۳۷

اس گنہگار پہ کر رحم علیؑ کا صدقہ
واسطہ حضرت زہراؑ کا نبیؐ کا صدقہ

۳۸

تشنہ کامی کا بڑا رنج اوٹھایا تم نے
مانی پانی بھی دم مرگ نہ پایا تم نے

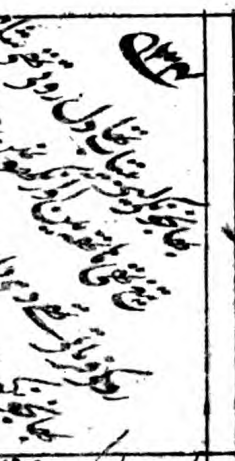
لیسی جرأت سی لڑی واہ بڑا کام کیا
سرخرو آپ ہوئے اور مرا نام کیا

۳۹

جو وفادار ہیں آقا پہ فدا ہوتے ہیں
آپ صدقے گئی کیوں انکے لیے روتے ہیں

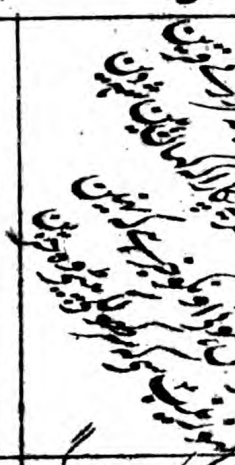
مانی زندہ تھیں ای پیار و ندیکھا مان نے
دودھ بخشا ہے کو کہتی تھی سو بخشا مان نے

۳۰



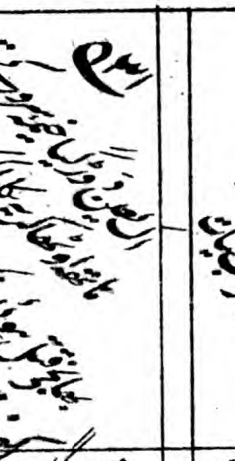
آبرو دینگے نہ گو بھوکے پیاسے ہین ہم
حضرت ساقی کوثر کے نواسے ہین ہم

۳۱



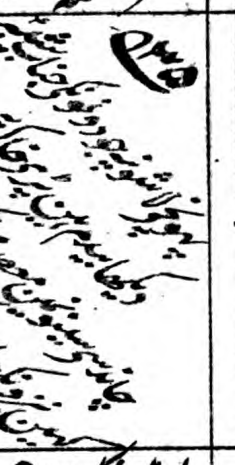
وہ تو ماری گئی بیٹونکو کہان پاوینگی
رانین اب بھائیکی بدلے کسے بھجواوینگی

۳۲



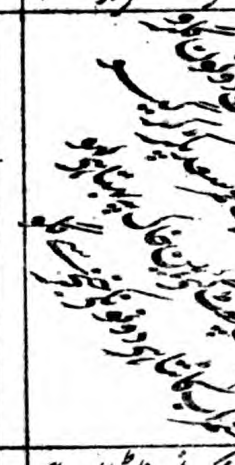
مائین بیٹونکی اب زینب ناشاد ہوئی
دختر فاطمہ پھر دیس مین برباد ہوئی

۳۳



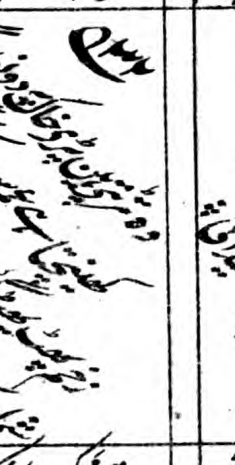
بیچ عماری کے بھی کٹ کٹ گئی شمشیر و لنسی
چھوٹی سی چھاتیان مجروح ہوئین تیر و سنان سے

۳۴



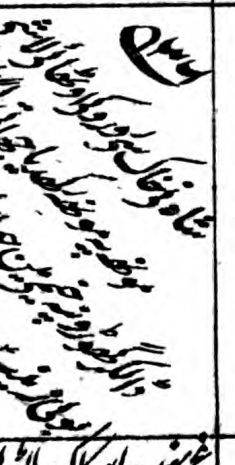
ستم تو کی یہ لشکر نے بنا ڈالی ہے
سر تو کٹوا چکے اب لاشونکی پامالی ہے

۳۵



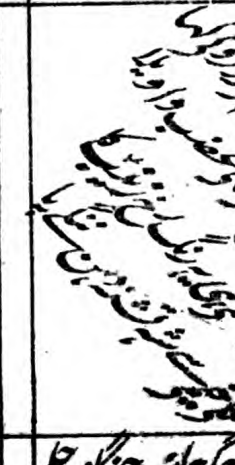
پیاس مین نکلی جو ہین جسم سے جانین باہر
برگ گل سی نکل آئین ہین زبانین باہر

۳۶



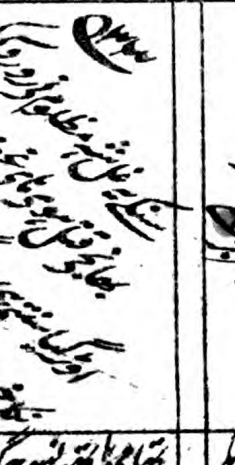
کرین منت بھی تو سنتا نہ سخن دونونکی
شہ کو دکھلا دو تڑپتی ہوئی تن دونونکی

۳۷



تھامے ہاتھ اونسی جگر چاب جنگاہ چلے
قاسم و اکبر و عباس بھی ہمراہ چلے

۳۸



غم نہین اسکا کہ یہ لاڈلی بیجان ہوئی
عید ہے آج کہ بھائی پہ یہ قربان ہوئی

۱۹

بان تو سر کھول دو روتی ہے تمہاری بہن
دونوں کا رونا پدر شاہ کا دل شاد ہوا
سیکڑوں تھے حسین کھینچ لیے فیض سے
پر نہ چھوٹا کبھی بھائی کا بھائی سے گیا

لاکھ آفت اگر افلاک سے ٹوٹے بھائی
روح و قالب کی طرح ساتھ نہ چھوڑے بھائی

۲۰

ہیں سوار اور کئی لیں اور پیادے دو چار
گھس گئے لاکھوں میں دو دو پہ تھے لاکھوں بھاری
اوسکو جان کی جنہوں نے کبھی پروا نہ کی
قصد جس نے کیا سر سے اجل دیکھی ہے

تیغ چمکا کے جدھر شیر سے پھر پڑتے تھے
نیچے کیا تھے کہ دو صاعقہ گر پڑتے تھے

۲۱

کھیت تھا ایک طرف ایک طرف لشکر اعدا
دو سوار آتے تھے سو لاکھ سے ٹکر لینا
اوسپہ کیا تھا یہ گھر بھر کو لٹا آئے ہیں
کہتا تھا یہ کہ بھرا گھر ہے مرا بھائی کا

مہمات اعدا کو نہ چھوٹا نہ بڑا دیتا تھا
بھائی بھائی کے لیے جان لڑا دیتا تھا

۲۲

خالی دریا تھا کہ فوجیں تھیں کنارے پہ کھڑی
مارتا تھا اوسے ہر موج سے ہر سمت تلوار
زد پہ آجاتا تھا دو دو کو برابر کرتا
ایک کرتا تھا دو دو سو کو برابر کرتا

تین طاقت نہ تھی ہمت سے فقط لڑتے تھے
پیاسے ایسے تھے کہ گھوڑوں سے گرے پڑتے تھے

۲۳

پھیر دو بھائی کی لاش آپ کو دریا میں گرا
بھائی دیکھو کہ ہے لاشہ تمہارا بھی بہا
ہاتھ دھو پانی سے جلدی سے نکل آؤ ذرا
نہر میں جلد چلو بس ہے بہت آب پیا

تم تو پیاسے شہ عالم بھی بہت پیاسے ہیں
اماں بھی پیاسی ہیں اور ہم بھی بہت پیاسے ہیں

۲۴

آگ سی پیاس کی بھڑکی ہے جلا جاتا ہے
انتڑیاں سوکھ کے کانٹا سا ہوا جاتا ہے
شانہ بھی اٹھ نہیں سکتا ہے یہ گھبراتا ہے
رہیں کیسے کہ یہ دریا ہے یہ بھائی بھائی

پانی پینے کا تو مکمل نہیں دھیان آجاوے
ہاتھ منہ دھو لیں ذرا چلکے تو جان آجاوے

۲۵

کون کہتا ہے کہ بھائی کا بھی بھائی ہے نگہبان
اے مجھے تیری ہی پیاس آج ہے یہ بھی ارمان
بھلا جا سکتا نہیں تجھ سے ہی ہے یہ بھی ارمان
جانا دریا پہ نہ پیاسا نہیں لیکن جانا

عزتیں پیاسی ہی مر جائیں سوا ہو دینگی
امان صاحب جو سنینگی تو خفا ہو دینگی

۲۶

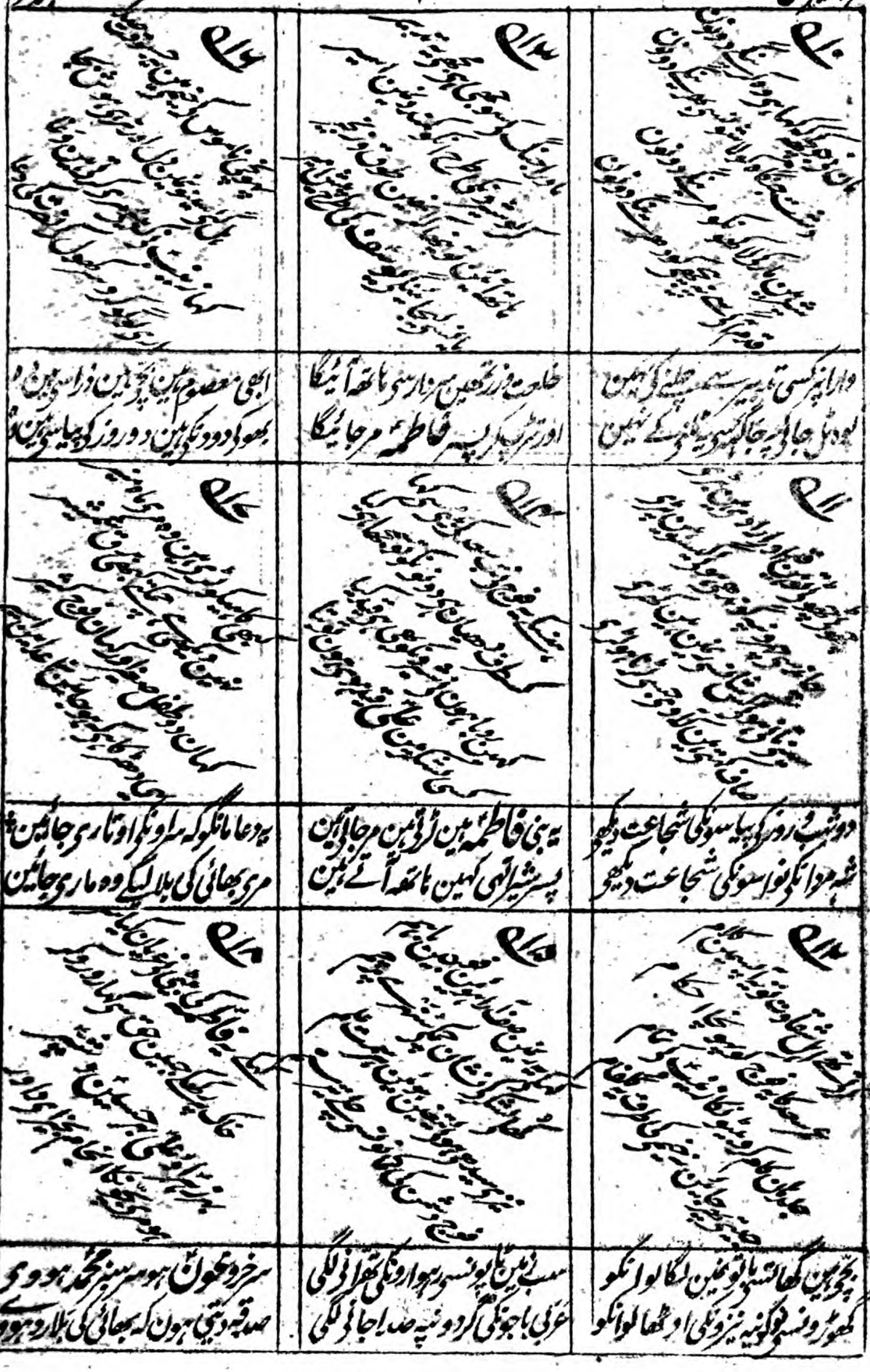
ہاتھ منہ دھو کے جو آئے تو یہ ہمراہ گئے
ہاتھ لب جانب دھونا ہو گا چشمے
جانبین دریا پہ تو ہم چشمہ حیواں ہے گا
تشنہ لب جانب دریا سے نہ ہرگز جانا

گل زہرا تو ہوا خشک وہ شاداب ہوئی
مامون پیاسا رہا اور بھائی سیراب ہوئی

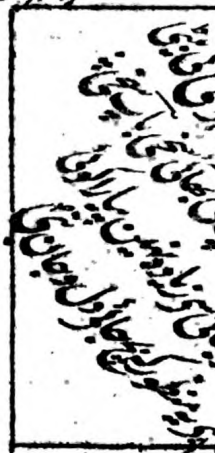
۲۷

گھیر لیتے تھے اگر ایک کو مل کر اعدا
دو سوار آتے تھے سو لاکھ سے ٹکر لینا
اوسپہ کیا تھا یہ گھر بھر کو لٹا آئے ہیں
کہتا تھا یہ کہ بھرا گھر ہے مرا بھائی کا

حرف پانی کا زباں سے نہ نکالو بھائی
اپنا مونہ نہر کی جانب سے پھیر لو بھائی

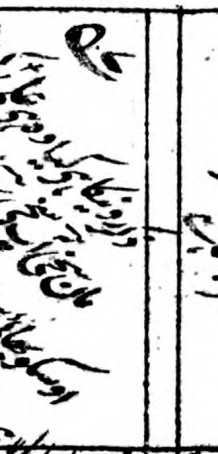


۱۴



انکا نانا ہی علی صاحب شمشیر ہین یہ
ماں خبردار کہ ارسے نہین دو شیر ہین یہ

۱۵



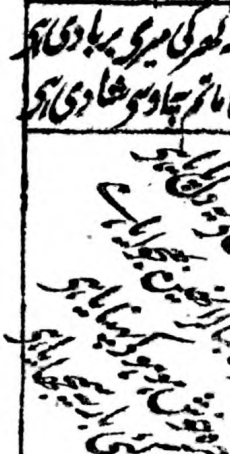
طفل اس سن مین نہین صاحب تمکنت ہوتی
گر جوان ہوتا یہ لڑکی تو قیامت ہوتی

۱۶



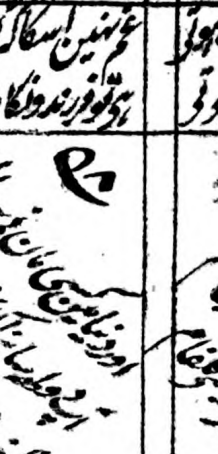
غم نہین اسکا کہ گھر کی میری بربادی ہی
ہی تو فرزندون کا ماتم چاہے وہ شادی ہی

۱۷



دھالین شانون پہ پڑی اور ہاتھون مین شمشیر ہین
جعفر و حیدر کرار کی تصویر ہین

۱۸



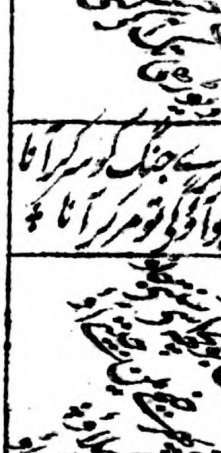
غم سے سینہ مین کلیجہ تہ و بالا ہوگا
کسطرح آپکو زینب نے سنبھالا ہوگا

۱۹



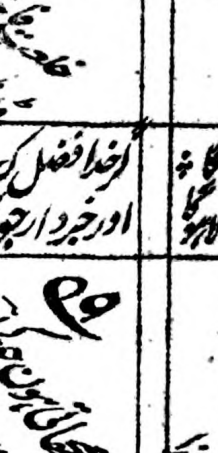
اگر خدا فضل کرے جنگ کو سر کرآنا
اور خبردار جو آفت کی تو مر کر آنا

۲۰



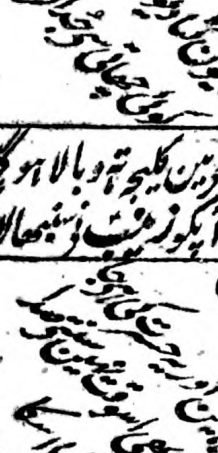
جون علی جنگ مین بیقت نہین فرماتے ہیں
پیچھے مڑ کر بر مرتبہ رجعت نہین فرماتے ہیں

۲۱



اوسکا بس ہو تا توانہی بھی فدا جان کرتی
لاکھ بیٹون کو وہ شبیر پہ قربان کرتی

۲۲



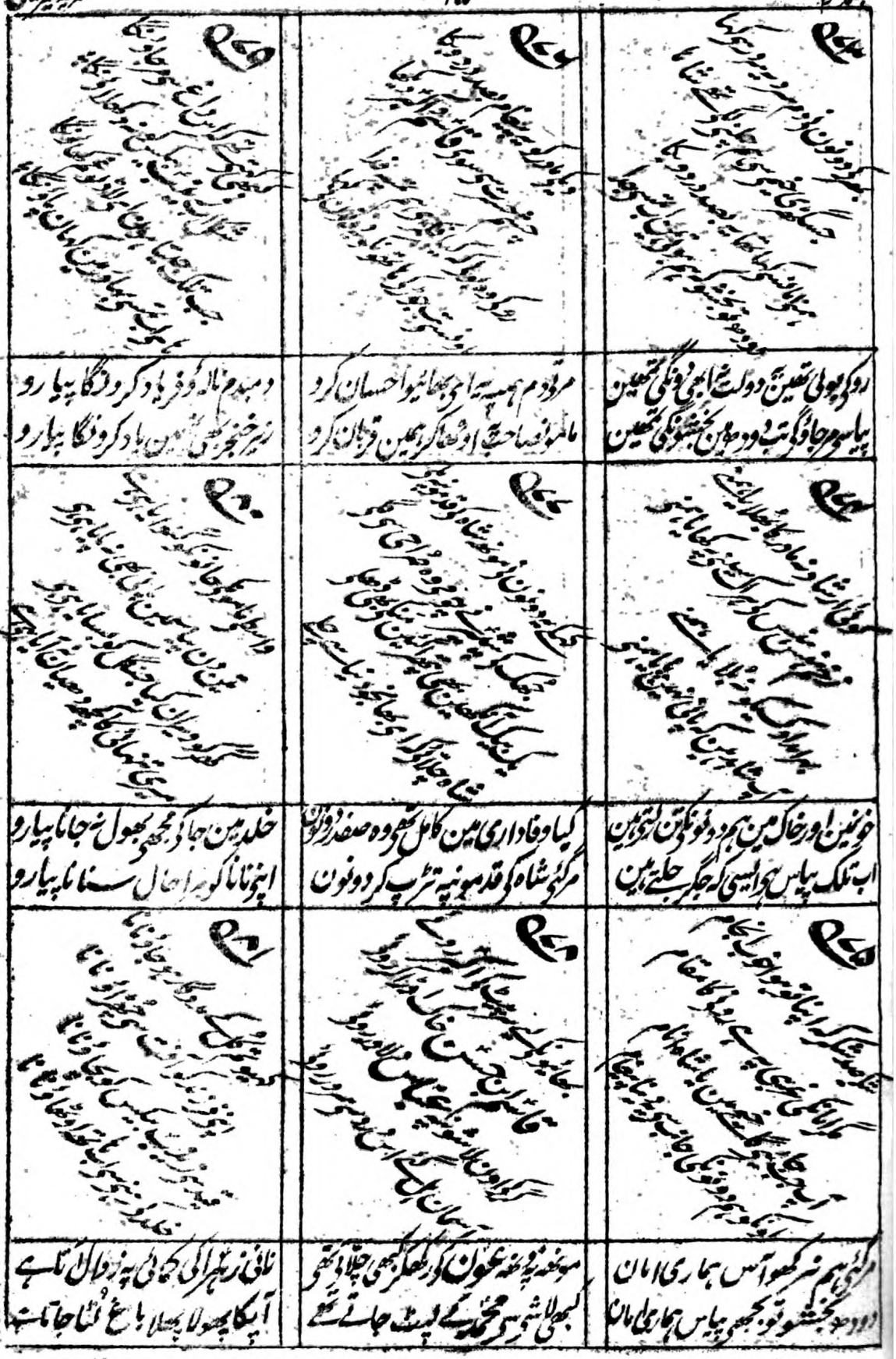
آپ پر دی ہی جو مجھ گذریگا دیکھوگی مین
گر قدم پیچھے ہٹاؤنگا تو نہ بخشوگی مین

فقرہ تھراتی ہوئی زمین چلی آتی ہے
باادب باتھ جو نیزہ زمیں کی رد الاتی ہے

دل مرا اور کسی شغل میں مصروف نہو
جیتے جی مرثیہ کہنا مرا موقوف نہو

خلد میں انکو حقارت سے نہ دیکھیو بھائی
اس وا کامری بچونکو کفن دو بھائی

سر فدا تجھ پہ جو مامونہ کیے تین پیارو
لو یہ خلعت تمھیں مادر نے دیے ہین پیارو



رو کے بولی تھین آج دولت سرا بھی دونگی تمھین
پیاسو مر جاؤگے تب دودھ بھی بخشونگی تمھین

مرتو دم ہمسے یہ اے بھائیو احسان کرو
مانو صاحب کا اوٹھا کر ہمین قربان کرو

دم بدم نالہ و فریاد کرونگا پیارو
زیر خنجر بھی تمھین یاد کرونگا پیارو

خونین اور خاک مین ہم دونونکی تن لتھڑے ہین
اب تلک پیاس ہے ایسی کہ جگر جلتے ہین

کیا وفاداری مین کامل تھے وہ صفدر دونون
مرگئے شاہ کے قدمونپہ تڑپ کر دونون

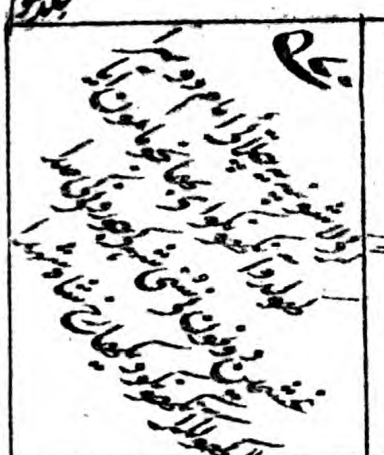
خلد مین جاکے مجھے بھول نہ جانا پیارو
اپنی نانا کو مرا حال سنانا پیارو

مرگئے ہم نہ کھو آس ہماری اماں
دودھ بخشو تو بجھے پیاس ہماری اماں

موندھ کے منھ عون کو رکھکر کبھی چلاتی تھی
کبھی لاشہ سے محمد کے لپٹ جاتے تھے

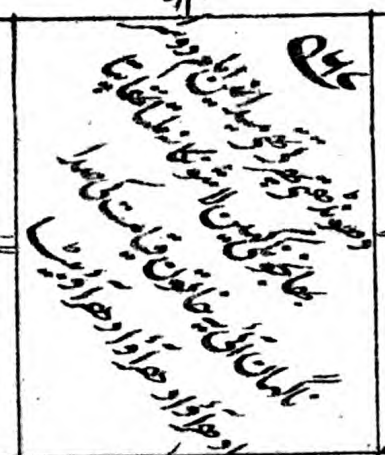
نانی زہرا کی کہانی پہ زوال آتا ہے
آپکا پھولا پھلا باغ لٹا جاتا ہے

۶۳



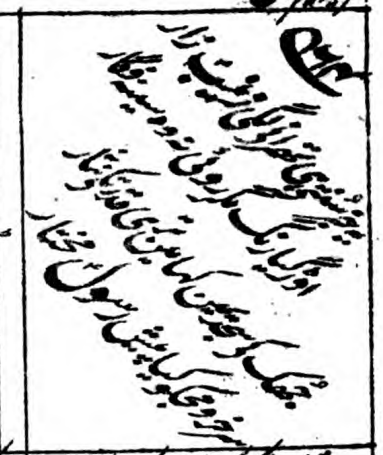
صدقے زہرا کی کمائی پہ کمائی میری
شکر کرتی ہوں کہ امید بر آئی میری

۶۴



ٹکڑی تیغوں سی ہیں دو روز کی پیاسی میری
میری گودی ہیں سر پیٹتی ہیں نواسی میری

۶۵



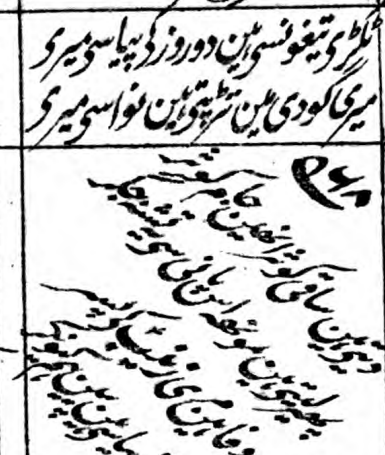
بولی شہ اس رنگہ یاس پہ قربان حسین
اس محبت پہ اور اس یاس پہ قربان حسین

۶۶



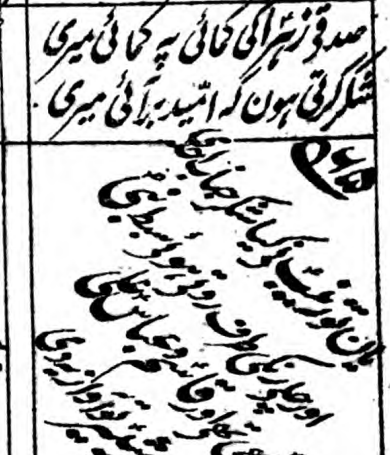
پس فاطمہ زہرا کو سنبھالو پیارو
کوچ کرتی ہو تو دیدار دکھا لو پیارو

۶۷



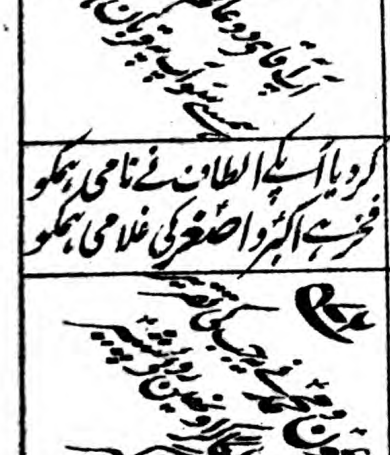
یاد ہے اونکی ابھی تشنہ دہانی ہمکو
شاہ بن زہر سے بدتر ہے یہ پانی ہمکو

۶۸



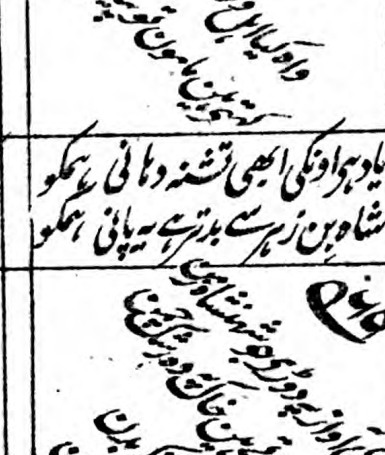
کر دیا آپکے الطاف نے نامی ہمکو
فخر ہے اکبر و اصغر کی غلامی ہمکو

۶۹



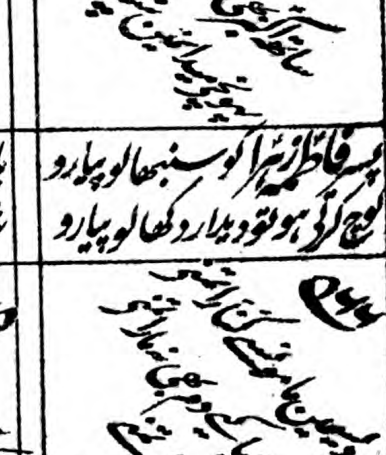
کسنے نیزوں کو کلیجو سے نکالا ہوگا
کسنے گرتے ہوئے گودیں میں سنبھالا ہوگا

۷۰



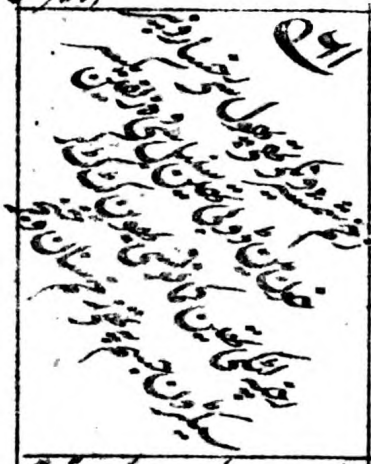
خونیں ترا باغ یداللہ کی گل بوٹی ہیں
نیچے چھوٹے سی ہاتھوں سے نہیں چھوٹی ہیں

۷۱



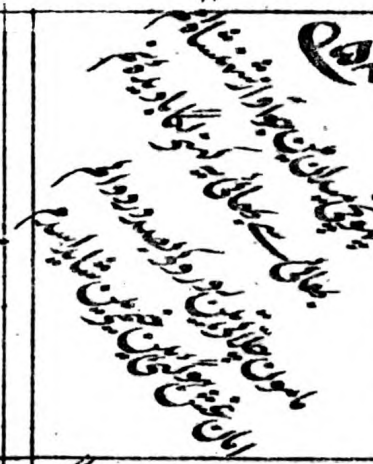
نام سنتے ہی مرا یہ صدمہ ہوا اون پیارو پہ
اشک آنکھوں سے بہے چاند سے رخسارو پہ

۵۵



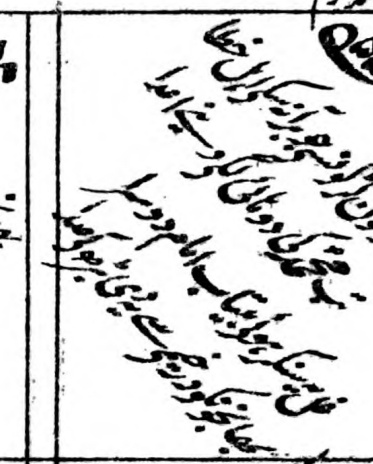
سر لعینونکے نہ اب تن سے اوتارو پیارو
کلمہ گویون کو محمدؐ کے نہ مارو پیارو

۵۶



خنجر غم دل ناشاد پہ چلتا ہو گا
مانکی الفت ہی کلیجہ نہ سنبھلتا ہوگا

۵۷



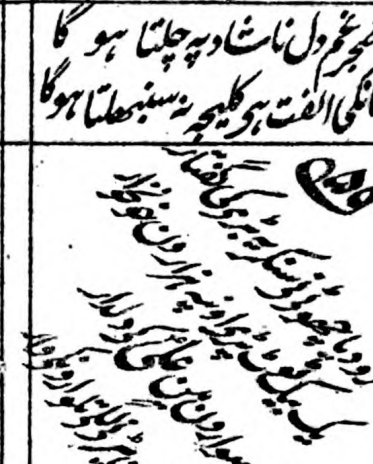
پاؤن ہر دم جو رکابون سے نکل جاتے تھے
یا حسینؑ ابن علیؑ کہکے سنبھل جاتے تھے

۵۸



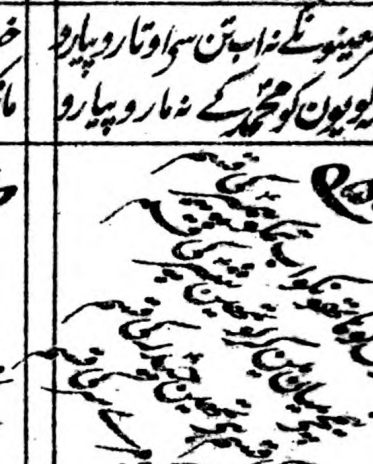
مین مُوا جاتا ہون للہ نہ شیشہ کرو
بخشوانیکی گنہگارونکی تدبیر کرو

۵۹



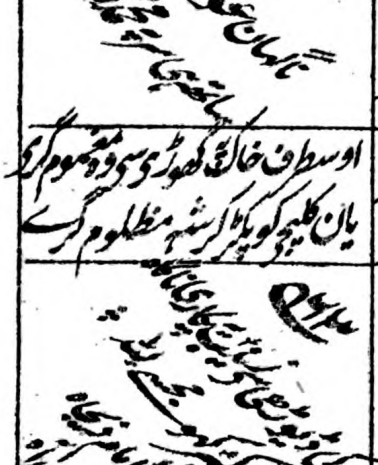
دل مین دونونکی بھری تھی جو ولای شبیرؑ
تھا یہ ہر زخم پہ نعرہ کہ فدای شبیرؑ

۶۰



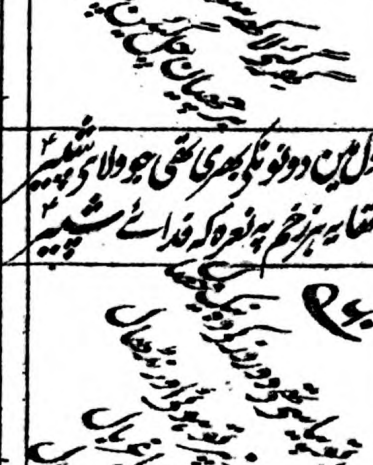
اوسطرف خاک پہ گھوڑی سے وہ مغموم گرے
یان کلیجہ کو پکڑ کر شہ مظلوم گرے

۶۱



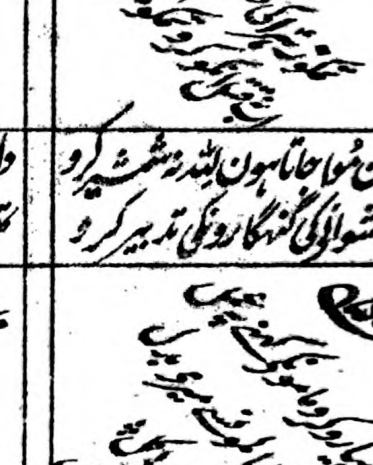
مرے نانا سے عدو کرتے ہین شکوہ میرا
اب ہی تر دیکے پھٹجائے کلیجہ میرا

۶۲

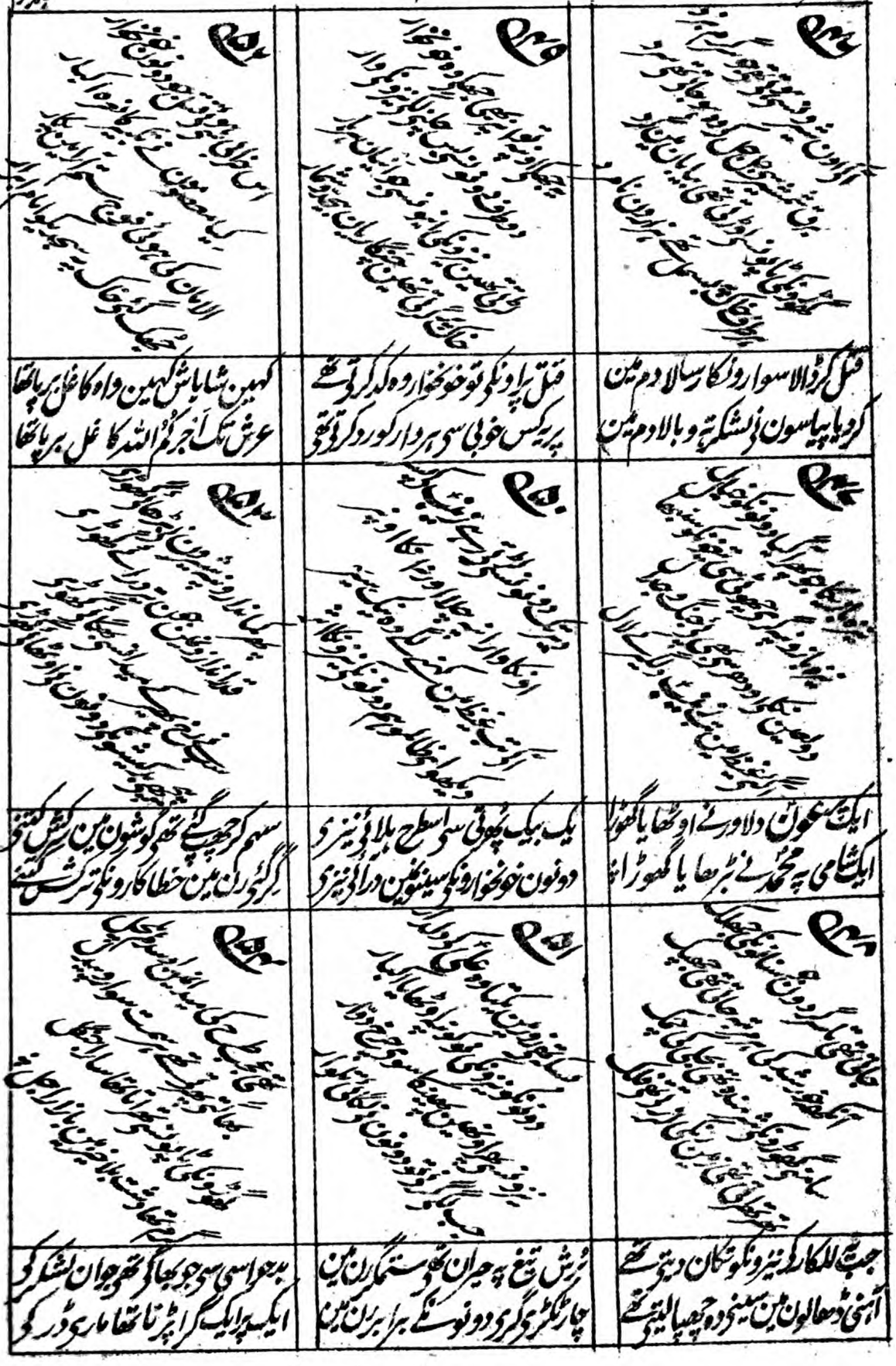


موئنہ پھیر کر بھی ماموںکو صدا دیتے تھے
ضعف سے سر بھی ہر نوبت جھکا دیتے تھے

۶۳



گر پڑی برج شرافت کی ستارے رن مین
ای پھوپھی قتل ہوئی آپکی پیارے رن مین



قتل کر ڈالا سواروں کا رسالا دم میں
کر دیا پیاسوں نے لشکر تہ و بالا دم میں

قتل پر اونکی تو خونخوار وہ کمر کرتے تھے
پر یہ کس خوبی سے ہر وار کو ورکرتے تھے

کہیں شاباش کہیں واہ کا غل برپا تھا
عرش تک اجر کم اللہ کا غل برپا تھا

ایک شامی پہ محمدؐ نے بڑھایا گھوڑا
ایک شامی نے پکارا کہ یہ ہے ہے گھوڑا

یک بیک پھوٹی سی اسطرح بلا کی نیزی
دونوں خونخوارونکے سینوں میں درآئی نیزی

سہم کر چھپ گئے تھے گوشوں میں رستم کتنے
گر گئے رن میں خطا کارونکے ترشم کتنے

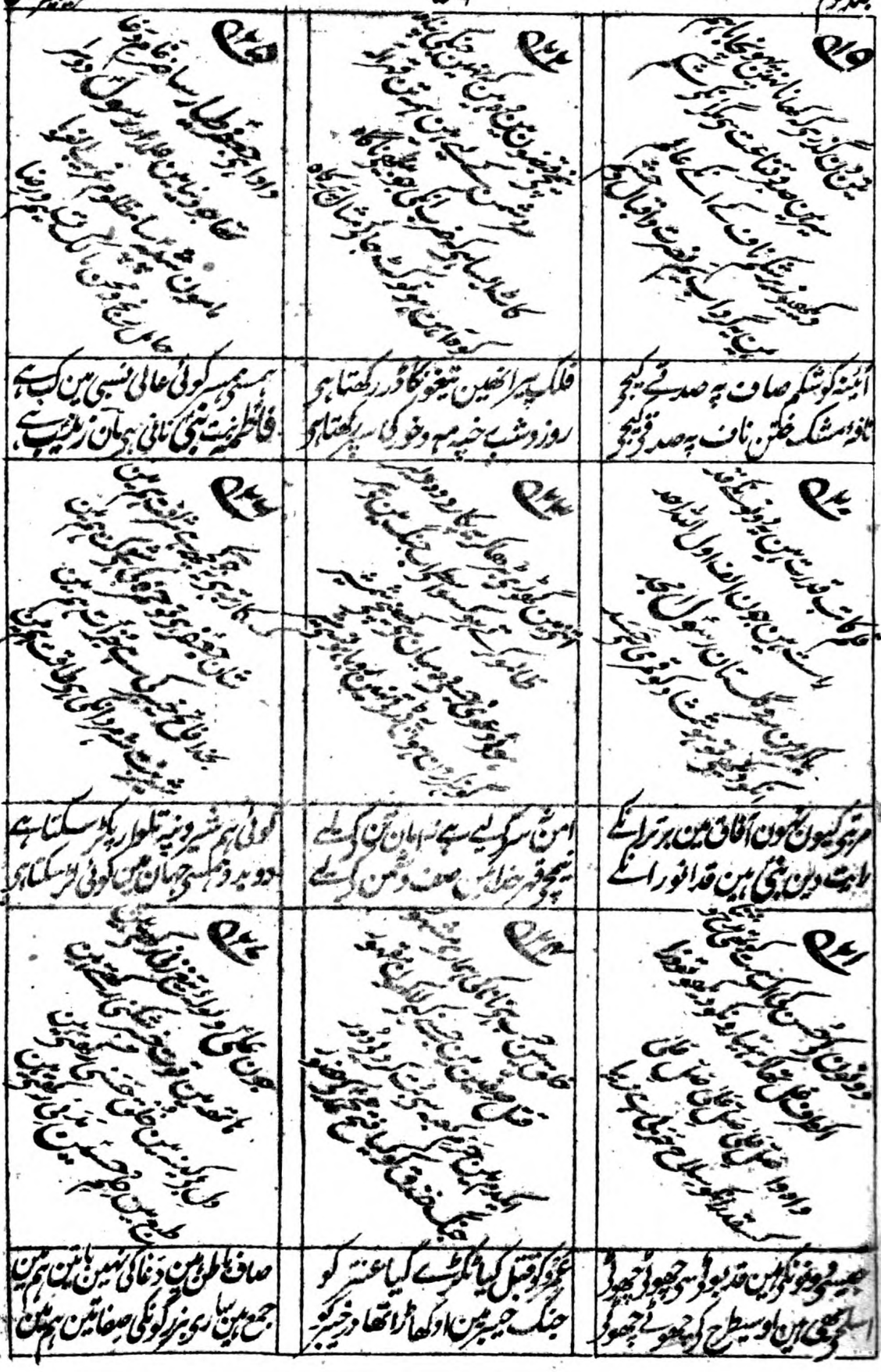
جب یہ للکار کے نیزونکو تکان دیتے تھے
آہنی ڈھالوں میں سینے کو چھپا لیتے تھے

زد پہ تیغ کے حیران تھے ستمگر رن میں
چار ٹکڑے گری دونوں کے برابر رن میں

بدحواسی سے جو بھاگے تھے جوان لشکر کے
ایک پر ایک گرا پڑتا تھا ماری ڈر کے







۱۹
آئینہ کو شکم صاف پہ صدقے کیجے
نافۂ مشک خطِ ناف پہ صدقے کیجے

۲۰
فلک پیر انھیں تیغوں کا ڈر رکھتا ہے
روز و شب خیمۂ مہ و خور کی سر رکھتا ہے

۲۱
ہمسری میں کوئی عالی نسبی ہیں کب ہے
فاطمہ بنت نبی نانی ہیں زینب ہے

۲۲
مرتبہ کیوں نہ ہوں آفاق میں برتر اُنکے
رایت دین نبی ہیں قدِ انور اُنکے

۲۳
امن نے سر کیے ہے زمان تن کے لیے
نیچے فہر خدا ہیں صف دشمن کے لیے

۲۴
کوئی ہم شیر و نہ تلوار پکڑ سکتا ہے
دو بدو فتح جہاں میں کوئی لڑ سکتا ہے

۲۵
جیسے دو نوکے ہیں قد بوٹے سے چھوٹے چھوٹے
اسلحے بھی ہیں اوسیطرح کے چھوٹے چھوٹے

۲۶
عمرو کو قتل کیا ٹکڑے کیا عنتر کو
جنگ خیبر میں اوکھاڑا تھا در خیبر کو

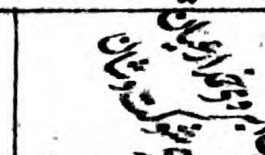
۲۷
صاف باطن ہیں دغا کی نہیں باتیں ہم میں
جمع ہیں سارے ہنر گونکی صفاتیں ہم میں

۱۱



اہل ایمان کو تو ایماں کے برابر ہیں یہ
مصحفِ پاک مرے لوح کے ہمسر ہیں یہ

۱۲



آتشی عمر میں دنیا سے روانہ ہونگے
یہ خطا آج یہ تیروں کے نشانہ ہونگے

۱۳



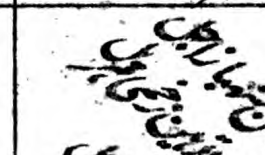
آئینہ سے کہیں شفاف یہ رخسار ہیں
صفحۂ نور ہیں خورشید میں یہ ہار ہیں

۱۴



پردۂ خاک میں جس وقت نہاں ہونگے
کیا حسین ابن علی تڑپینگے اور رونگے

۱۵



بسکہ نور نظر زینبِ دلگیر ہیں یہ
رنگِ مردم بدبیں کے لیے تیر ہیں یہ

۱۶



کبھی حوروں کو بھی ایسے نہ گلے ہونگے
پر کوئی دم میں یہ تیروں کے تلے ہونگے

۱۷



کہیں قطروں کا پسینے کے یہ جلوا دیکھا
آج بالائے قمر عقدِ ثریا دیکھا

۱۸



آبِ شمشیر سے پیاس اپنی بجھانا پیارو
طرفِ نہر نہ جانا پہ نہ جانا پیارو

۱۹



تیر بیداد کی شانوں پہ نشانے ہونگے
خنجر و تیغ سے صد چاک یہ شانے ہونگے



طاہر ان کی بلا و ینبوا پہ
سایہ شہ پہ کیے تھی شاہ و یم

جب بڑھا سوئے قتال حر
موت بیٹھی تھی اس کے بھالے پہ
فی تھا صدر پہ سیدالشہداء
حر نے گھوڑا بڑھایا نالے پہ
سر کو رکھے تھے زین پہ آقا بھی
دور کر جاتا ہے پیالے پہ
دھوپ میں روکے بھوکے پیاسے حضرت کو
آ گیا رحم کا ہمارا ما و یم

بیت

ابن دولت سے دین مطلب ہیں
جان تو مثل ہو ہوس لا لعنۃ

جب سر زیر العلم آئے علی
طعنہ زن تھا رو و یزید شامیم

بیت

کتنی تھیں ہر زبان پہ بن جاوید
حضرت یوسف کے بھائی قسمیں

بیت

پیاس فاقہ بیکسی ایذاے یتیم
جان دے کے بچائی آل رسول العلمیم

بیت

شاہ کیوں مرتضیٰ سے کہتا تھا
لاش کیوں مرتضیٰ پہ جاوید

بیت

مال کیا ہار کر گرو کی مانگے تو یم
جان دے کے بچائی خدا کی راہ یم

رباعی

کیا ماجرا ہے کیوں ہے یہ شور و فغاں بپا
کیوں خلق ہے تباہ و پریشان و بدحواس
کیوں ہے زمین و چرخ پہ ماتم کناں بپا
کیوں ہے زمین و چرخ پہ ماتم کناں بپا

رباعی

کیا ماجرا ہے کیوں ہے یہ شور و فغاں بپا
کیوں خلق ہے تباہ و پریشان و بدحواس
کیوں ہے زمین و چرخ پہ ماتم کناں بپا
کیوں ہے زمین و چرخ پہ ماتم کناں بپا

رباعی

کیا ماجرا ہے کیوں ہے یہ شور و فغاں بپا
کیوں خلق ہے تباہ و پریشان و بدحواس
کیوں ہے زمین و چرخ پہ ماتم کناں بپا
کیوں ہے زمین و چرخ پہ ماتم کناں بپا

رباعی

کیا ماجرا ہے کیوں ہے یہ شور و فغاں بپا
کیوں خلق ہے تباہ و پریشان و بدحواس
کیوں ہے زمین و چرخ پہ ماتم کناں بپا
کیوں ہے زمین و چرخ پہ ماتم کناں بپا

رباعی

کیا ماجرا ہے کیوں ہے یہ شور و فغاں بپا
کیوں خلق ہے تباہ و پریشان و بدحواس
کیوں ہے زمین و چرخ پہ ماتم کناں بپا
کیوں ہے زمین و چرخ پہ ماتم کناں بپا

تمام شد





باجو نکا یہ غل ہے کہ سنائی نہیں دیتا
مجکو تو مجھ آنکھو نسے دکھائی نہیں دیتا

زخمی ہو اگر آپ تو مر جاؤنگی بھائی
سر پیٹتی خیمے سے نکل آؤنگی بھائی

مونھ سے کہین بانو کے خجالت نہو مجکو
خاتون قیامت سے ندامت نہو مجکو

باندھی ہین صفین شاہ کو آنے نہین دیتے
معصوم نکو مردے بھی اوٹھانے نہین دیتے

کسواسطے حضرت چلے آئے نہین گھر مین
جو دیتے ہین صدقہ اوسے لائے نہین گھر مین

پامال ہون لاشے پہ گوارا نہین کب سے
مان بیٹونکا دیدار نہ دیکھے تو غضب ہے

یکہتے ہین جسطرح سے دو گر ابھی لینگے
وہ کہتے ہین مرجانے پہ لاشونکو نہ دینگے

خون مین لوتھین سر شار نہ دیکھا تو نہ دیکھا
گر آخری دیدار نہ دیکھا تو نہ دیکھا ؂

اک لاش کو وہ آپ بصد یاس لیے ہین
اک لاش کو آغوش مین عباس لیے ہین

۹۱

اسکی نہین طالب یہ دولت مری رہجائی
عزت سے یہ مر جائین تو عزت مری رہجائی

۹۲

ہو فتح کا غل شاہ امام دو جہان ہون
دونون پسر ماسونکی سپاہی مین جوان ہون

۹۳

دونون ہون گلے ملکے ہوا ہو لوگو
ماسونپہ وہ صدقے ہون یہی شادی ہے لوگو

۹۴

جاگے ہوئی ہین شب کو گری پڑتی ہین دونون
میدان مین دولہہ سے بنے لڑتی ہین دونون

۹۵

ڈیوڑھی سے صدا اپنی سنائی کی نہین مین
چاہین کہ بلالون سو بلائی کی نہین مین

۹۶

دیکھو انھین کہدی کوئی حضرت کی بہن سے
چھوٹی سی زبانین نکلی آتین ہین دہن سے

۹۷

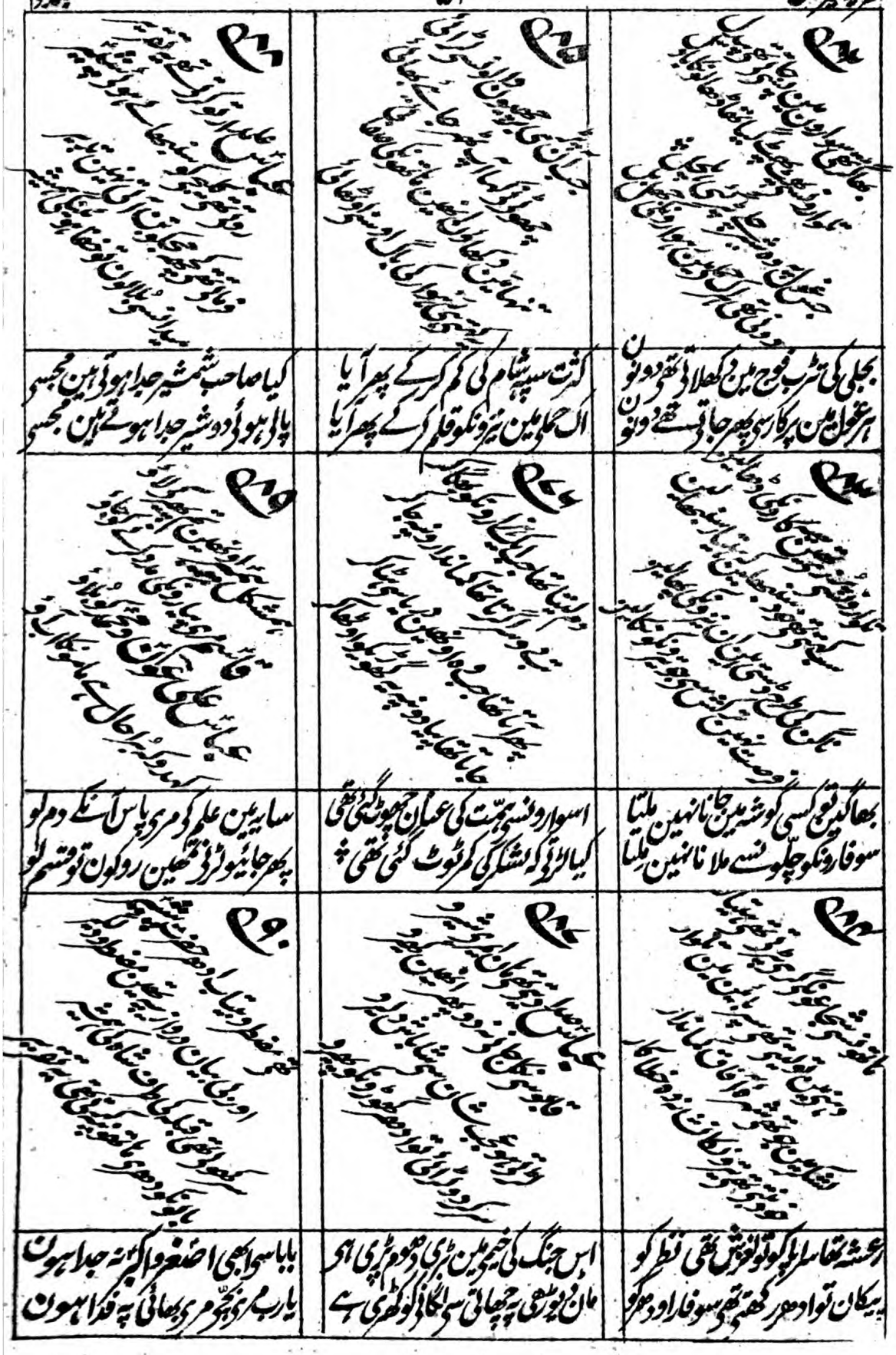
آئی تھی حمایت کو حسینؑ ابن علی کی
ان چھوکریون سے ہاتھ نہ سہی بڑی تیغ زنی کی

۹۸

اب کھینچ رہی تیغ دو دم آنیکی نہیں
سر بیچ کو ان لاشونکو لیجائینگی نہیں

۹۹

الطاف و کرم دونون پہ فرماتی ہین زینب
لاشونکو اوٹھائی کیسے جاتی ہین سکینہ



بجلی کی طرح فوج میں دکھلاتے تھے دونون
ہر عون میں پرکار سے پھر جاتے تھے دونون

کثرت سپہ شام کی کم کرکے پھر آیا
اک حملے میں تیرونکو قلم کرکے پھر آیا

کیا صاحب شمشیر جدا ہوتے ہین مجسے
پالے ہوئے دو شیر جدا ہوتے ہین مجسے

بھاگین تو کسی گوشہ مین جانا نہین ملتا
سو فارونکو چلو تمسے ملانا نہین ملتا

اسوار و نسے ہمت کی عنان چھوٹ گئی تھی
کیا لڑتے کہ لشکر کی کمر ٹوٹ گئی تھی

سایہ مین علم کے مری پاس آنکے دم لو
پھر جائیو لڑنے تمھین روکون تو قسم لو

رعشہ تھا سراپا کو تو لغزش تھی قدم کو
پیکان تو ادھر رکھتے تھے سو فار ادھر کو

اس جنگ کی خیمے مین بڑی دھوم پڑی ہے
مان دیور بھی پہ چھاتی سے لگائے کو کھڑی ہے

بابا سے ابھی اصغر و اکبر نہ جدا ہون
یارب مری بچی مری بھائی پہ فدا ہون

۷۶

جنگل اُجڑ دیا کسی لشکر نے آ کے یاں
خندق کی اور خاک کے ٹیلے تھے جا بجا
دیکھیں جو غور سے تو یہ ہیں صفحے جنگ کے
ہر ایک ٹیلہ پر تھے کئی لاشے پڑے ہوئے

۷۷

کچھ دھیان میں لاتے نہیں لشکر کو کسی کے
ہم اور نہیں کوئی نواسی ہیں علی کے
دو دونکی تھی پیاسی پہ غضب پڑ گئی تھی دونوں
جو ٹوٹتا تھا شیر سی جا پڑتے تھے دو نوں

۷۸

ہم سُور ہیں میکال و سرافیل سے پوچھو
ان ہاتھوں میں کیا زور ہے جبریل سے پوچھو
معبود کی طاعت کا سر انجام نہ ہوتا
ہم ہوتے نہ دنیا میں تو اسلام نہ ہوتا

۷۹

عاجز نہیں کوئی آج ہمارا زمین و زماں میں
ہیں نصف کی نسبت سے ہمیں دین کے بانی
یہ مار کے تلوار ہیں گرا دیتے ہیں انکو
یا نیزوں کی نوکوں پہ اوٹھا لیتے ہیں انکو

۸۰

جب تیغ لیکر حیدر کرار نکلتے
جلتی تھی یہ مشعل کہ جو تلوار نکلتے
پاس آ نہ سکا دونکی کمک کرنے کو جو تھے
جلدی میں کمر کھولنے پائے نہ تھے دو

۸۱

چھوٹی ہیں حقیقت میں یہ چاصل ہے برابر
رتبے میں تو قرآن و حمائل ہے برابر
کٹ کر تن کفار سے سر دور ہوئے تھے
چار آئینے شیشوں کی طرح چور ہوئے تھے



لرزہ تھا شجاعوں کو دلیروں کی نظر سے
کیونکر نہ زمیں فخر کرے عرش بریں پر
کھوٹے ہیں نظارہ پہ خدا جانے کیا ہیں

تکتے تھے صف فوج کو شیروں کی نظر سے
دُر کی نہیں چھٹکی ہیں ستاری یہ زمیں پر
طاؤس ہیں بجلی ہیں چھلاوا ہیں ہوا ہیں

غالب ہمارا عجب انکا ہر اک تیغ بکف ہے
مردم ہیں سیہ پوش یہ سامان عزا ہے
ہے قہر خدا ہے دو جہاں حرب ہماری

جس صف پہ گری یہ وہ گری دوسری صف پر
آنکھوں سے نظر آئے نہ مانگو تو بجا ہے
رکتی نہیں دشمن سے کبھی ضرب ہماری

کیا فوج ہیں کرتی ہیں جو یورش لشکر کین پر
آئینہ کو نسبت ہے ضیا میں صفا میں
ہر وقت ہے ثابت قدمی ساتھ ہماری

دو صاعقہ گرتے ہیں اکابر زمین پر
مہتاب سے روشن ہیں گریبان قبا میں
چھوٹی نہیں قبضہ سے کبھی ساتھ ہماری



سب خرد و کلان فوج کی نذر عین گھر میں
رخصت کو لیے مامو نکے قدموں پہ گرے ہیں

ڈر ہے کہ پھپھو نکے لیے رو دینگی اماں
ہم جائینگے زندہ تو خفا ہونگی اماں

جی بھر کے نہ دیکھا تھا سو دیکھا تمھیں جی بھر کے
پیاسی ہو تو کو دودھ بھی بخشا تمھیں جی بھر کے

وہ کہتے ہیں منھ اونکو دکھائی نہیں ہم
اماں ہیں خفا خیمے میں جاتی نہیں ہم

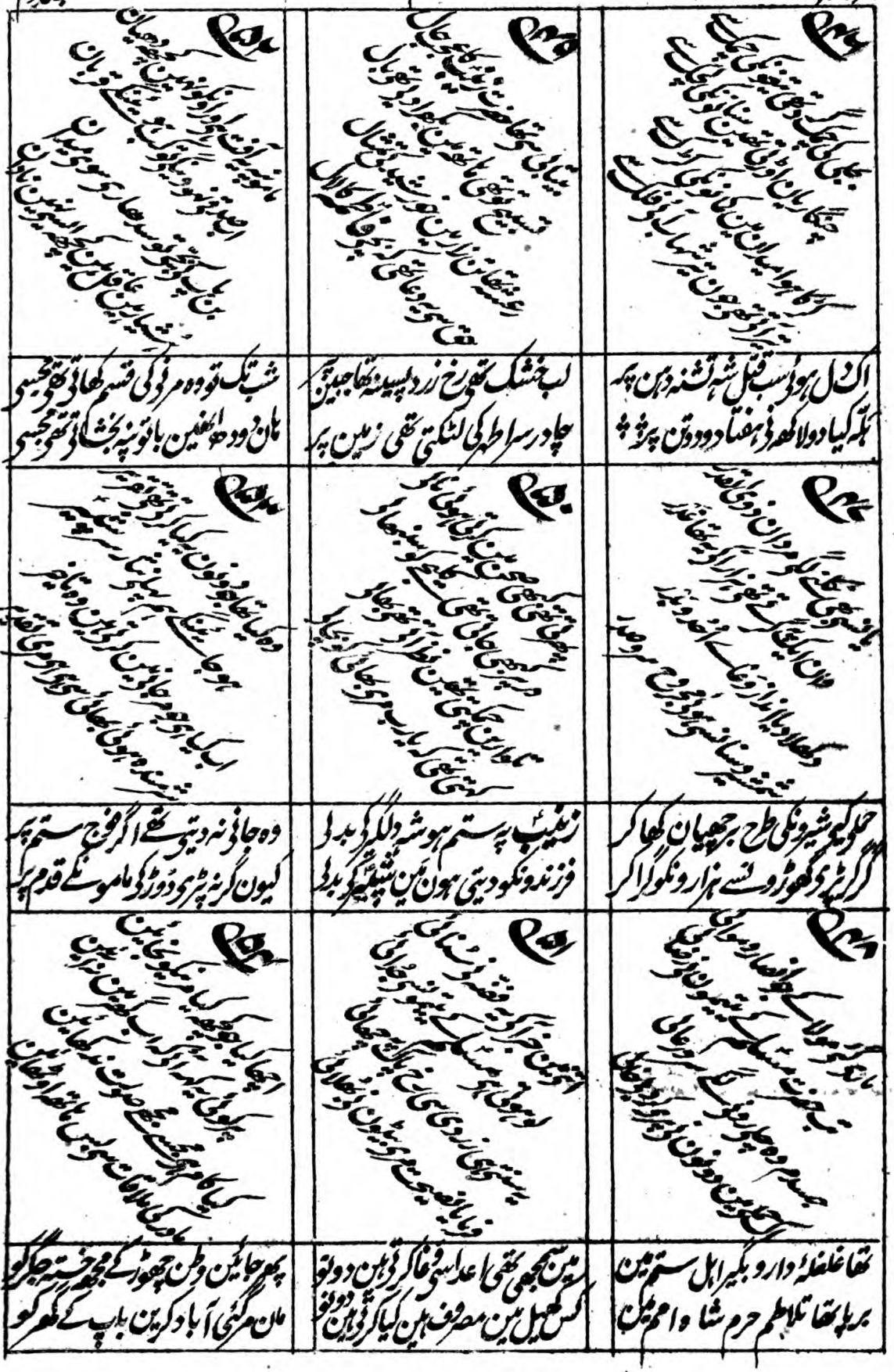
تم سے ابھی کچھ کام ہے سن لو گی تو جانا
کچھ نانی کو پیغام ہے سن لو گی تو جانا

افراط محبت سے یہ گفتار نہ کیجے
ناچیز غلاموں کو گنہگار نہ کیجے

رخصت ہی کرنا تھی تامل یہ فقط تھا
سمجھی تھی جو کچھ میں وہ گمان میرا غلط تھا

ہم دیر سے رخصت کے طلبگار تھے اماں
تقصیر ہماری نہیں لاچار تھے اماں

چلائی یہ مادر کہ خدا حافظ و ناصر
بولی وہ دلاور کہ خدا حافظ و ناصر



اک دل ہوئی سب قتل شہ تشنہ دہن پہ
ہلہ کیا دو لاکھ نے ہفتاد و دو تن پر

لب خشک تھی رخ زرد پسینہ تھا جبین پر
چادر سر اطہر کی لٹکتی تھی زمین پر

شب تک تو وہ مرنے کی قسم کھاتی تھی مجھسے
ماں دودھ اگر بخشائی تھی مجھسے

حملہ کیا شیرونکی طرح برچھیان کھا کر
گر گر پڑے گھوڑے سے ہزارونکو لا کر

زینب پہ ستم ہوش دلگیر کی بدلی
فرزندونکو دیتی ہون میں شپیر کی بدلی

وہ جانے نہ دیتے تھے اگر فوج ستم پر
کیون گر نہ پڑی دوڑکے ماموں کے قدم پر

تھا غلغلہ دار و بگیر اہل ستم مین
برپا تھا تلاطم حرم شاہ امم مین

مین سمجھی تھی اعدا سے فغا کرتی ہین دونو
کس کھیل مین مصروف ہین کیا کرتی ہین دونو

پھر جائین وطن چھوڑکے مجھ خستہ جگر کو
ماں مر گئی آباد کرین باپ کے گھر کو



سوتی بھی تو پہلو مین رکھا تیغ دوسر کو
تلوار مین موندھے ہوئے اوٹھے دو تھے سحر کو

فرماتی تھین تب صد دعا ون چھاتی سے لگا کر
جب گرد پھرین ماموں یہ بر چھیان رکھا کر

دیکھا جو ستم سبط رسول مدنی پر
آمادہ ہوئی فوج خدا تیغ زنی پر

ایسی ہے جنگ مین مشاق ہوئے وہ
چندر کی طرح شہ آفاق ہوئے وہ

ان بازوؤن مین زور ہے شمشیر زنی کا
دعوی ہے انھین ہاتھون سے خیبر شکنی کا

لڑتے تو ہین لیکن قدم آگے ہی پڑینگے
ان چھوٹی سی تغونسی مین پہلے ہی مرینگے

ہوتی تھی کبھی جوش مین ہی غم کی تھی شیبہ
اوٹھا اوٹھا کے دعا دونو نے دم کی تھی شیبہ

لشکر مین ہم سے گذر جائینگے پہلے
تم دیکھیو زندہ ہین تو مر جائینگے پہلے

بالیدہ ہوئی غل جو سنا طبل و غا کا
مغرہ ہوا سادات مین یا شیر خدا کا

ردیف ۱۲ زیں تخفف دی تخفف زیں بفتح اول و ثانی

۲۸

کیا نام کہ یا علی مدد اے شہ دیں دار ہو تمہارا
ہر ضرب پہ کہتے تھے کہ یا حیدر کرار ہو تمہارا
جس سمت کو وہ رخ کرتے تھے صف اس کی الٹ دیتے تھے
کس منہ سے کہے کوئی کہ تلوار کند تھی
سر ہو نہیں ہونے کے یہ سب جان گئی تھی
ضرب اونکی شجاعان عرب مان گئی تھی

۲۹

اعدا کو جو تھے ہوش بجا جنگ میں آئے
مشکل ہوئی یہ ہوش کہ ہوش اڑ گئے سارے
جب ہاتھ چلے ہوش ٹھکانے نہ رہے تھے
کس منہ سے کہے کوئی کہ تلوار کند تھی
فرماتے تھے توقیر مجھے آج ملی ہے
نیزہ پہ مری لاش کو معراج ملی ہے

۳۰

تھا ساتھ تمہارا تو ہوا کون مقابل
دو وار میں نکلے تھے صفیں کتنی ہی مار کر
جو سامنے آیا وہ شہ جن و بشر تھا
اک ہاتھ میں تلوار تھی اک ہاتھ میں در تھا
یوں معرکہ آرا وہ شہ جن و بشر تھا
اک ہاتھ میں تلوار تھی اک ہاتھ میں در تھا

۳۱

الحمد رہا ساتھ تمہارا تو ہوا کون
تھا شور کہ یا شاہ کرو فتح عطا کون
جانبر نہ ہوا کوئی ہوا وار جو اس کا
کس منہ سے کہے کوئی کہ تلوار کند تھی
امید نہ تھی قدرت اللہ سے نکلے
کلمہ او نکھیں پڑھ ہوا الیاجب وہ سے نکلے

۳۲

اعدا کو جو تھے ہوش بجا جنگ میں آئے
مشکل ہوئی یہ ہوش کہ ہوش اڑ گئے سارے
جب ہاتھ چلے ہوش ٹھکانے نہ رہے تھے
کس منہ سے کہے کوئی کہ تلوار کند تھی
تھا عرش معظم نگران رو نبی پر
رکھے تھے اوسی روز قدم دوش نبی پر

۳۳

تم مرد ہو تلوار تو زیور ہے تمہارا
دشمن کی زرہ کاٹ یہ جوہر ہی تمہارا
تم مرد ہو تلوار تو زیور ہے تمہارا
دشمن کی زرہ کاٹ یہ جوہر ہی تمہارا
نہ دوست سے کھیلو نہ کسی یار سے کھیلو
کھیلو بھی تو صدقے گئی تلوار سے کھیلو

۳۴

تم مرد ہو تلوار تو زیور ہے تمہارا
دشمن کی زرہ کاٹ یہ جوہر ہی تمہارا
تم مرد ہو تلوار تو زیور ہے تمہارا
دشمن کی زرہ کاٹ یہ جوہر ہی تمہارا
مردوں کی لیے موت ہو آزار سے مرنا
اس گھر میں تو میراث ہی تلوار سے مرنا

۱۹

اے لاڈلی اس لال کا دشمن ہے ہمارا
چھوٹے گا نہ پھر ہاتھ سے بھائی کا سہارا
ہے ہے نہ کبھی بھی سنی ایسی مصیبت
صدقے گئی ماں دیکھ کے یہ حال کی وحشت
ہر رنج مین اس بھائی کا کام آئیو زینب
جائے یہ جدھر ساتھ چلی جائیو زینب

۲۰

ہر تیر سے بھولی نہ کسی وقت وہ ہارا
بھولی نہ کبھی بھی سنی ایسی مصیبت
دشمن ہے یہان تاک ہی سر کرنے کی حسرت
شہ نے کہا بھولی نہ ہمارا کہا مانی
شفقت سے نظر کرتی تھی ہر آن بہن پر
وہ اپنے تصدق تھی یہ قربان بہن پر

۲۱

کہتی تھی مکرر مرا دل کرتی ہو بھیا
کیون بھائی کو ہر بار بجل کرتی ہو بھیا

۲۲

تم سر پہ بہن کے شہ مردانی جگہ ہو
فرماتے تھے شبیر کہ تم مانی جگہ ہو
صدقے گئی خادم ہین ملک سبط نبی کی
تم یہ نہ سمجھیو کہ نواسے ہین نبی کے

۲۳

قرآن کی آیت ہے یہ فرمان خدا کا
کس جنگ مین تلوار جھجکتی نہین ہونکی
لاکھون سنے کبھی آنکھ جھپکتی نہین ہونکی

۲۴

قرآن ہے ہمراہ تو ہمراہ ہین ہم بھی
سینونکو سپر کرتے ہین تلوار کے آگے
پیچھے جو وہ ہوتا ہے یہ سردار کے آگے

۲۵

تسلیم کو جھکنا ہے عبادت کے برابر
آقا کی اطاعت بھی ہے طاعت کے برابر

۱۰

ممتاز کیا حق نے نواسی کو نبی کی
عصمت تھی جو ہمراہی تو شوکت تھی علی کی

۱۱

فاقون مین شکایت بھی نہ لب پر کبھی لائی
بیٹی کے لئے ماں جو مین ایسی ہو بھلائی

۱۲

جو پاس تھی اصرف کیا راہ خدا مین
زہرا کی طرح ہوتے تھے پیوند ردا مین

۱۳

ذی رتبہ خدیجہ ہو مین زہرا کی طرح سے
مان سچ بھی فضیلت ہی انھین ماں کی طرح سے

۱۴

اعدا نے جو تاراج کیا گھر کو نبی کے
سر ننگے پھرین بعد حسین ابن علی کے

۱۵

ملتا تھا چلن فاتح خیبر کے چلن سے
بولی نہین باندھے ہوئے بازو حسن سے

۱۶

ای زینب بیکس مری دولت سے خبردار
محبوب الٰہی کی امانت سے خبردار

۱۷

سوئی ہون تو پہلے اسے چھاتی پہ سلا کر
چکی بھی جو پیسی ہی تو لوری مین سنا کر

۱۸

ہر گام پہ سائے کی طرح پیچھے پھری ہون
ٹھوکر بھی جو کھائی ہی تو مین ساتھ مری ہون

۱۹

رونے کا گریبان جو ذرا تنگ ہوا تھا
دم گھٹ کے مرا یاد ہی کیا رنگ ہوا تھا

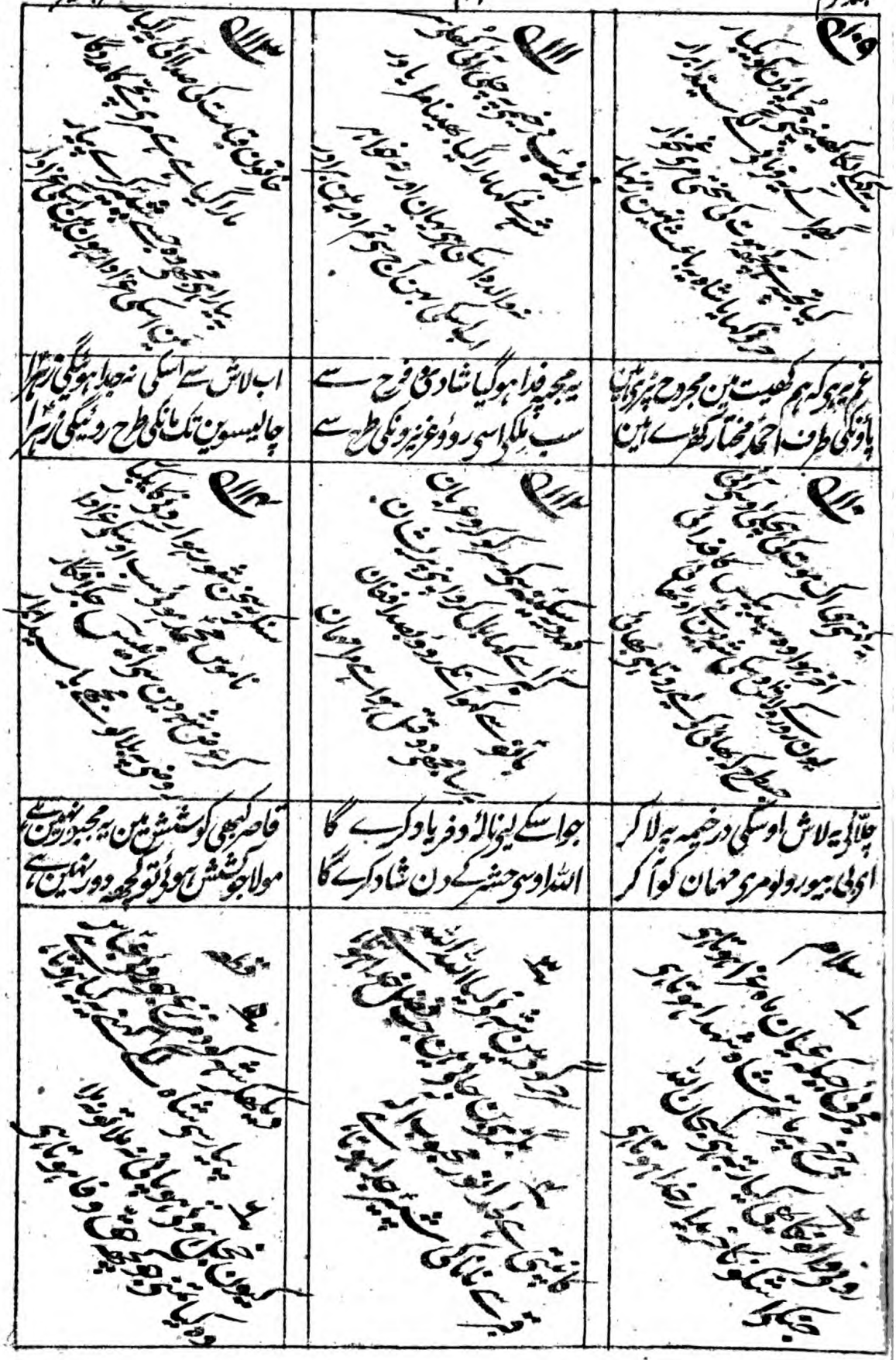


بھر پھریں ناکھیں جو اضطرار کی بابو ۱۲
دوڑ دوڑ اوٹی بہو دیکھو تو کیا ہوتا ہے ۱۳
بھر چھیاں چلتی تھیں تھا مے ہوئے تھی بیٹی ۱۴
راہ ہوتی ہے کی قتل بنا ہوتا ہے ۱۵
دیکھ پیوں کو لگی رن میں تو زینب کہنے لگی ۱۶
لاشیں اٹھانا بہت کا ٹھا بچا انکار ۱۷
جوش شاہ دیکھ ہوتا ہے ۱۸
شاہ سے کہنے لگی کیا ہے ۱۹
زخم تن چھلنی کیا ہے ۲۰
پیاس سے سینہ میں دم لب پہ فغاں ہوتا ہے ۲۱

شاہ روتے تھے کہ ہوتی تھی سکینہ جس دم ۲۲
ہوتے ہیں ۲۳
ہوتے ہیں ۲۴
ہوتے ہیں ۲۵
ہوتے ہیں ۲۶
ہوتے ہیں ۲۷
ہوتے ہیں ۲۸
ہوتے ہیں ۲۹
ہوتے ہیں ۳۰

دیکھ کر بیٹی کو افاقہ بھی ذرا ہوتا ہے ۳۱
دیکھ کر بیٹی کو افاقہ بھی ذرا ہوتا ہے ۳۲
دیکھ کر بیٹی کو افاقہ بھی ذرا ہوتا ہے ۳۳
دیکھ کر بیٹی کو افاقہ بھی ذرا ہوتا ہے ۳۴
دیکھ کر بیٹی کو افاقہ بھی ذرا ہوتا ہے ۳۵
دیکھ کر بیٹی کو افاقہ بھی ذرا ہوتا ہے ۳۶
دیکھ کر بیٹی کو افاقہ بھی ذرا ہوتا ہے ۳۷
دیکھ کر بیٹی کو افاقہ بھی ذرا ہوتا ہے ۳۸

ہوتا ہے ۳۹
ہوتا ہے ۴۰
ہوتا ہے ۴۱
ہوتا ہے ۴۲
ہوتا ہے ۴۳
ہوتا ہے ۴۴
ہوتا ہے ۴۵
ہوتا ہے ۴۶



۹۱

جسم پر جا بجا زخموں کے نمایاں ہونا
جلد کا کرتہ بدن کے لہو میں غلطاں ہونا
جو بدن میں کہ تھا ہر عضو کا ممتاز مکاں
مٹ گئی سب کی نمود اور ہوا سب کا نہاں
مٹ گئے سر سے قدم تک وہ نمایاں ہونا

گو دشمنوں پر رحم کا دستور نہیں ہے
پر انکی تباہی تجھے منظور نہیں ہے

۹۲

حر کی لیے بیتاب امام دو جہاں تھے
آنسو شہ مظلوم کی آنکھوں سے رواں تھے
ہر اشک میں دریا تھے تلاطم کناں تھے
ہر قطرہ میں سو بحر کے طوفاں عیاں تھے

راحت اسی پہونچیگی تو راحت مجھے ہوگی
ایذا ہوئی اسکو تو اذیت مجھے ہوگی

۹۳

بس کٹ گئی اک ہاتھ پہ تلوار جو ماری
غصہ سے ہوا غیظ میں آنکھوں میں شرر تھا
ہر زخم سے اک سیل رواں خون کا جاری
ہر قطرہ لہو کا تھا بدن پر جگر افگار

بس پا چکے اے دین سزا اپنی جفا کی
رحم آتا ہے امت ہو یہ محبوب خدا کی

۹۴

روکر کہا یہ فاطمہ کے لال سے حر نے
اے بھائی حسینؑ آیا ہوں میں آج شرر سے
ہر چند کہ ہوں غرق گناہوں کے بھنور میں
ہوں آپکے نانا کی شفاعت کا طلبگار

محسن کو لیے گود میں چلاتی ہے زہرا
سر پیٹتی لاشے پہ تری آتی ہے زہرا

۹۵

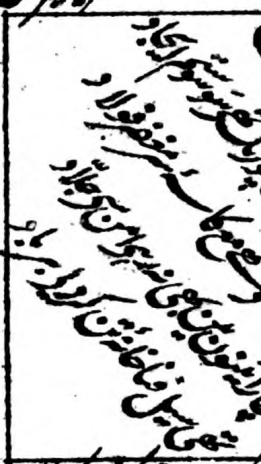
فرمایا حسینؑ اسکو مبارک ہو یہ کہکر
بخشے گئے تقصیر سے تقصیر کے بدلے
ہر زخم کا ہر قطرہ لہو کا ہوا گلشن
ہر داغ ہوا نور کا ہر چشم پہ روشن

اب روح سوئے خلد بریں جاتی ہے آقا
کچھ نیند سی خادم کو چلی آتی ہے آقا

۹۶

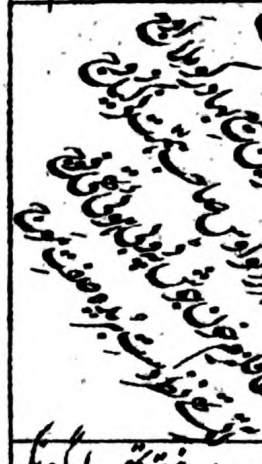
آخر گنہ کا ہے تو بہ فلک شور زمیں سے
لینے مجھے آئی ہیں علی خلد بریں سے
ہر زخم سے اک سیل رواں خون کا جاری
ہر قطرہ لہو کا تھا بدن پر جگر افگار

۹۱



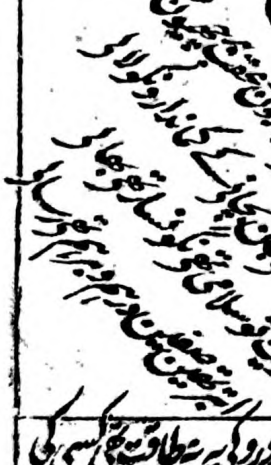
کچھ آج زراعت کا نہ املاک کا غم ہے
مان فاطمہ کی کھیتی کے لٹنے کا الم ہے

۹۲



کنبہ مرا سب فاطمہ کے گھر پہ تصدق
فرزند مرا اکبر و اصغر پہ تصدق

۹۳



اس صاعقہ کی سایہ ہی جلجاؤ کا ڈر ہے
آب دشمن شیر مین آتش کا اثر ہے

۹۴



آہن مین نہان سامنے جو دشمن دین تھا
سر اوسکا کہین غم کہین جسم کہین تھا

۹۵



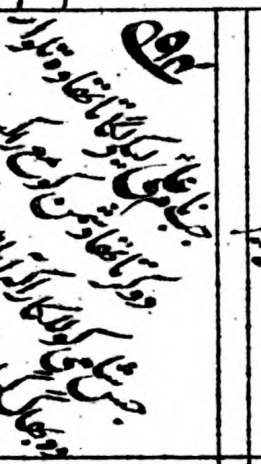
غل تھا کہ بجھی جاتی ہین دل اسکی چمک سے
تلوار نہین بجلیان گرتی ہین فلک سے

۹۶



نیزہ کی بلانی مین جو رستم سے نہ کم تھا
اک ہاتھ مین بس ہاتھ بھی نیزہ ابھی قسم تھا

۹۷



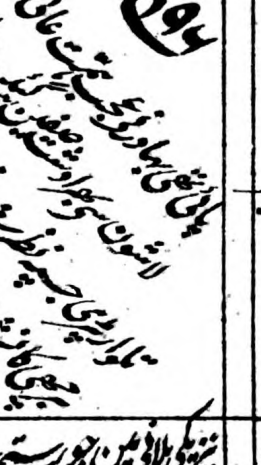
ضربا اوسکی کسی سے نہ رکی فوج کے دل مین
اوتری جو زرہ کٹ کے پھنسا دام اجل مین

۹۸

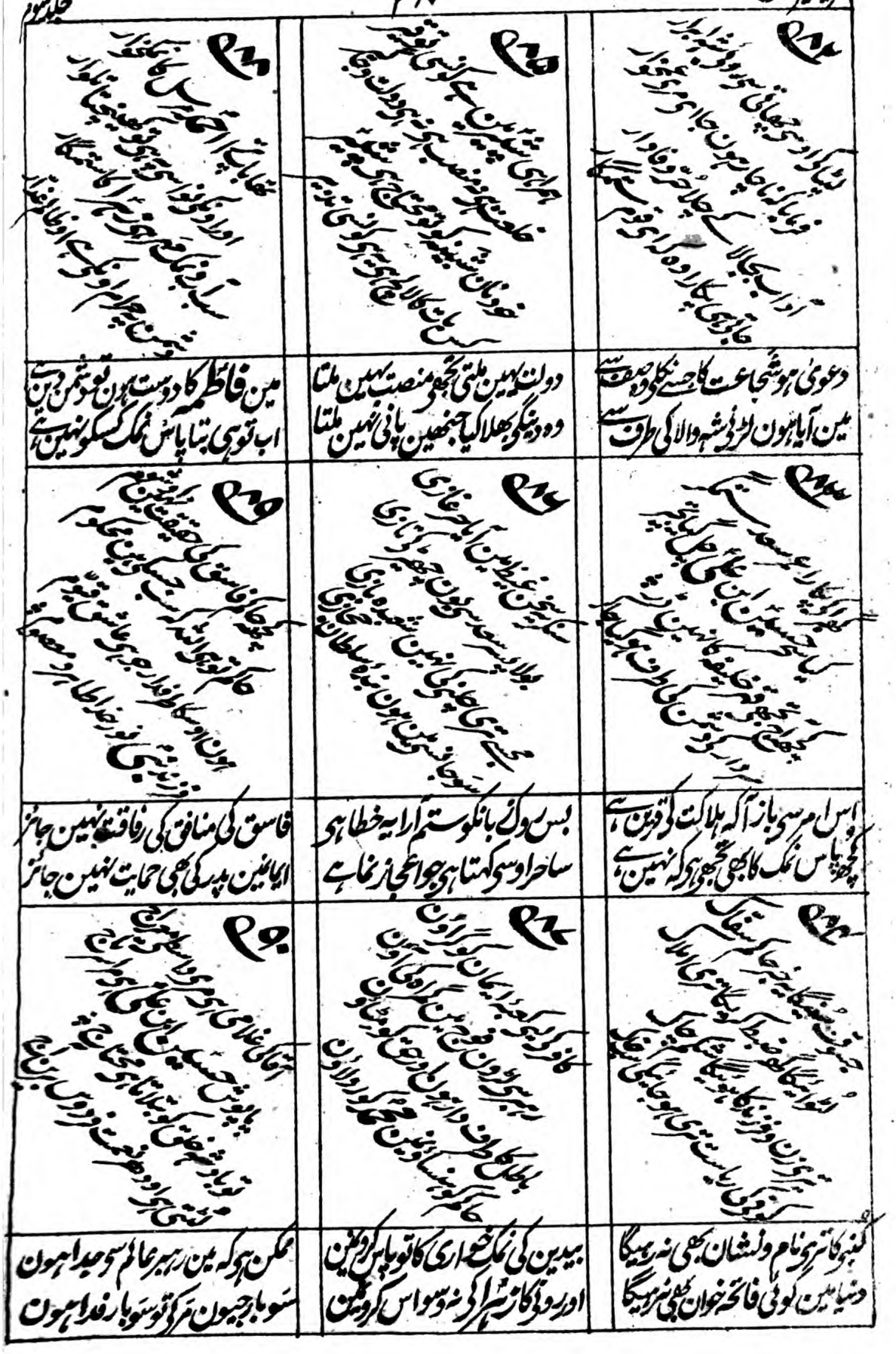


خون مین جو بدن غرق تھے بیداد گرونکے
بہتے تھے حبابونکی طرح خود سروں کے

۹۹



اوس شیر کو روکے یہ سطاقت تھی کسی کی
غل تھا کہ دوہائی ہے حسینؑ ابن علی کی



دعویٰ ہو شجاعت کا جسے نکلے وہ صف سے
مین آیا ہون لڑنے شہ والا کی طرف سے

دولت نہین ملتی تجھے منصب نہین ملتا
وہ دینگے بھلا کیا جنھین پانی نہین ملتا

مین فاطمہ کا دوست ہون تو دشمن دین ہے
اب تو ہی بتا پاس نمک کسکو نہین ہے

اس امر سے باز آ کہ ہلاکت کی قہر ہے
کچھ پاس نمک کا بھی تجھے ہے کہ نہین ہے

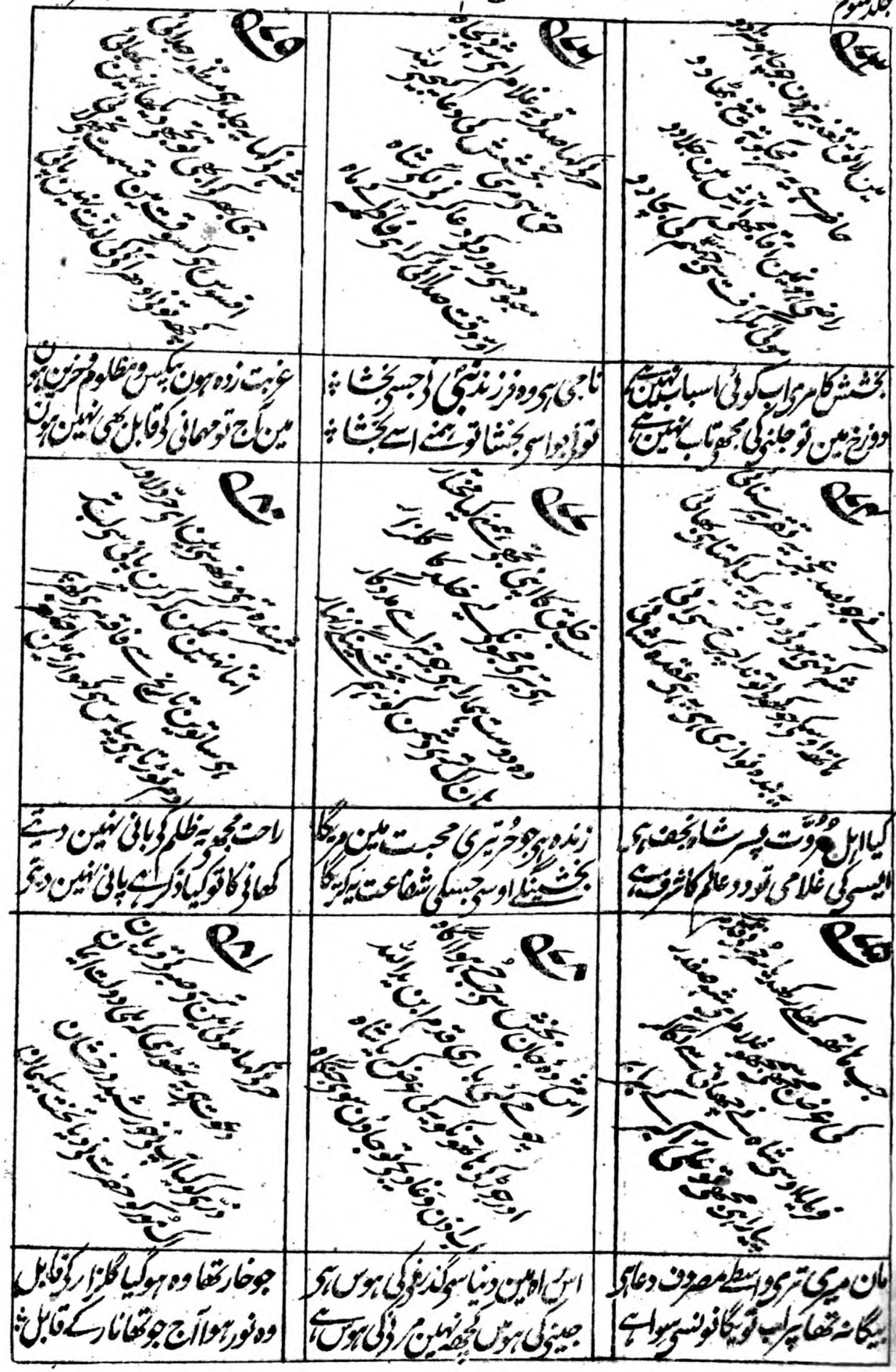
بس روک زبان کو ستم آرا یہ خطا ہے
ساحر اوسے کہتا ہے جو اعجاز نما ہے

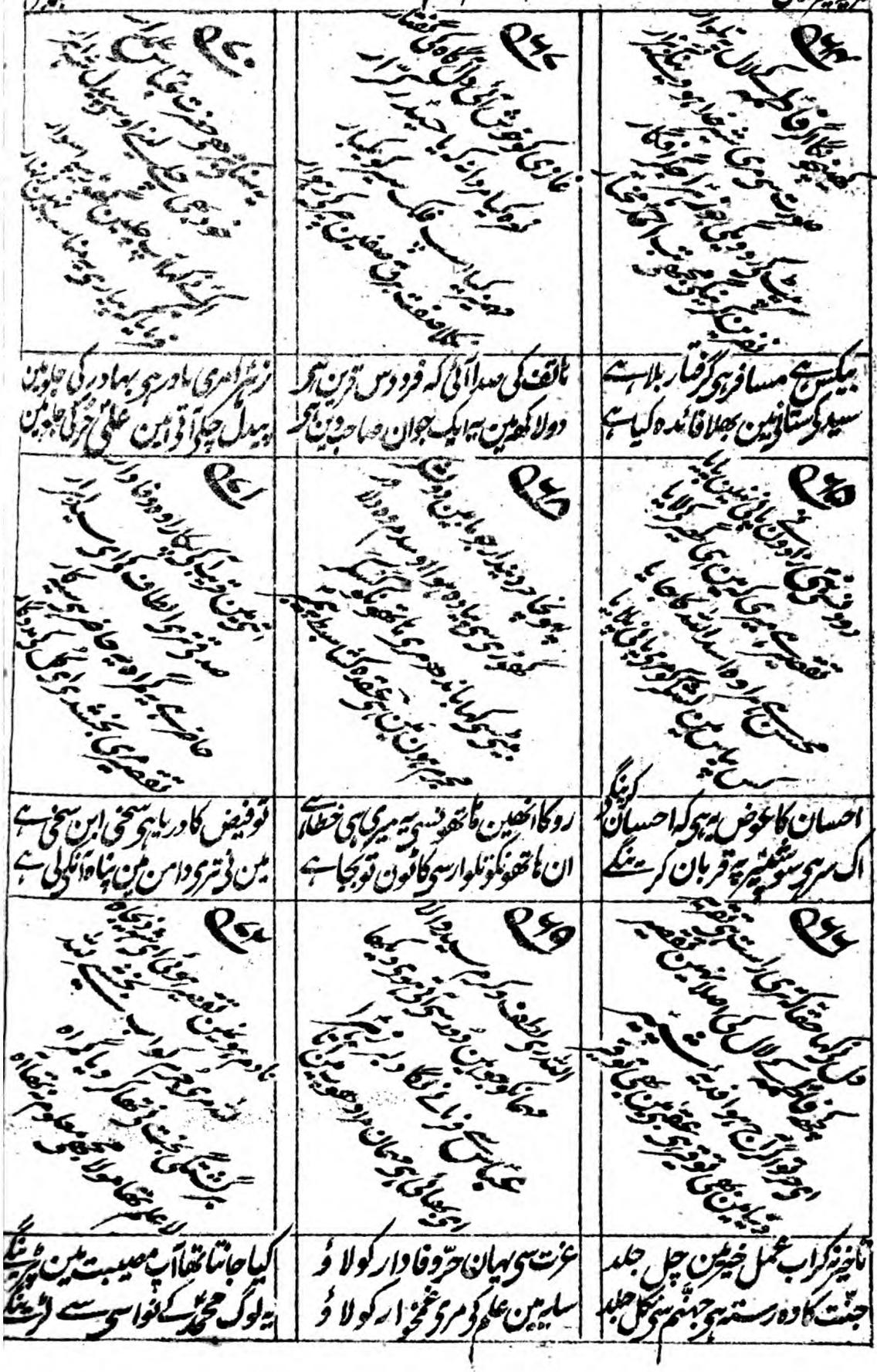
فاسق کی منافق کی رفاقت نہین جائز
ایمان مین پدر کی بھی حمایت نہین جائز

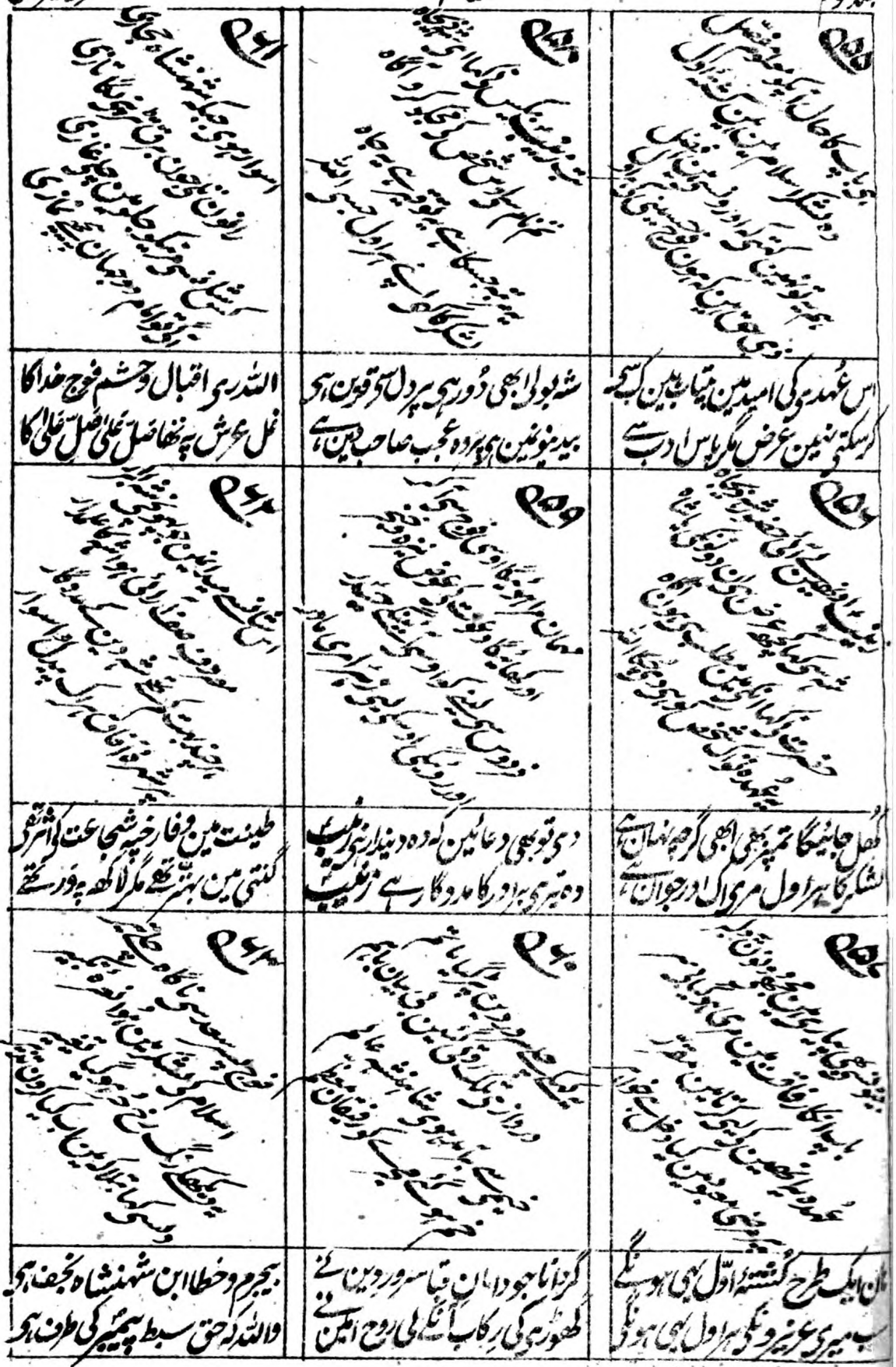
کنبے کا ترے نام و نشان بھی نہ رہیگا
دنیا مین کوئی فاتحہ خوان بھی نہ رہیگا

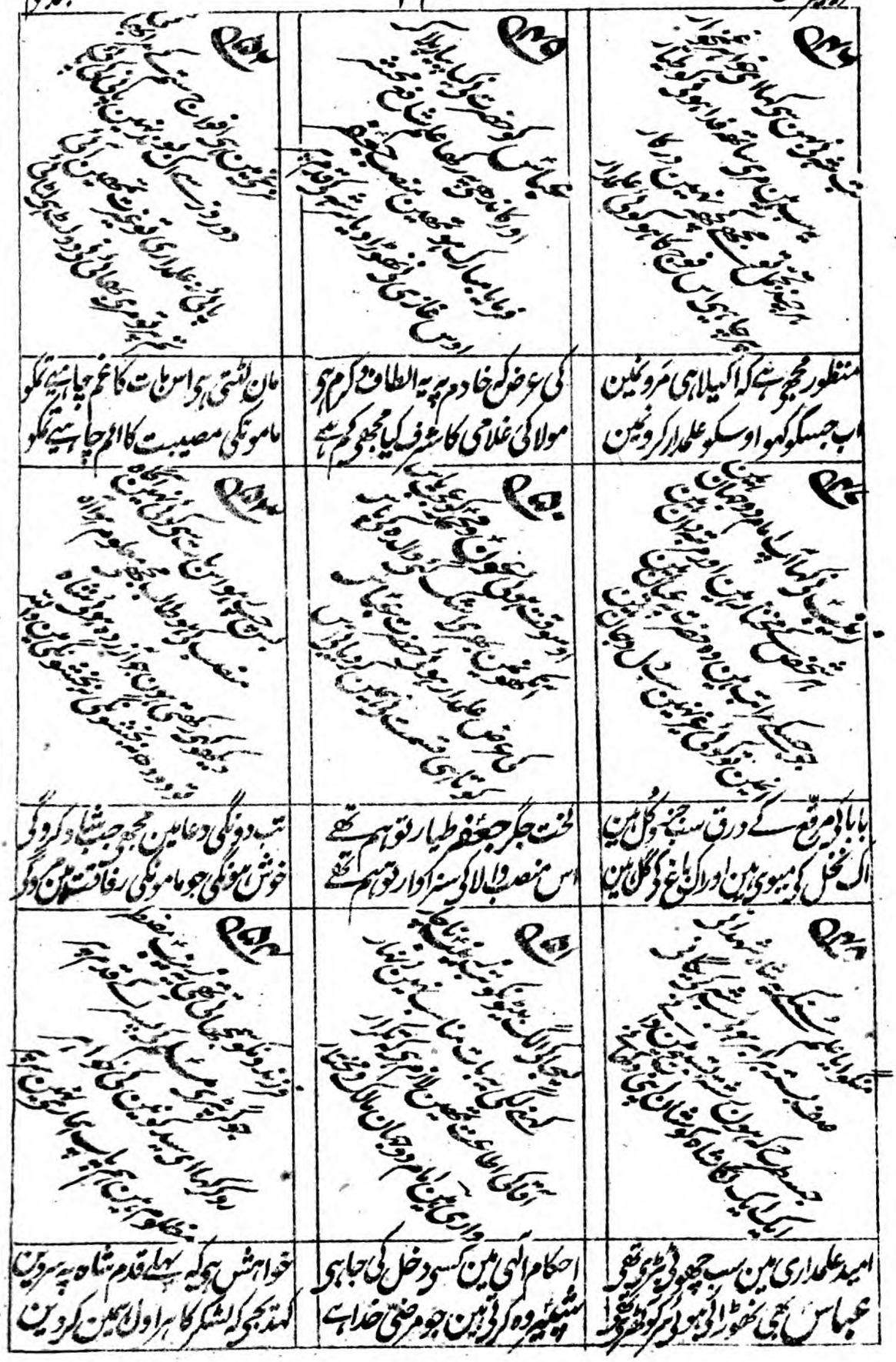
بیدین کی نمک خواری کا تو پاس کرو مین
اور روی کا ڈر ہے ذرا وسواس کرو مین

ممکن ہے کہ مین رہبر عالم سے جدا ہون
سو بار جیون مرکے تو سو بار فدا ہون











۲۸



سنبھرگ جوانی کا دو ملحن کا نہ الم تھا
پرستگی سید مظلوم کا غم تھا

۲۹



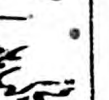
روتی تھی حرم شکر خدا کرتی تھے حضرت
ہر سجدہ میں امت کی دعا کرتی تھے حضرت

۳۰



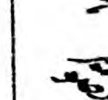
بھیا کو نہ خاک چھپا لوگے تو جانا
خیمے میں مری قبر بنا لوگے تو جانا

۳۱



روکی ہمیں کیا لشکر بے پیر کی طاقت
دکھلائینگی ہم فاطمہ کے شیر کی طاقت

۳۲



سیدانیوں کی غم سے عجب شکل بنی تھی
دان طبل و غا بجتا تھا یاں بین ہوتی تھی

۳۳



نانا نہیں بابا نہیں مادر بھی نہیں ہے
میرا تو کوئی اور برادر بھی نہیں ہے

۳۴



سر لاکھ میں شمشیر سے کاٹینگے عمر کا
لینا ہی ہمیں آج عوض خون پدر کا

۳۵



کچھ اور نہیں بخت کفن لاکے چھپا دو
مظلوم برادر کو کفن لاکے چھپا دو

۳۶



اب ساری بزرگو میں فقط ایکا دم ہے
حضرت کی بھی چھوٹا جو بہن کو تو ستم ہے

۱۹

[illegible]

تھی زہد میں سلمان و ابوذر کی برابر
اور زور میں تھے مالک اشتر کی برابر

۲۰

[illegible]

صابر انھیں کہتی ہیں یہ خاصان خدا میں
معصوم کی معصوم بھی راضی ہر رضا میں

۲۱

[illegible]

کیا غم ہے اگر پانی سے ناکام رہینگے
گر آج مرے حشر تلک نام رہینگے

۲۲

[illegible]

زہرا ہیں وہ سر کھولے جو کوثر کی دری میں
چندر ہیں وہ جو ماتھ کلیجے پہ دھرے ہیں

۲۳

[illegible]

دکھلائی دم حرب ہنر شیر خدا کی
جوہر تھی ہر اک شیر میں شمشیر خدا کی

۲۴

[illegible]

فرزند پیمبر کے جو ہمراہ سبھی تھے
گویا شہ والا کی سپہ کے سپہی تھے

۲۵

[illegible]

عارض کبھی ہوتی نہیں اس حسن و صفا کے
کیا ایک سے دو آئینہ ہیں نور خدا کے

۲۶

[illegible]

یوں پاس تھی ہمشکل رسولِ عربی کے
جسطرح علی ہوتی تھی ہمراہ نبی کے

۲۷

[illegible]

پر نور تھا پنجہ کف موسیٰ سے ضیا میں
تھی نکہت فردوس بھری ہر نفس ہوا میں

۱۰

آگاہ ہو ہر ایک سپہ و سردار و لشکر
ہے ہے علی اکبر علی اکبر علی اکبر

۱۱

تھی آگئی پر فوج سے ثابت قدم ہوکے
لہراتے تھے جوں موج پھریرے علم ہوکے

۱۲

ہوتی تھی فدا نام پہ فرزند نبی کے
وہ عاشق صادق تھے حسینؑ ابن علیؑ کے

۱۳

روشن ہے کہ فرزند نبیؐ نور خدا ہے
یہ خاک اوٹھیں غازیوں کی خاک شفا ہے

۱۴

ہر باد کرونگا اسد اللہ کے گھر کو
تلوار سے کاٹونگا محمدؐ کے جگر کو

۱۵

فولاد کی سینے تھی تو شیروں کے جگر تھے
خود تیغ تھی اور سبط پیمبرؐ کی سپر تھے

۱۶

پیدا نہ کیے مالک تقدیر نے ویسے
دیکھے ہیں جوان پھر فلک پیر نے ویسے

۱۷

فرزند نبیؐ آج مرے وار سہے گا
بن بن کی لہو فاطمہؑ کا دودھ بہے گا

۱۸

حق اونکا طرف دار تھا وہ جانب حق تھے
سب مصحف ناطق کے صحیفے کے ورق تھے

۱۹

تنہا شہ مظلوم کا مدفن نہیں چھوڑا
مر کر بھی تو شبیرؑ کا دامن نہیں چھوڑا

۷	۷	۷
۸	۸	۸
۹	۹	۹

دیوان شش بجہت میں قائل ہیں پیمبر کا ۱۴۱

ہفتم زمیں جسے دوسرا کہتے ہیں بحر کا ۱۴۲

پیاسا ہوں سامنا ہے کڑی راہ میں کا سر فقر کا ۱۴۳

بھروسا خدا کی ذات پہ ہے اور بھروسا ۱۴۴

احسان ہے بوتراب کا اژدہے پر بھروسا ۱۴۵

سر کٹ کے بھی جھکا نہ ہمارا علم کبھی ۱۴۶

عادی ہوئے ہیں ہم تو اسی بات کے سبھی ۱۴۷

دست سخی ہیں ہم تو اسی بات کے سبھی ۱۴۸

اس دشت میں ہے پاؤں تو اے وائے تشنگی ۱۴۹

قائل ہیں جس کے بیعت و یاجام بیعتم ۱۵۰

اس کے پسر کو پانی کا قطرہ حرام ہے ۱۵۱

جب بن کھلے خزاں نے کیا باغ کو خراب ۱۵۲

پیارے تھا کہ شہ نے کیا ہائے کیا خراب ۱۵۳

خالی کلام سے ہاتھ جناب امام کا ۱۵۴

موسیٰ نے نعش سبط پیمبر کی لی جہاں ۱۵۵

سبطین مصطفیٰ کو بھی بھیجا ہے ساتھ ہی ۱۵۶

بیٹوں کے ساتھ بھیجی ہے زہرا نے بیکسی ۱۵۷

سب باندھے بیٹھے ہیں کمر رزم اور بزم کی ۱۵۸

ہمراہ فاطمہ کے قاسم آراستہ ہوئے ۱۵۹

کرتے ہیں طواف در جناب امام کا ۱۶۰

میری کلام کی ہے ابھی تک وہی بہار ۱۶۱

جب بن کھلے خزاں نے کیا باغ کو خراب ۱۶۲

ہے ہے کلام حق کی نہ عزت رہی نہ قدر ۱۶۳

بے وارثی سے ہائے کلام پیمبر کا ۱۶۴

پوچھو کوئی یتیم کی ہے کون دستگیر ۱۶۵

بے وارثی سے ہائے کلام پیمبر کا ۱۶۶

لاریب مظہر العجب ہے علی ۱۶۷

ہمراہ رسول حق کا نائب ہے علی ۱۶۸

الحمد للہ صورت ذات خدا ہے علی ۱۶۹

ہمراہ فخر سبط و رغائب ہے علی ۱۷۰

۱۰

برہانہ کہیں حشر ہو خنجر کی چلے پر
تعریف کریں خاص تو ہی کام کی تعریف
آتان نی گلا رکھدیا ہی میری گلے پر
کب اہل سخن مانتے ہیں عام کی تعریف

۱۱

لاشے چھاوں دھڑوں پڑی فوج شقی کی
لٹنے لگی پوشاک حسینؑ ابن علیؑ کی
لپٹی جو بہن دوڑ کی بھائی کی جد سے
تھا شور کہ زہرا نکل آئی ہی لحد سے

۱۰۰

بجلی سی جو گری تھی صف دشمن پہ نکلی
دریا کی طرح موج زن آہن پہ نکلی
اسوار کو لے کر صف رہوار سے نکلی
تیغ دو دمی برق کی رفتار سے نکلی

چھوٹا جسکی مقتل مین لہو چاٹ کی چھوڑا
پایا جسے اوس تیغ نے سر کاٹ کی چھوڑا

۱۰۱

جس شاخ کی کاٹی وہ ہری بھری نہ چھوڑا
پھل پھول کے لانے کو شجر ایک نہ چھوڑا
بیکس جسے پایا اوسے بیگور نہ چھوڑا
اس باغ مین کوئی گل صورت نہ چھوڑا

اس جنگ مین بھائیکو نہ بھائیکی خبر تھی
ماں تھی تو سر و تن کو جدائیکی خبر تھی

۱۰۲

سر دینے کو موجود امام دو جہان ہے
بھیجو اوسی خنجر سے کہان شمر کہان ہے
اس ہاتھ مین کیا تیغ دو دم کی بھی سان ہے
ہے ہے شہ مظلوم کا سر اور کہان ہے

سر دینی کو موجود امام دو جہان ہے
بھیجو اوسی خنجر سے کہان شمر کہان ہے

۱۰۳

بیکس کا لہو چاٹ کے خنجر کو جو کاٹا
ہر بند قبا ہر رگ گلو ہر گلو کاٹا
ہر بند قبا ہر رگ گلو ہر گلو کاٹا
ہر بند قبا ہر رگ گلو ہر گلو کاٹا

افراط جراحت سے یہ تھا رنگ بدن کا
ہر عضو تھا اک پھول شہادت کے چمن کا

۱۰۴

عاجز ہین علی کے سر مجروح کا صدقہ
اب رحم کرو فاطمہ کی روح کا صدقہ
اللہ کی وحدانیت و حضرت کی دہائی
ہارون ہین حضرت شبیر کی دہائی
عباس علمدار کی اصغر کی دہائی

عاجز ہین علی کے سر مجروح کا صدقہ
اب رحم کرو فاطمہ کی روح کا صدقہ

۱۰۵

یا ٹوک نہ سکتا تھا کوئی تشنہ دہان کو
یا ڈالیا حلقے مین امام دو جہان کو
کہتے تھے کہ ہے ہے شہ مظلوم کا سر ہے
ہے ہے شہ مظلوم کا سر ہے

قاتل کو تو کچھ مونھ سے نہ فرماتی تھی زہرا
فرزند سے ہر بار لپٹ جاتی تھی زہرا

۱۰۶

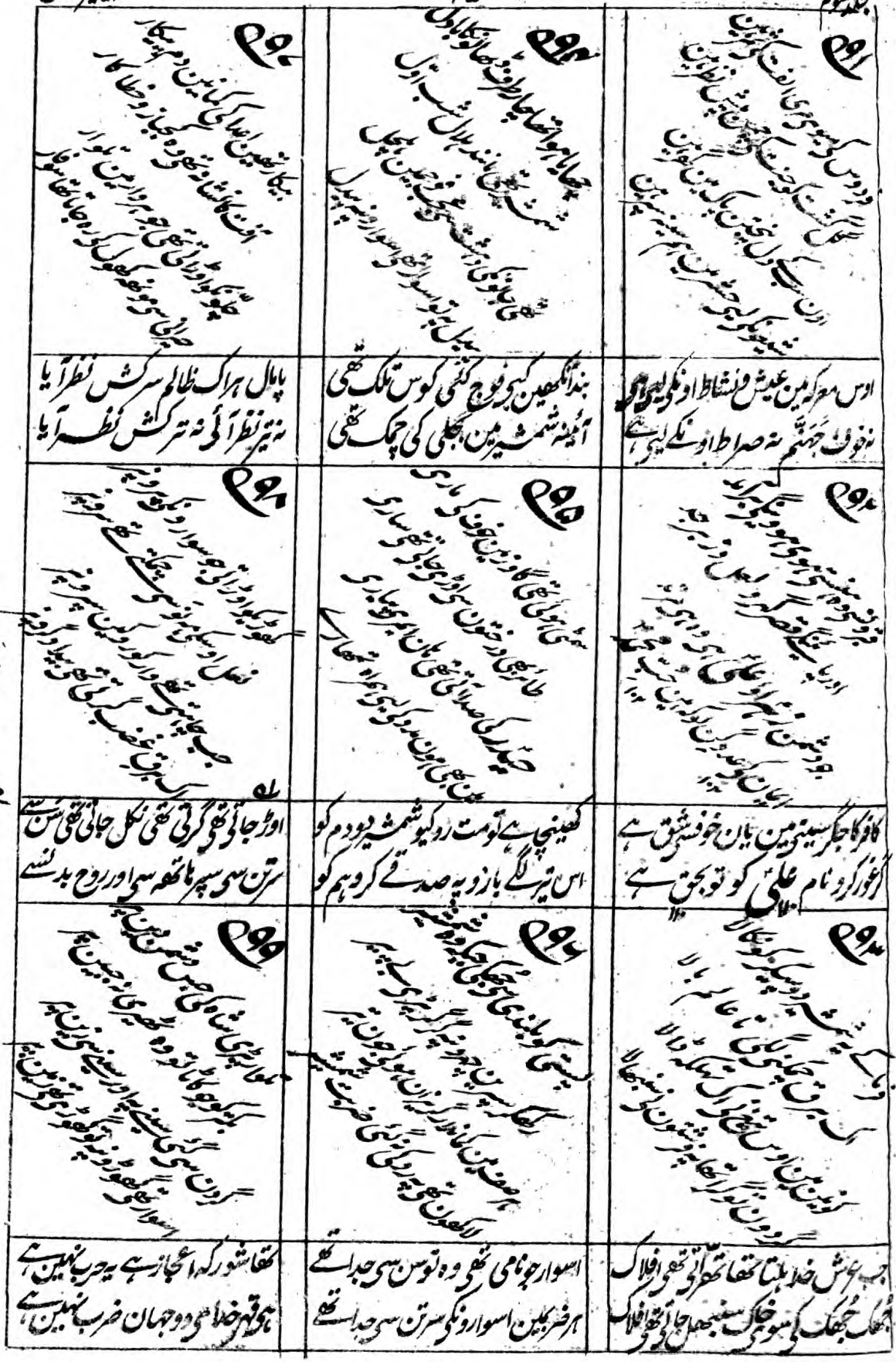
تھا خاطر اقدس مین کہ حضرت کو جھکا دین
جھکنے مین بھی ہے ہے شہ والا نہ گرا دین
جھکنے مین بھی ہے ہے شہ والا نہ گرا دین
جھکنے مین بھی ہے ہے شہ والا نہ گرا دین

قاتل کو تو کچھ مونھ سے نہ فرماتی تھی زہرا
فرزند سے ہر بار لپٹ جاتی تھی زہرا

۱۰۷

سر کھولے ہوئے فاطمہ چلاتی تھی رو رو
خورشید جہانتاب تھا نیزون پہ ہر سو
ہے ہے شہ مظلوم کا سر ہے
ہے ہے شہ مظلوم کا سر ہے

قاتل کو تو کچھ مونھ سے نہ فرماتی تھی زہرا
فرزند سے ہر بار لپٹ جاتی تھی زہرا



اوس معرکہ مین عیش و نشاط اونکو پڑا تھا
نہ خوف جہنم نہ صراط اونکے لیے تھا

بندوق آنکھین کیے فوج کتنی کوس تلک تھی
آئینہ شمشیر مین بجلی کی چمک تھی

پامال ہر اک ظالم سرکش نظر آیا
نہ تیر نظر آئی نہ ترکش نظر آیا

کافر کا جگر سینے مین بیان خوف سے شق ہے
گر غور کرو نام علیؑ کو تو بحق ہے

کھینچے ہے تو مت رو کیو شمشیر دودم کو
اس تیر لگے بازو پہ صدقے کروہم کو

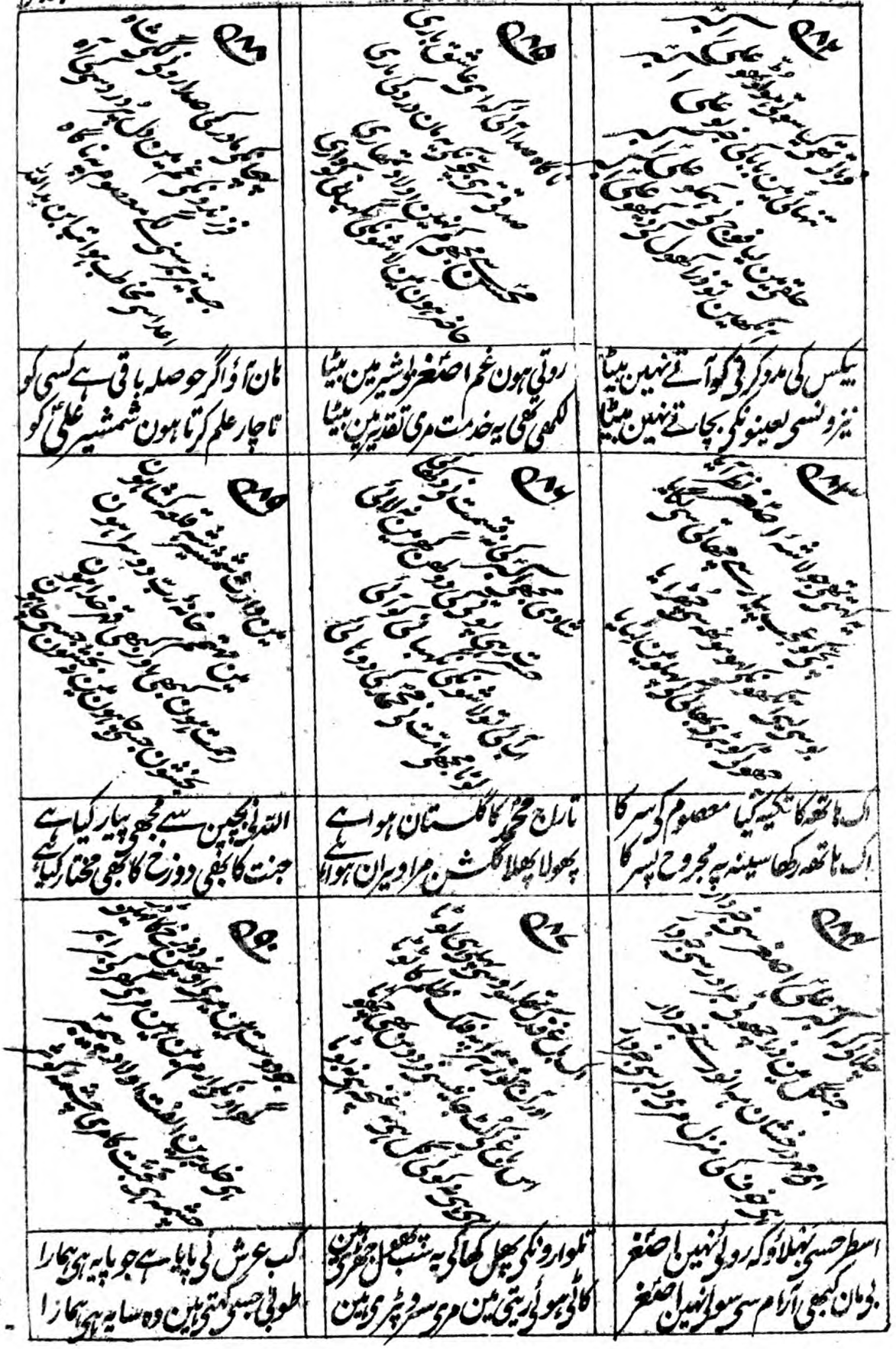
اوڑ جاتی تھی گرتی تھی نکل جاتی تھی سن سے
سر تن سے سپر ہاتھ سے اور روح بدن سے

جب عرش خدا ہلتا تھا تھراتی تھی افلاک
جھک جھک کے سو ہوتی تھی خاک سنبھل جاتی تھی افلاک

اسوار جو نامی تھے وہ تو سن سے جدا تھے
ہر ضرب مین اسوار و نکے سر تن سے جدا تھے

تھا شور کہ اعجاز ہے یہ حرب نہین ہے
ہے قہر خدا ہے دو جہان ضرب نہین ہے

اس شعر مین لف و نشر مرتب ہے ۱۲



بیکس کی مدد کرتی کو آتے نہیں بیٹا
نیزو نسی لعینو نکی بچاتے نہیں بیٹا

روتی ہون غم اصغر بے شیر مین بیٹا
لکھی تھی یہ خدمت مری تقدیر مین بیٹا

مان آؤ اگر حوصلہ باقی ہے کسی کو
تا چار علم کرتا ہون شمشیر علی کو

اک ہاتھ کا تکیہ کیا معصوم کے سر کا
اک ہاتھ رکھا سینہ پہ مجروح پسر کا

تاراج محمد کا گلستان ہوا ہے
پھولا پھلا گلشن مرا ویران ہوا ہے

اللہ نے بچپن سے مجھی پیار کیا ہے
جنت کا بھی دوزخ کا بھی مختار کیا ہے

اسطرح سے بہلاؤ کہ روئی نہین اصغر
جی مان کبھی آرام سے سوئی نہین اصغر

تلوارون کی پھل کھا کے یہ شب بھی جعفر کی
کاٹی ہوئی ریتی مین مری سر پہ پڑی ہے

کب عرش نے پایا ہے جو پایہ ہی ہمارا
طوبیٰ جسے کہتے ہین وہ سایہ ہی ہمارا



جب آنکھ ملا دین تو دلیرو نکو بھگا دیں
قبضے پہ رکھین ہاتھ تو شیرو نکو بھگا دیں

یہ وہ ہین کہ دشمن کی برائی مین نہین ہین
ایسے تو جوان ساری خدائی مین نہین ہین

روئی کو نہ مادر تھی نہ ہمشیر سرھانے
تھا وقت اجل زانوی شبیر سرھانے

کیا عزت و حرمت تہ افلاک تھی اونکی
کہتے ہین جسے خاک شفا خاک تھی اونکی

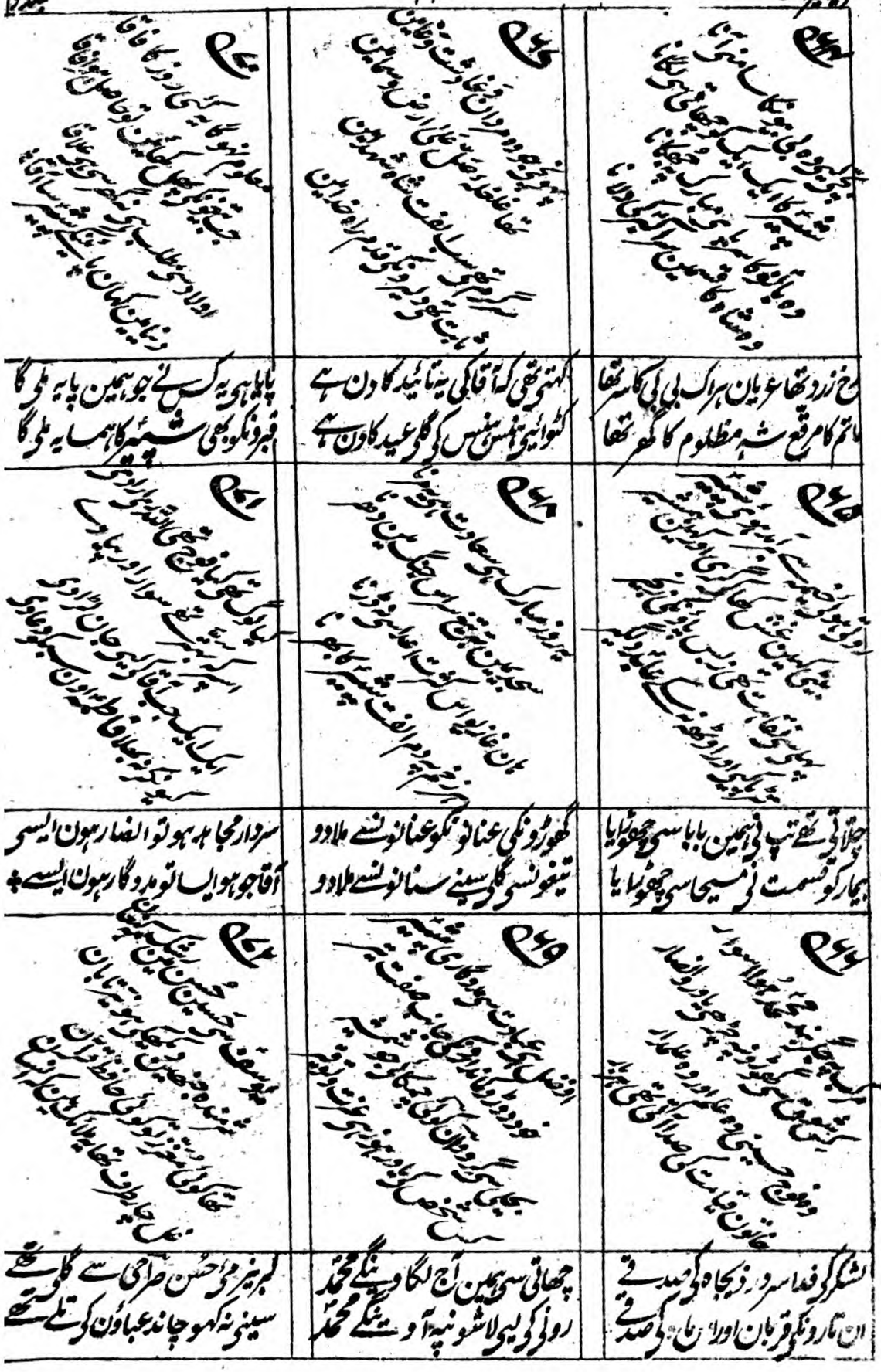
تلوار و نکو کاندھے پہ دھرے جھوم رہے تھے
کس شوق سے آقا کی قدم چوم رہے تھے

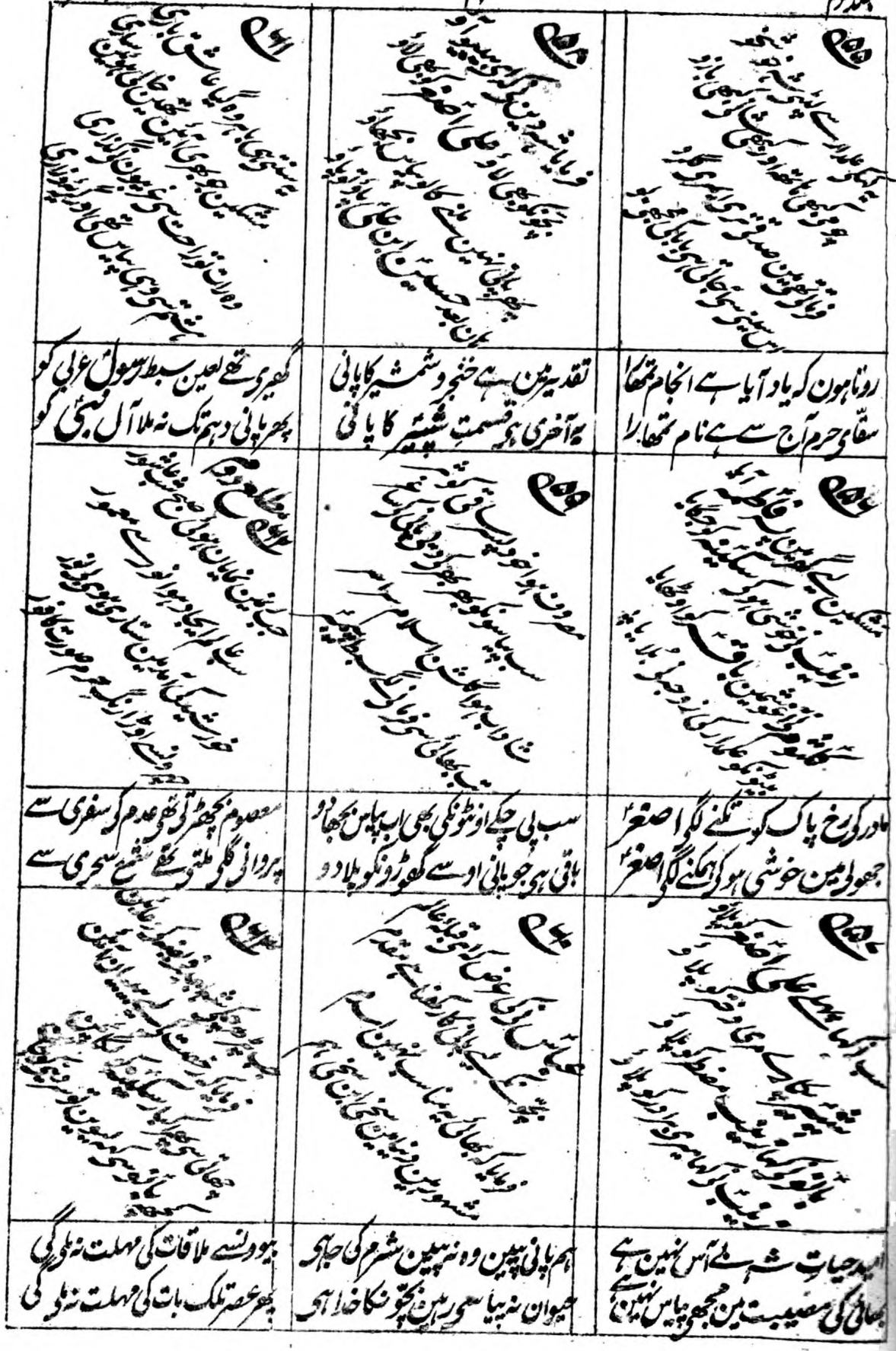
کیا زور تھا انصار شہ تشنہ دہانکا
لشکر تہ و بالا ہوا دو لاکھ جوان کا

سادات کی حملو نسے قیامت ہوئی برپا
بس عصر تلک سب کی شہادت ہوئی برپا

جز قبلہ کسی جا نہین جھکتی نہین دیکھا
تلوار و نکو نکی کبھی رکتے نہین دیکھا

خیمے کو حرم کی کبھی تکتے تھے پلٹ کر
روتی تھی کبھی لاشۂ اکبر سے لپٹ کر

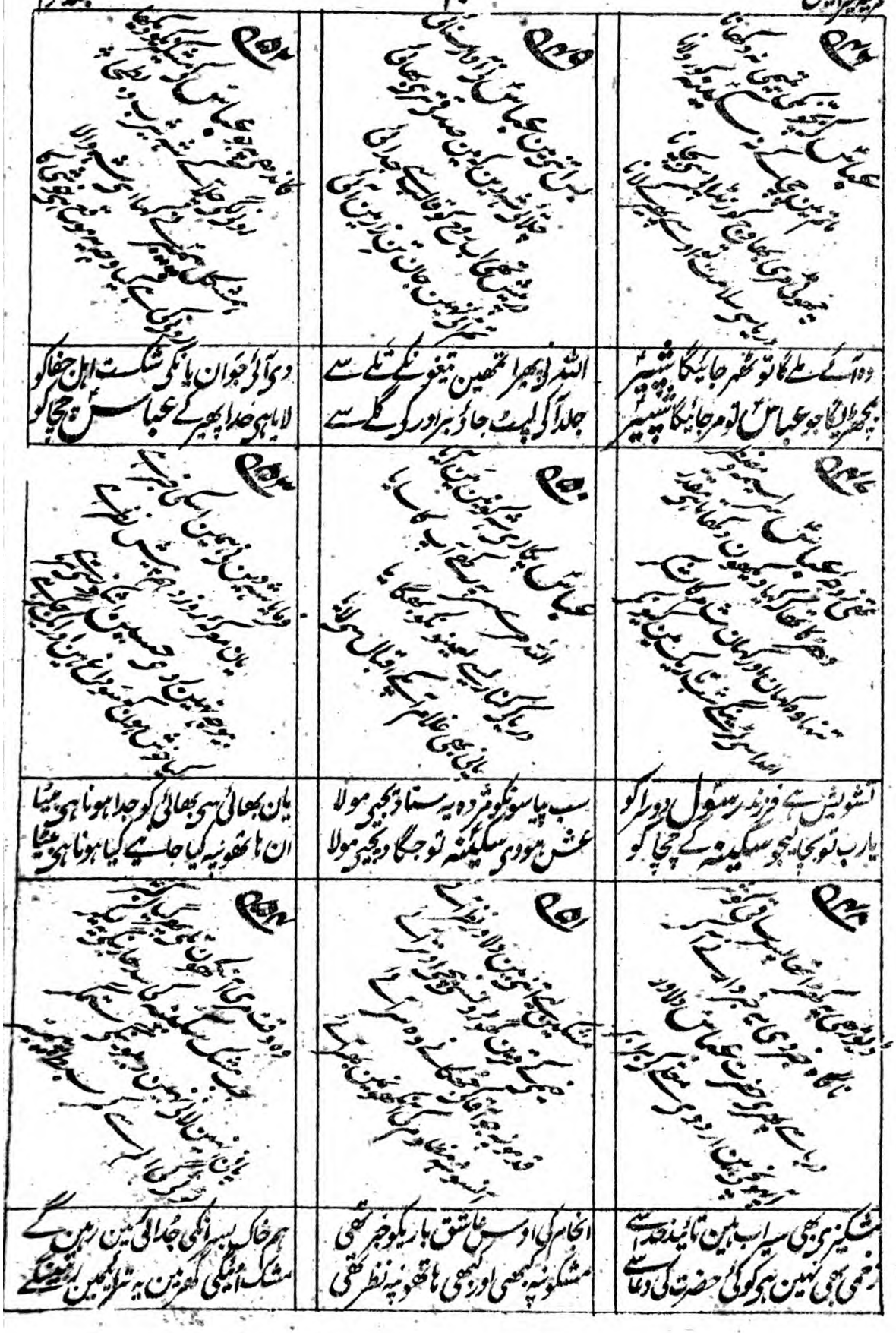


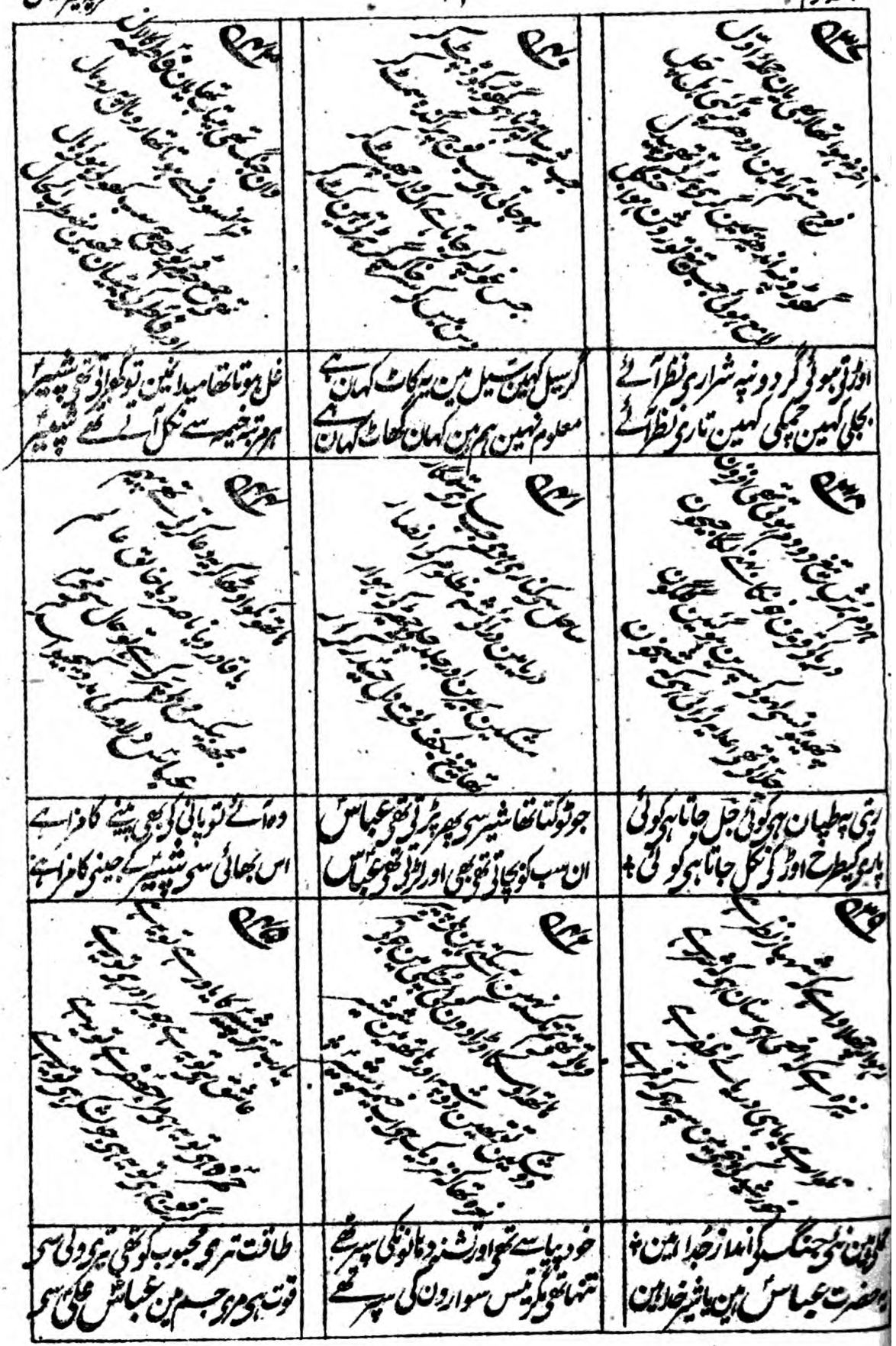


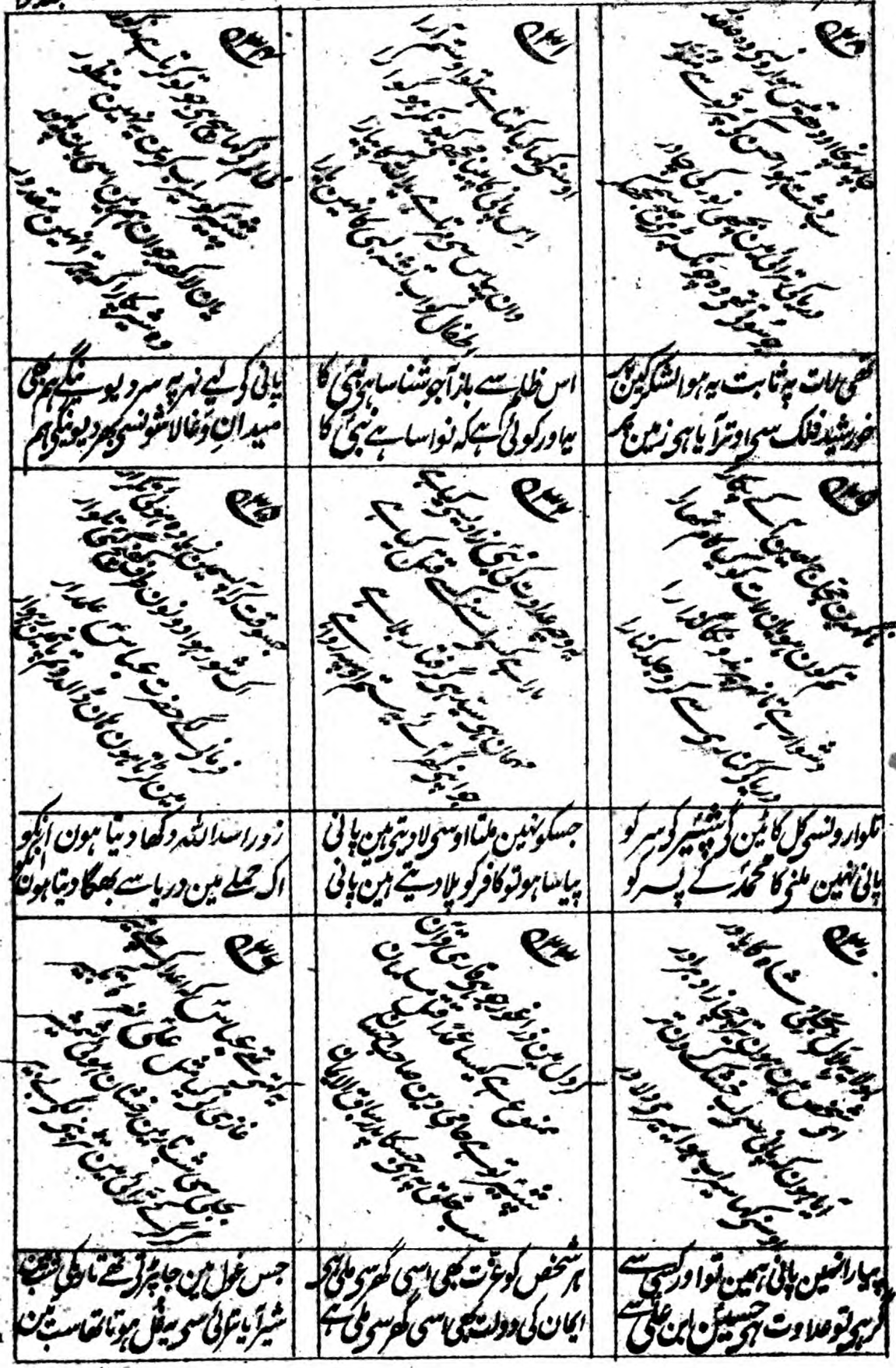
رونا ہون کہ یاد آیا ہے انجام تمھارا
تقدیر مین ہے خنجر و شمشیر کا پانی
گھیرے ہی تھے لعین سبط رسول عربی کو
سقّای حرم آج سے ہے نام تمھارا
یہ آخری ہی قسمت شبّیر کا پانی
پھر پانی دہم تک نہ ملا آل نبی کو

مادر کی رخ پاک کو تکنے لگا اصغر
سب پی چکے اونٹونکی بھی اب پیاس بجھا دو
معصوم بچھڑتی تھی عدم کی سفری سے
جھولے مین خوشی ہو کی ہمکنے لگا اصغر
باقی ہی جو پانی اوسے گھوڑونکو پلا دو
پروانی گلی ملتی تھے شمع سحری سے

امید حیات شہ لے آس نہین ہے
ہم پانی پیین وہ نہ پیین شرم کی جا ہی
بیوی سے ملاقات کی مہلت نہ ملی گی
بھائی کی مصیبت مین مجھے پاس نہین ہے
حیوان نہ پیا سو رہین بچونکا خدا ہی
پھر عصر تلک بات کی مہلت نہ ملی گی







۱۹

چوکی پہ بیٹھ کر جو عدو نے کہا پیئے
ہاں جلد اٹھیے دیر ہوئی کوچ کیجیے
فرزند بیبیوں سے لپٹ کر بگڑ گئے
غفلت کا ہمیں وقت نہ آرام کا ہے وقت

اوس فوج کا پیاسا کوئی یاں آنے نہ پائے
پانی کا بھی ادھر چھپکے کوئی جانے نہ پائے

۲۰

اوس شیر دلاور کی یہ سنتے ہی صدا آئی
چھاتی پہ کئی زخم تھے اور تن پہ قبا آئی
اوس وقت بھی بیٹوں کو نہ آرام دیا آہ
اوس بیکس و بیمار کی اس طرح سے جا آئی

آمادہ رہو جنگ خدا جانے کب ہو
گر آن پڑیں نہر پہ پیاسے تو غضب ہو

۲۱

پھر خیمہ کی جانب ہوئے وہ صاحب ابرار
پھر بیبیوں سے حضرت عباس نے دی بار
پھر ہو گئے تیار وہ بیمار پرستار
پھر بیبیوں نے باندھے ہتھیار سر و دست

ہمت میں یہ خیمہ کبھی سستی نہ کرے گا
سو بار تصدق ہو کہ یہ طوف حرم ہے

۲۲

ہر فرد کو ہمراہ کی مرضی سے دی رخصت
ہر ایک سے پانی کا تو لانا نہیں منت
کچھ بیبیوں سے کہہ کے ہوئے وہ تو روانہ
جو خادمہ تھی ساتھ وہ کہتی تھی یہ ہر بار

تلوار و زرہ چمکا کے جو لشکر پہ گرے گے
مر جائیں تو مر جائیں پہ خالی نہ پھرے گے

۲۳

فرمایا کہ سنتے ہو یہ کیا شور ہے بھائی
بن پانی سکینہ تو لب گور ہے بھائی
دن بھر تو کٹا اب بھی جو پانی نہ پیئیں گے
فرمائیے کس طرح سے معصوم جئیں گے

جرات ہی تمھیں ارث شہنشاہ بخش ہے
کیجو نہ مگر سبقتِ جنگ اپنی طرف سے

۲۴

عباس نے کی عرض کہ اے شاہ زمانہ
چلتی ہیں ہوائیں یہ ہے لشکر کا روانہ
پانی کا تو ہے قحط سے کوفی کا یہ عالم
بچوں کا بلکنا ہے بس اور جو انوں نہیں دم

اس وقت خدا حافظ و ناصر ہے تمھارا
جاؤ کہ خدا حافظ ہر شہر ہے تمھارا

۲۵

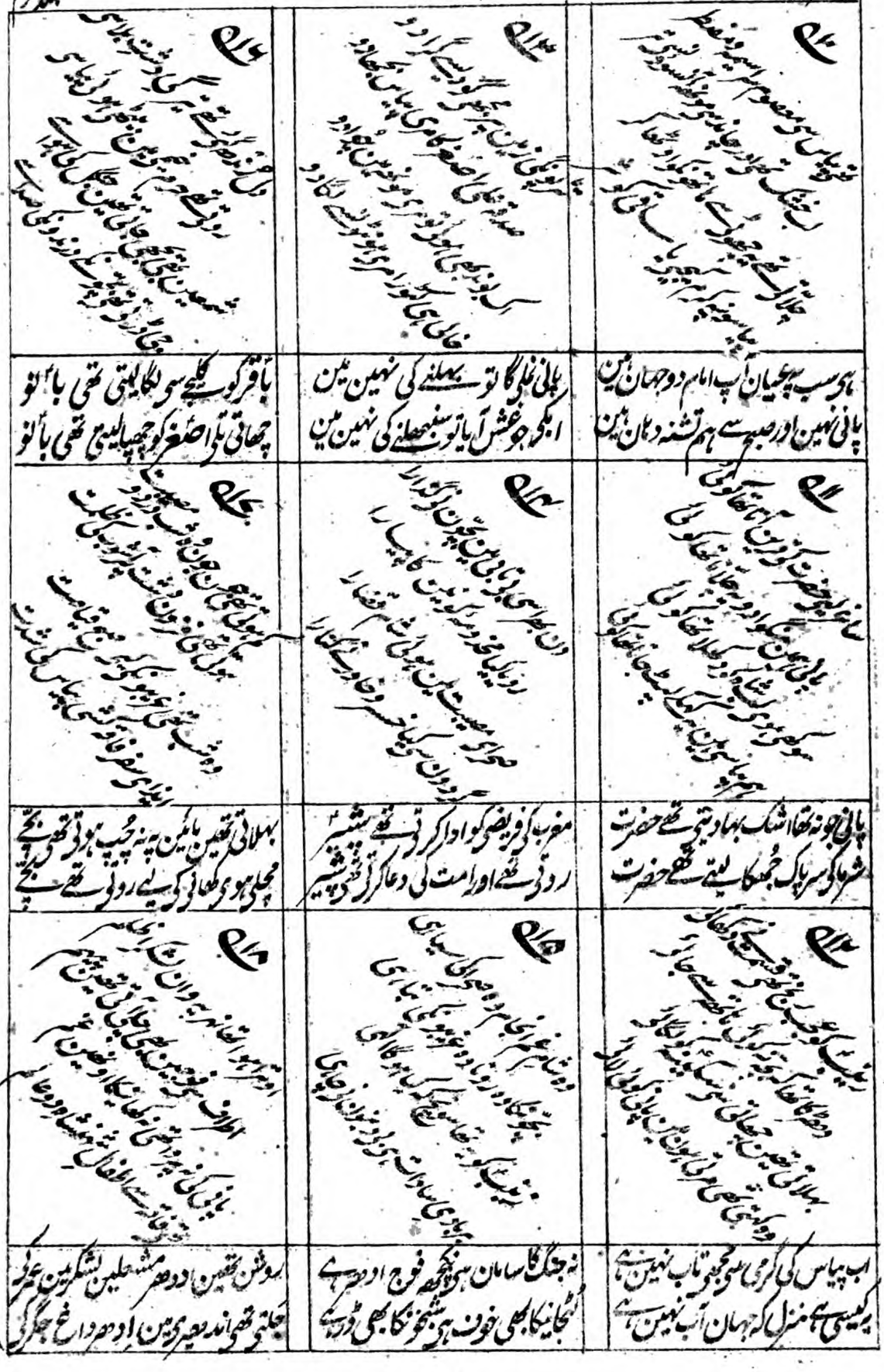
فرزند بہت کم ہیں مگر شیر ہیں سارے
دشمن کو یہ ہیں ظلم و ستم سے ہیں نکارے
یوں دیکھیو تو مظلوم ہیں اور اہل وفا ہیں
پر وقت جہاد آئے تو قہار و وغا ہیں

آنسو شہ مظلوم کی آنکھوں سے رواں تھے
بھیجا تھا یہ بیتاب لبِ مادرِ دو جہاں تھے

۲۶

پیشانی اوپر نور خدا اور اسد اللہ
حضرت کی طرف دیکھ کے سردار نے آہ
مشکیں لیں کمر باندھ کے اور ہو گئے گمراہ
فرزند کی نصرت کی دعا شاہ سے چاہی

فرمایا کہ نصرت کی دعا شاہ سے چاہو
جاؤ کہ خدا حافظ ہر شہر ہے تمھارا



ہی سب یہ عیاں آپ امام دوجہان ہین
پانی نہین اور صبح سے ہم تشنہ دہان ہین

پانی نکلے گا تو پہلے نہ کی نہین مین
اب کی جو غش آیا تو سنبھلنے کی نہین مین

باقر کو کلیجے سے لگا لیتی تھی بانو
چھاتی تلے اصغر کو چھپا لیتی تھی بانو

پانی جو نہ تھا اشک بہا دیتے تھے حضرت
شہ کا سر پاک جھکا لیتے تھے حضرت

مغرب کا فریضہ کو ادا کرتے تھے شبیر
روتے تھے اور امت کی دعا کرتے تھے شبیر

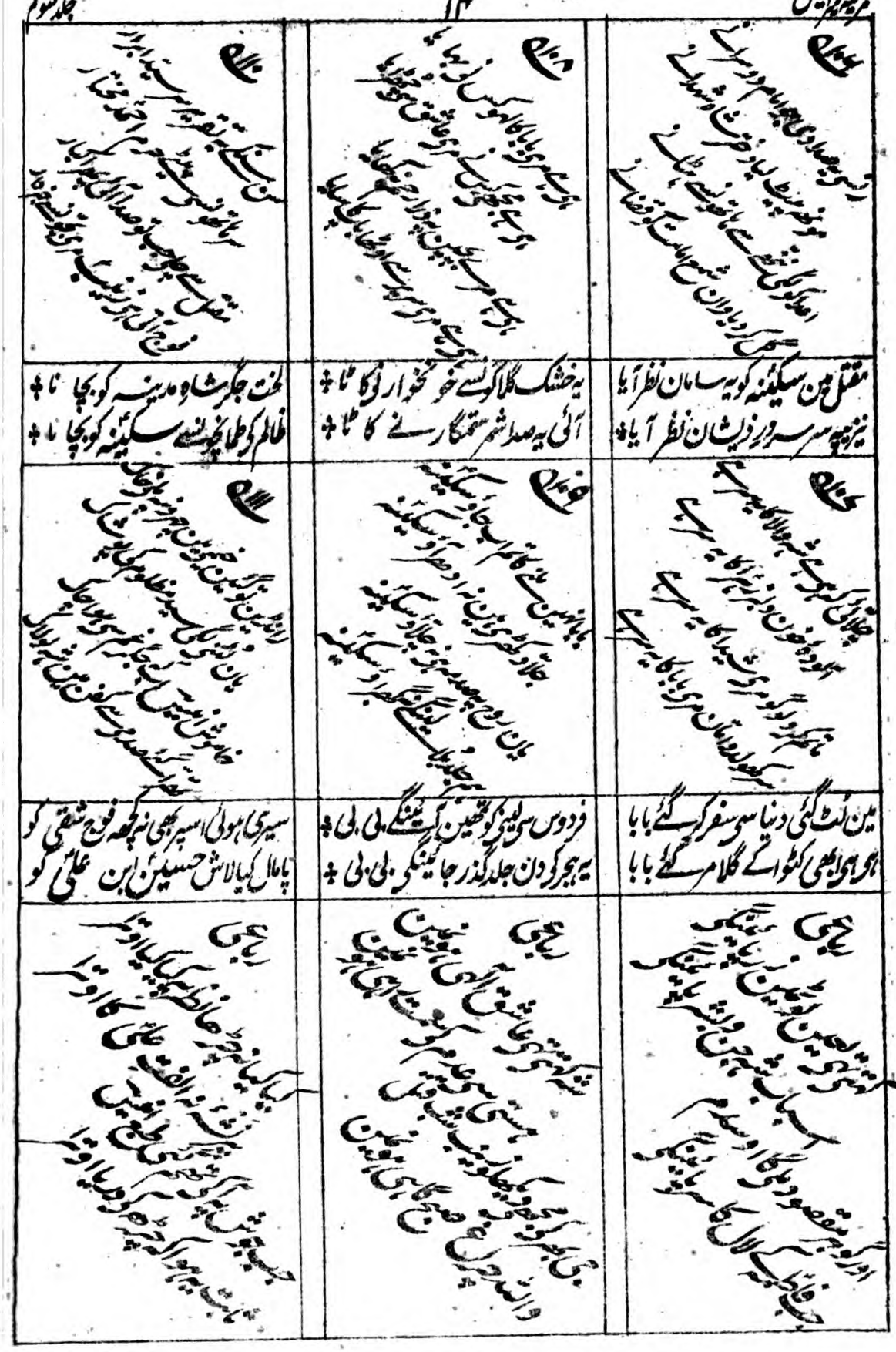
بہلاتی تھین بائین پہ نہ چپ ہوتی تھی بچے
مچلی ہوی کھانے کی لیے روتی تھے بچے

اب پیاس کی گرمی سے مجھے تاب نہین ہے
یہ کیسی ہے منزل کہ جہان آب نہین ہے

نہ جنگ کا سامان ہی کچھ فوج اودھر ہے
لٹجانیکا بھی خوف ہی شبخون کا بھی ڈر ہے

روشن تھین ادھر مشعلین لشکر مین عمر کی
جلتی تھی اندھیری مین ادھر داغ جگر کی











اسدم ہی قتل سبطِ رسولِ عربی کو
عرصہ ہوا دیکھا نہیں اس شکل نبی کو

حسرت ہی کہ کٹجائے گلا تیغ جفا سے
اتنا بھی لڑائیں تو فقط حکم خدا سے

کھولا پئے فریاد جو سر نعت نبی نے
تیغوں میں سپر کر دیا سننے کو علی نے

جنت میں کہا ہوگا یہ سلطان زمن سے
ماں باپ نے محروم رکھا گور و کفن سے

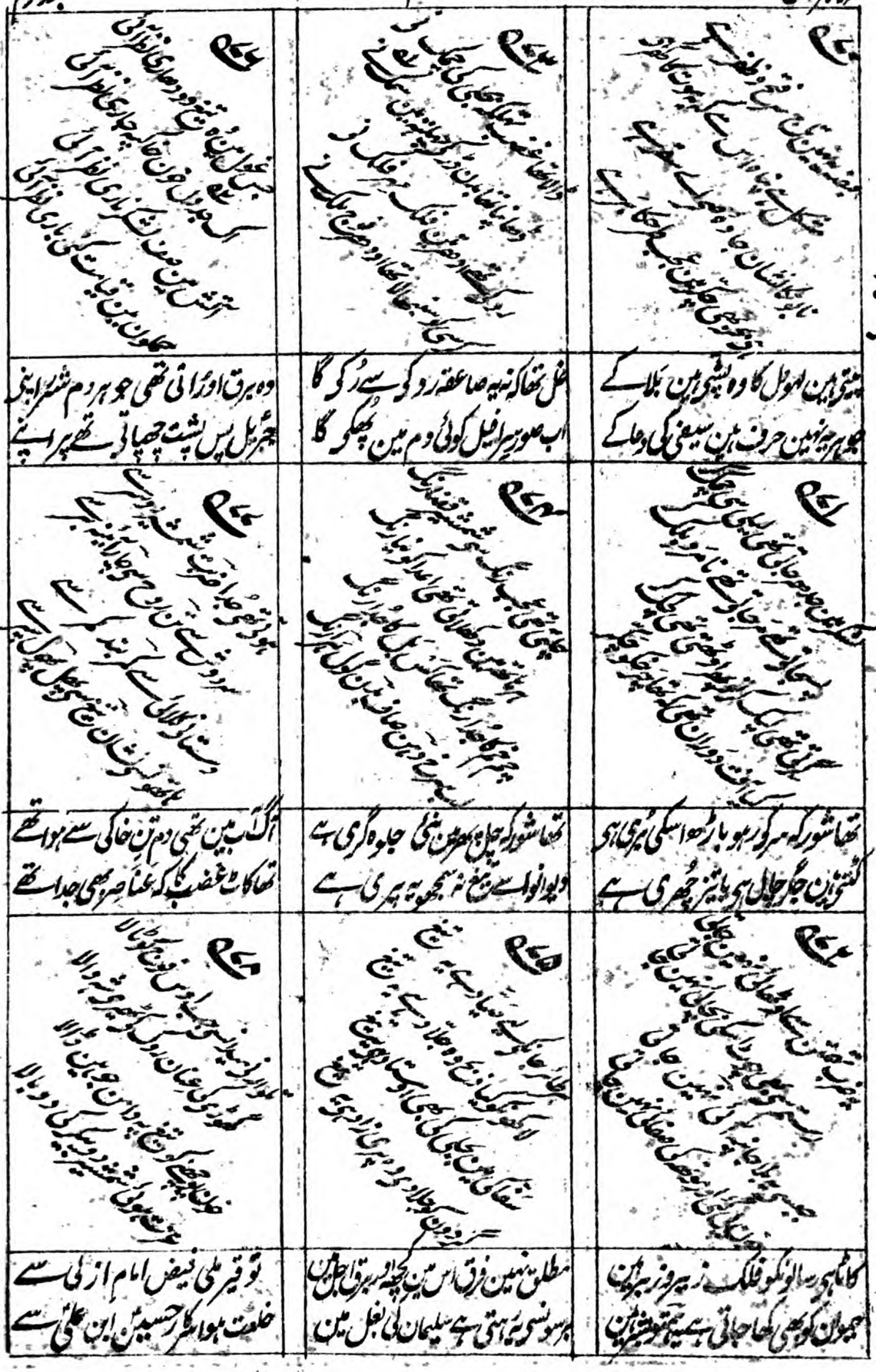
تکبیر کی سو کھے ہوئے ہونٹوں نے صدا ہو
رگ رگ سے مری کلمۂ توحید ادا ہو

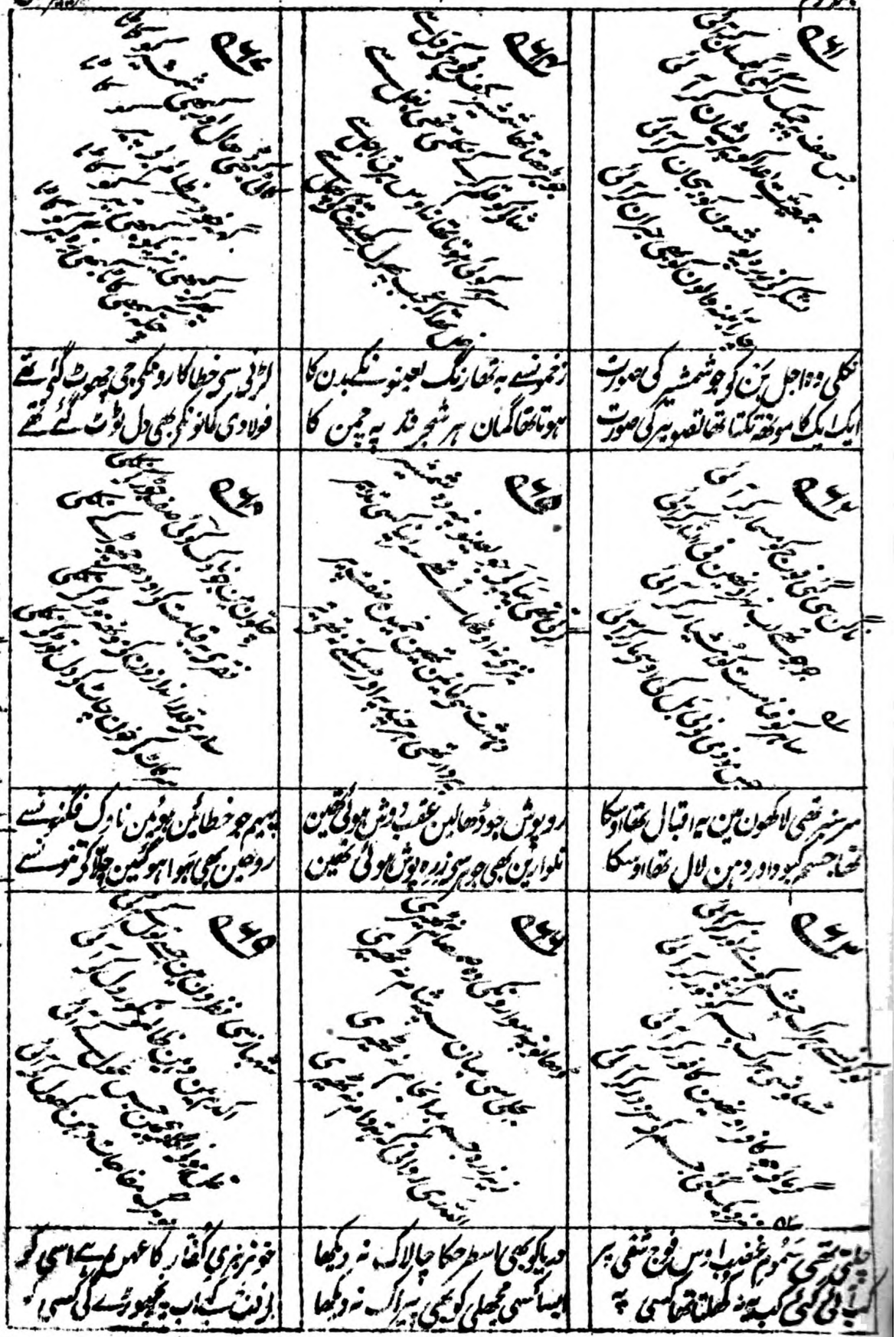
کیا غم اور انھیں زخم ہوئے جو مشتاق اجل ہیں
تلوار نہیں نخل شہادت کے یہ پھل ہیں

ٹوٹی ہے کمر آہ نکلتی ہے جگر سے
سیدھا ہوا جاتا نہیں زہرا کے پسر سے

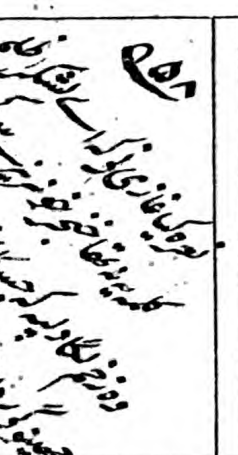
یہ تین شب و روز کا پیاسا نہ لڑے گا
اب تم سے محمدؐ کا نواسا نہ لڑے گا

ہنگام تردد ہے مدد کیجیو مولا
یہ تحفۂ درویش نہ رد کیجیو مولا



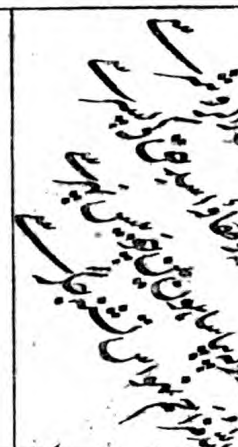


۵۲



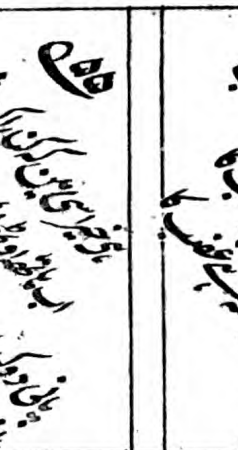
آنکھوں سے لگایا تھا جسے روح امین نے
زانو پہ سجی مصحف پہ دھرا شمر لعین نے

۵۳



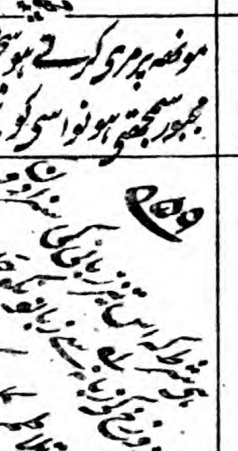
بیکس ہوں سوئے دشت و جبل جانید مجکو
کعبے میں حرم لیکے نکل جانے دو مجکو

۵۴



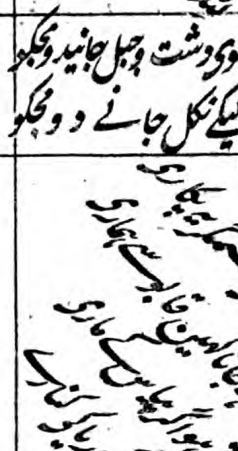
مونسہ پر مری کرتے ہو سخن نے ادبی کی
مجبور سمجھتی ہو نواسی کو نبی کے

۵۵



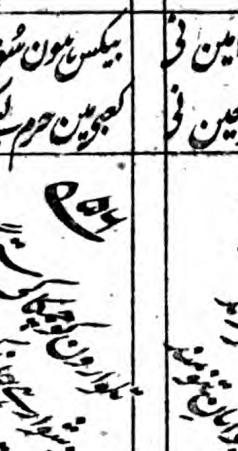
تلوار نیا مونسے نکالا نہیں جاتا
بھالا کسی ظالم سے سنبھالا نہیں جاتا

۵۶



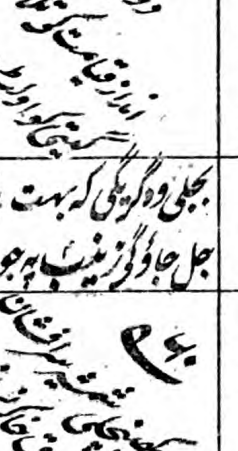
زہرا کی بہو ظلم اسیری کی سہے گی
زینب کی سر پاک پہ چادر نہ رہے گی

۵۷



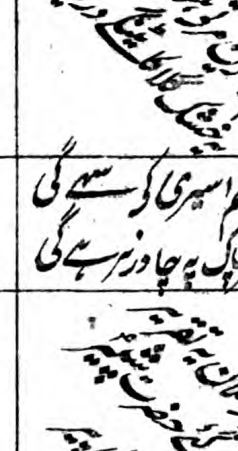
بجلی وہ گریگی کہ بہت یاد کروگے
جل جاؤگی زینب پہ جو بیداد کروگے

۵۸



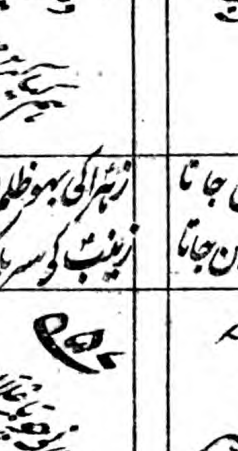
تلوار علم کرکے جو لشکر پہ جھکوں گا
جبریل بھی روکیں گے تو پھر میں نہ رکونگا

۵۹

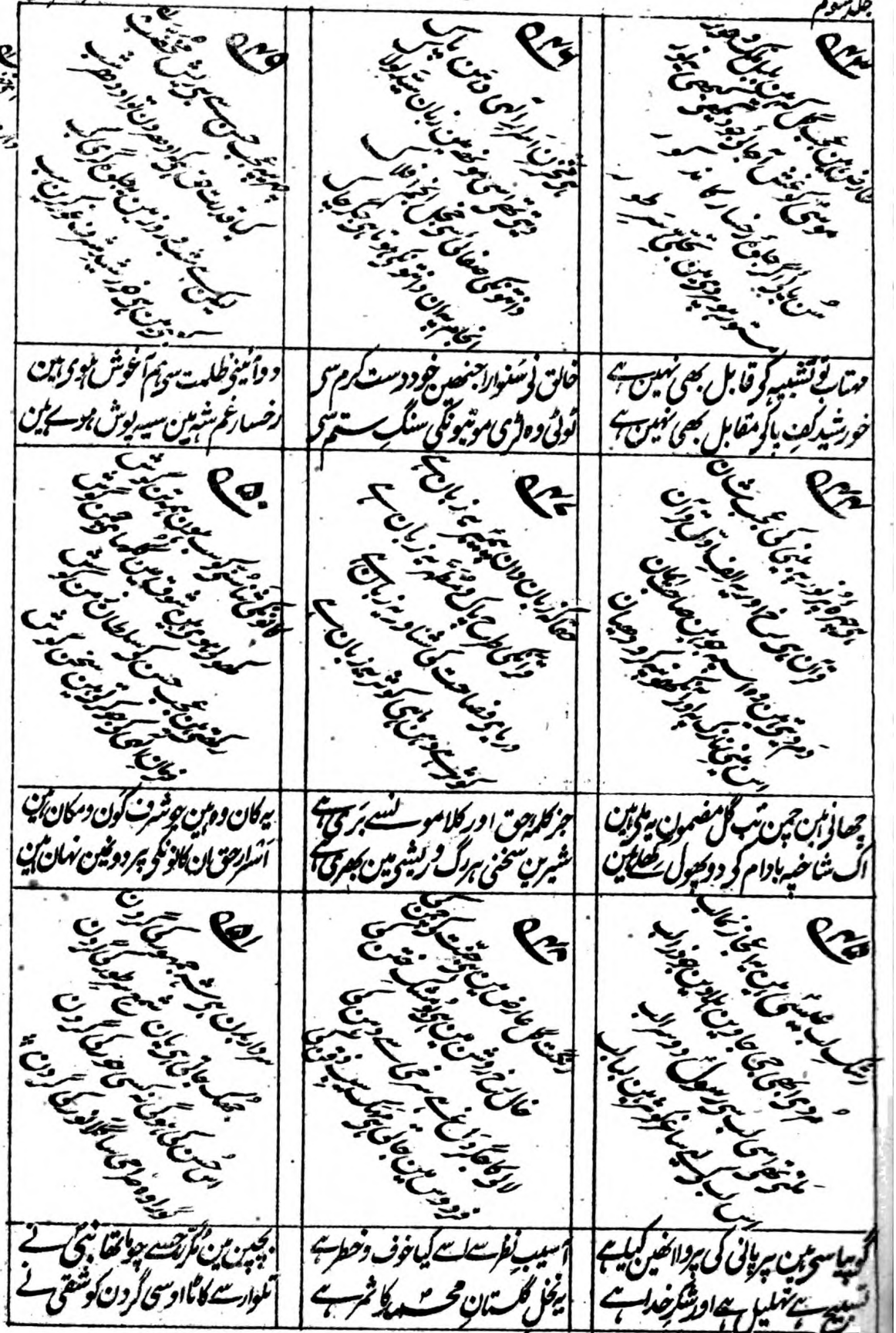


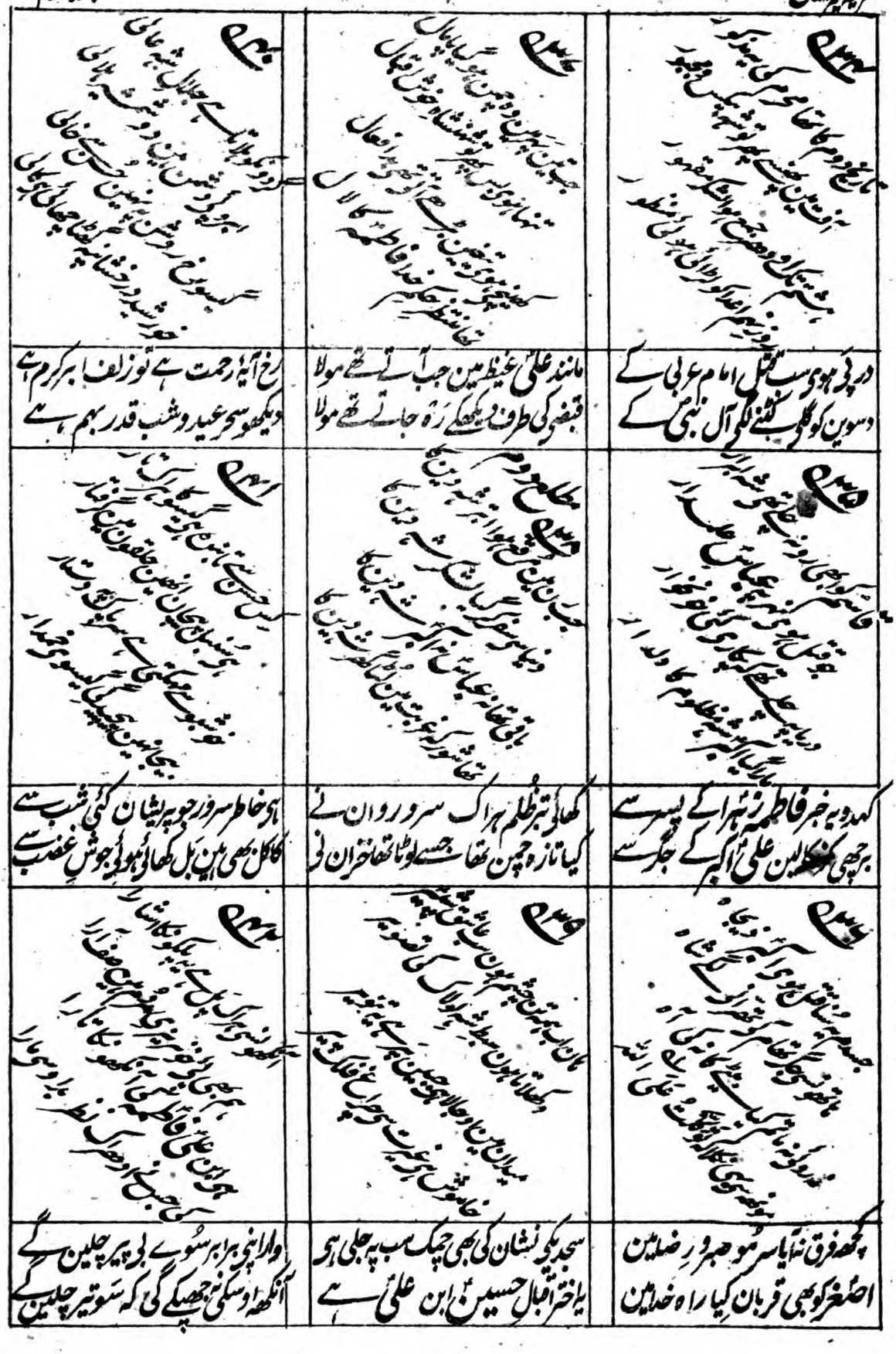
غیرت سے یہ تھا غیظ شجاع ازلی کو
جسطرح جلال آیا تھا خیبر میں علی کو

۶۰



قربان ہوئی خونخوار دم تیغ دو دم پر
ہر جسم نے سر رکھدیا حضرت کے قدم پر





پڑھ فرق نہ آیا سر موصبر و رضا میں
اصغر کو بھی قربان کیا راہ خدا میں

سجدہ کی نشان کی بھی چمک سب پہ جلی ہے
یا اختر اقبال حسینؑ ابن علیؑ ہے

وار اپنی برابر سوئے بے پر چلیں گے
آنکھ اوسکی نہ جھپکے گی کہ سو تیر چلیں گے

لہ یعنی تیر کو کمان میں نہ ڈالنے پر

۲۷

مین اب انھین کی جانسے ماری نہ پھرونگا
بی تیغ کی گھاٹ انکو اوتاری نہ پھرونگا

۲۸

گھر وائین گئوین نہر اگر پاس نہوئے
دریا کو لگی آگ جو عباسؑ نہوئے

۲۹

پردیس مین تکلیف گوارا کرو لوگو
اس نہر کی پانی سے کنارا کرو لوگو

۳۰

روشن ہو کہ شبّیر چراغ سحری ہین
امّان مجھی اسدن کی خبر دیکے مری ہین

۳۱

ساحل پہ اوتارا ہوا وان فوج لعین کا
یان دھوپ مین برپا ہوا خیمہ شہ دین کا

۳۲

گردون نے نہ رکھا فخر سے چوکھٹ پہ جبین کو
قربانی کا عھدہ ملا جبریلؑ امین کو

۳۳

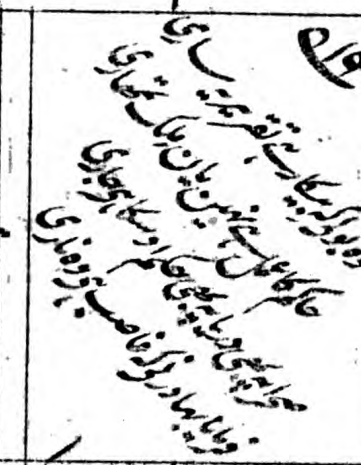
چمکا جو کلس اور بھی جلوہ نظر آیا
خورشید کی دستار پہ طرّہ نظر آیا

۱۶



لاکھ آئین کہ دو لاکھ کبھی ہم نہیں ڈرتی
سب خلق ہے قبضے میں شہنشاہ جری کی
بڑھتے ہوئے دیکھا جو سوار و نکو اور دفعتہً کے

۱۷



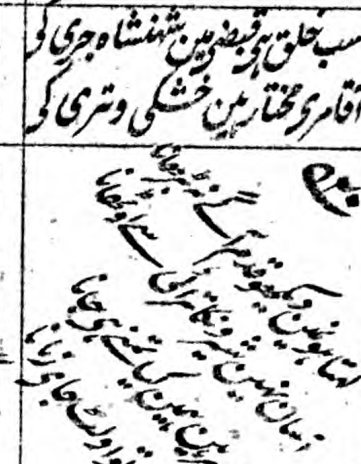
روباہ ہو نکے دھمکا نوسی ضیغم نہیں ڈرتی
آقا مری مختار ہیں خشکی و تری کی
ہتھوانس لیا شیر نے گرد یکبو سپر کے

۱۸



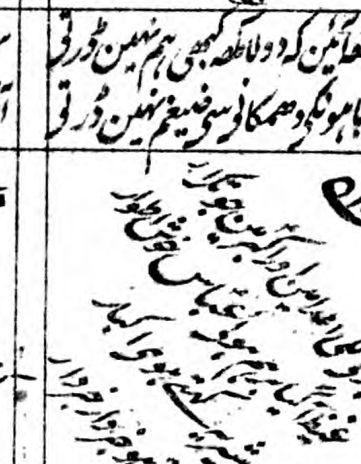
دم میں نظر آئیگا نہ سر تن پہ کسی کے
کر دیں ابھی یوں زیر و زبر ہفت طبق کو
کچھ غم نہیں جلتی ہوئی ریتی پہ رہیں گے

۱۹



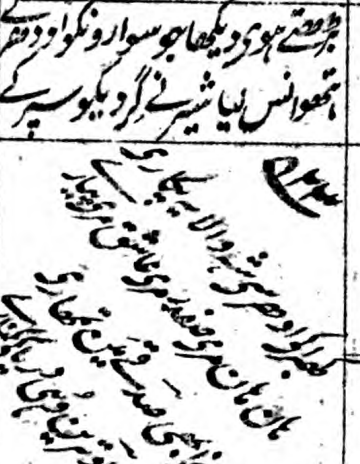
شہزادے یہ کیجو نہ سخن بے ادبی کے
جسطرح اولٹ دیتے ہیں انگلی سے ورق کو
راحت او نھیں ہوئی ہیں تکلیف سہیں کے

۲۰



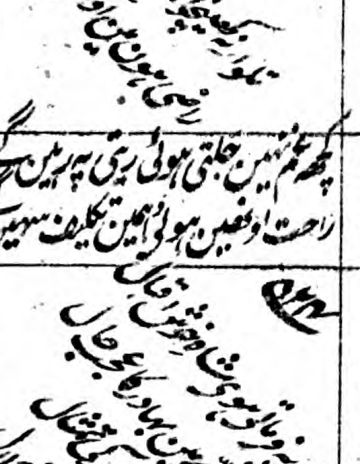
ملک اپنی ہے غیر و نکا اجارا نہیں ہرگز
دم جسم میں جب تک ہے لڑائی نہ چھوٹے گی
بل کھائی ہوئی دو شہ گیسو تو پرے ہیں

۲۱

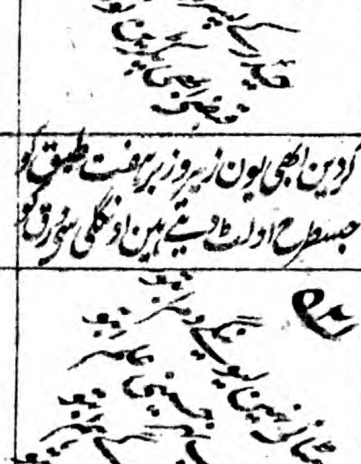


دریا یہ ہمارا ہے تمھارا نہیں ہرگز
تا حشر یہ دریا کی ترائی نہ چھوٹے گی
بکھری ہوئی جون شیر ترائی میں کھڑے ہیں

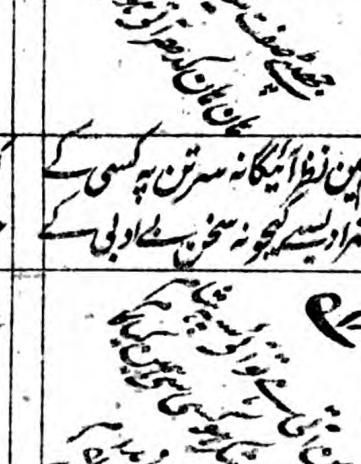
۲۲



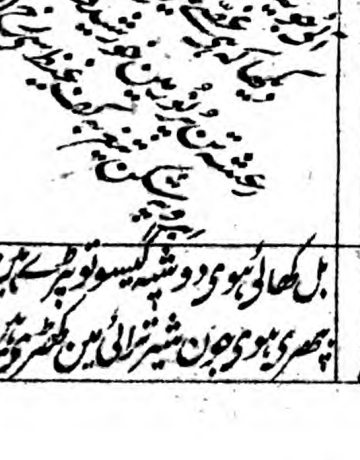
۲۳



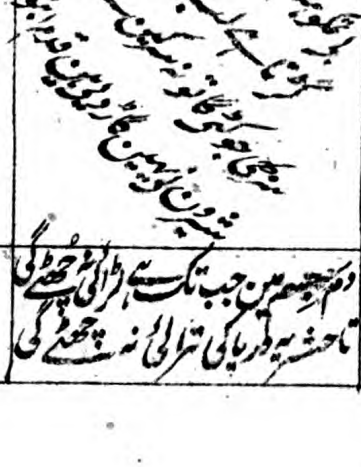
۲۴



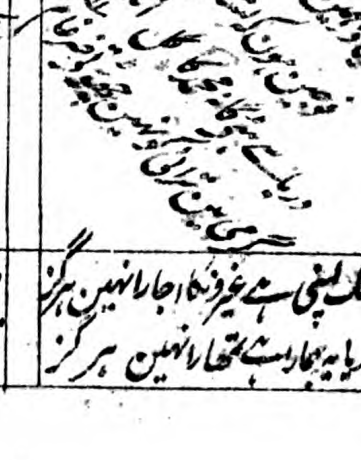
۲۵



۲۶



۲۷





۷۵
تبہ ترا میدان شہادت مین بڑھے گا
سرتن سے جدا ہو کر زمین پر چڑھے گا

۷۶
آرام ہمارا او نہین منظور نہین ہے
خیمہ کو اٹھا دیون تو کچھ دور نہین ہے

۷۷
ناگاہ نشان ظلم کو برپا نظر آئے
خیمہ ابھی کھلتا تھا کہ اعدا نظر آئے

۷۸
دریا پہ جو آئی لشکر عباس دلاور
عباس سے بولی کہ ہو تم فوج کے سردار
خیمون کی طرف سے ہے ہمین فکر برابر
کی فوج نے یورش ہو جو ہمراہ تمہارے

۷۹
اب ہم دل بانکی فضا خوب ہی مولا
شیرون کو ہوا نہر کی مرغوب ہے مولا

۸۰
بیرم و خطا قاتل اولاد علی ہین
فوجین مرا سر لینے کو شہر و سے چلی ہین

۸۱
گھوڑون سے زمین بانکی ہلو گی کوئی دم کو
دولاکھ سوارون کی جگہ چاہیے ہم کو

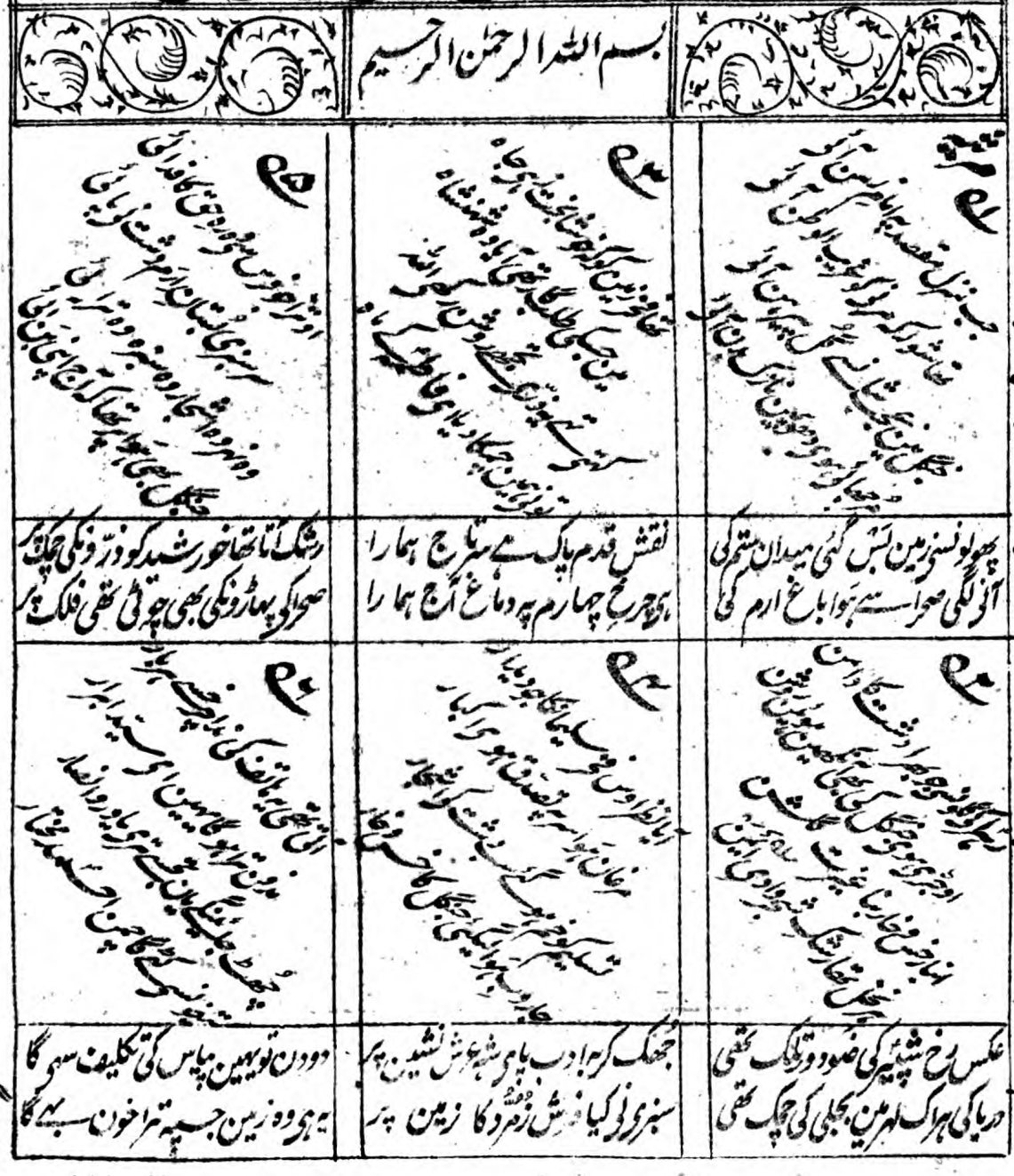
۸۲
ہمراہ تمہارے جو ہین لشکر کے نمونے
ہین کون سے کام آنے کے وہ وقت کے ہونے

۸۳
منظور نظر طاعت اللہ ہے سب کو
دریا پہ او تر نے کی بڑی چاہ ہے سب کو

۸۴
دشمن ہین بہت تیر برسائین گے ہر سو
شیرون کو ہٹا دی کوئی دریا سے تو جائین

۸۵
اگر دم مین قدم پان کہین دھر نہ سنبھلے گا
صحرا مین بھی پھر تم کو او ترنا نہ ملے گا

بسم اللہ الرحمن الرحیم



بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

در ربیعہ اشک ریزی مومنین و وسیلہ استحصال حسنات بغرادران ائمہ طاہرین اعنی

مجموعہ

مراثیہ انیس

جلد ثالث

از کلام فخر فصحاء آمدیہ گویان نامی ذاکران گرامی میر ببر علی مرحوم متخلص بہ انیس لکھنوی

مطبع نامی منشی نول کشور مین بطبع مزین مقبول جہانیان ہوا

اطلاع ۔ اس سطح میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی فہرست مطول ہر ایک شائق کو مجانا جاتا ہے ملسکتا ہی جسے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ازان ہی ۔ اس کتاب کے نمبل پیچ کے تین صفحہ سادہ ہین بعض کتب علم فقہ و غیرہ فارسی اردو مذہب امامیہ کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی کتاب ہی اوس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے ہر طالب کو آگاہی ذریعہ حاصل ہو

کتب علم فقہ وغیرہ فارسی اردو مذہب امامیہ

حیات القلوب جلد اول ۔ یہ ایک کتاب نادر روزگار کہ سوائے کتب خانہ امراء اور علماء کے جسکا میسر آنا دشوار تھا حالات و قصص انبیاء مین ہر روایات صحیحہ مذہب اثنا عشریہ تصنیف عالم بانی ملا محمد باقر بن محمد تقی المجلسی الاصفہانی کہ جو تین جلد مین ہی بجملہ اسکے اس جلد مین حضرت آدم علی نبینا و علیہ السلام سے تا حضرت عیسی علیہ السلام قصص باسانید صحیحہ مفصل موجود ہین یہ کتاب ایسی نایاب زمانہ تھی کہ شائقین کو اکثر دستیاب نہوتی تھی اور جو تلاش بسیار اگر دستیاب بھی ہوئی تو قیمت اسدرجہ گران تھی کہ اشخاص عوام الناس کی عہدہ اور بے سہا کتاب کے مطالعہ سے محروم رہتے تھے اب بمطبع اودھ اخبار سے یہ گوہر بے بہا کو ڑیون کے مول مل سکتا ہی یعنی قیمت بہت ہی ارزان مقرر کی گئی ہی

حیات القلوب جلد دوم ۔ اس جلد مین اول سے آخر تک جناب پیغمبر آخر الزمان محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ کے شمائل و خصائل و معراج و معجزات و غزوات کا مشرح بیان ہی اور ایسی جامعیت کے ساتھ لکھے گئے ہین کہ اب تک کتاب دوسری اسطرح پر نہین ہی اور قیمت بہت ارزان رکھی گئی ہی

حیات القلوب جلد سوم ۔ اس جلد مین امامت کا بیان ہی احادیث صحیحہ و نصوص قرآنیہ سے امامت ائمہ معصومین علیہم السلام کو جناب مصنف طاب ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ نے بحجج و براہین سلمی نہایت عمدہ طور سے بیان فرمایا ہی اور ضمنا ان ہر سہ مجلد کے محتاج بیان نہین ہین ہر وقت ملاحظہ خوبی اور قیمت معلوم ہو سکتی ہی قیمت بھی ازان ہی

زاد المعاد مختصر و مترجم ۔ یہ کتاب مذہب امامیہ کی اوراد اور وظائف مین نوادرات سے ہی کوئی سال بعض بارہ مہینہ اعمال نہایت مبسوط آمین موجود ہین بتصحیح علماء مذہب امامیہ کاغذ سفید پر نہایت خط چھپی ہی حواشی جسقدر حاجی حسن علی کی کتاب پر تھے سب اسپر ہین اور آخر مین حاشیہ پر مسائل و نکات جناب افقہ الفقہاء و مجتہد العصر الزمان جناب میرزا محمد حسن صاحب شیرازی بخطی کے جو بالفعل سرمن رای مین تشریف فرما ہین لکھوائی گئی ہین اسکے ملاحظہ سے مقلدین مسائل و تخطی جناب مجتہد ممدوح سے بخوبی واقف اور باہر ہو سکتے ہین مسائل نجاح بھی نہایت توضیح سے موجود ہین اول تو کتاب خود ہی مقبول اور مرغوب قلوب تھی اب ایسے مفید حواشی کے چڑھنے سے اور بھی عمدہ بلکہ نور علی نور ہو گئی قیمت بھی بنظر رفاہ عام بہت کم رکھی گئی ہی جس سے ہر شخص اسکے ملاحظہ سے فیضیاب ہو سکتا ہی

بناء الاسلام فی حکام الصیام ۔ یہ کتاب فیض انتساب بزبان فارسی تصنیفات عالم علوم جلی و خفی حجۃ الاسلام مجتہد العصر و الزمان جناب مفتی مولوی سید محمد عباس صاحب لکھنوی سے ہی اس کتاب لاجواب مین روزہ داروں کے مراتب اور ثواب اور روزے کے آداب نہایت بسط اور مفصل تحریر فرمائے ہین اور روزہ خورون کی شقاوت و خباثت کو کس خوبی سے بیان فرمایا ہی جسکے پڑھنے سے ماہ رمضان المبارک کی عظمت و جلالت اور روزہ دارونکی قدر و منزلت صاف صاف معلوم ہو جاتی ہی احادیث صحیحہ سے جناب مصنف نے ہر فقرہ کا ثبوت دیا ہی اور دلائل عقلی و نقلی و نصوص قرآنی سے صوم اور صائم کی عظمت ظاہر فرمائی ہی ۔ الغرض یہ کتاب سراپا فوائد بے نظیر ہی ۔

Mujmoua Marsia Incer Anees

INSTITUTE INDIAN

بہ عونِ صناعِ مکین و مکانِ فضل و خلاقِ زمین و زمان

بوسیلۂ اشک ریزی مومنین و وسیلۂ استحصالِ حسنات بغرادارانِ ائمہ طاہرین اعنی

مجموعۂ مرثیہ

جلد ثالث

از کلامِ مرثیت انتظام سرآمدِ مرثیہ گویانِ نامی ذاکرانِ گرامی میر ببر علی صاحب متخلص بہ انیس لکھنوی

مطبع نامی منشی نول کشور میں بطبع مزین مقبول جہانیان ہوا

Marsiyah-ē-Mīr Anīs.

Vol. III.